Type text here
www.kitabmart.in
عشرۂ مجالس
انسان اور حیوان
علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

خصوصی عشرۂ چہلم

انسان اور حیوان

۱۱ صفر المظفر تا ۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء

...... بمقام ......

امام بارگاہِ جامعۂ سبطین، گلشنِ اقبال، کراچی

...... انیسِ خطابت ......

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

نام کتاب : خصوصی عشرۂ چہلم ....انسان اور حیوان

مقرّر : علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

اشاعت : ۲۰۱۲ء

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : ایس۔ایم۔فرحان

قیمت : ۳۰۰ روپے

ناشر : مرکزِ علومِ اسلامیہ

……﴿ کتاب ملنے کا پتہ ﴾……

مرکزِ علومِ اسلامیہ

فلیٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ، سندھی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی۔ فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پہلی مجلس

انسان اور اونٹ

﴿صفحہ نمبر ۴۸ تا ۶۷﴾

دوسری مجلس

انسان اور گائے

تیسری مجلس

گدھا اور گھوڑا

۴۷۔ کربلا کی زمین سے حسینؑ کا ہر گھوڑا واقف تھا ....

۴۸۔ شامِ غریباں، لشکرِ حسینؑ کے زخمی گھوڑوں کا گریہ و ماتم "ہائے حسینؑ"۔

۴۹۔ صبح ہوئی لشکرِ حسینیؑ کے گھوڑے بھی شہید ہو چکے تھے ....

۵۰۔ عباسؑ کا گھوڑا اپنے آقا کا سر لے کر کس طرح چلا ....

چوتھی مجلس

قرآن اور مچھلی

.... ﴿صفحہ نمبر ۱۲۳ تا ۱۴۷﴾

۱۔ ہم نے انسان کو بہت اچھا پیدا کیا لیکن اُس نے اسفل السافلین ہونا پسند کیا

۲۔ حضورؐ نے حیوان صفت انسانوں کو چند برسوں میں انسان بنا دیا ....

۳۔ زیادہ تر انبیاء شام، عراق اور عرب کے ممالک میں مبعوث ہوئے ....

۴۔ ختمیؐ مرتبت کو حجاز کے خاص خطے میں بھیجا گیا ....

۵۔ حضوؐر نے تیرہ برس میں انسان اور دس برس میں عربوں کو مسلمان بنا دیا

۶۔ غدیر کے دن نبیؐ نے صاحبِ ایمان ہونے کی دعوت دی ....

۷۔ قوم کی عادت چھڑانے کے لیئے اپنے حبیبؐ کو بیٹے سے محروم رکھا ....

۸۔ آج کوئی مسلمان بیٹی کی محبت سے انکاری نہیں ہے ....

۹۔ پانچ مہینے مسلسل پانچ وقت بیٹی کے گھر پر رکنا اور درود و سلام پڑھنا ....

۱۰۔ رسولؐ کی بیٹی کے عمل نے ہر مسلمان سے اُس کی بیٹی کا حق دلوا دیا .....

۱۱۔ مچھلی کا قلم اور اُس تحریر سے کوئی جوڑ ہی نہیں ہے لیکن مفسّر ....

۱۲۔ مچھلی کا شمار حیوانات میں کیا گیا ہے ....

پانچویں مجلس

ناقۂ صالحؑ

چھٹی مجلس

کتّا، ہاتھی اور ابابیل

........﴿صفحہ نمبر۱۶۲تا۱۹۰﴾........

۱۶۔علیؑ نے پچیس سال ایک مسکراہٹ میں ٹال دیئے نقصان میں کون رہا؟

۱۷۔شہزادیؑ کی صدا کو نہ سمجھے، کیا تھا فدک لیا تھا ....

۱۸۔ظالم جب ظلم کرتا ہے تو اُسے سمجھایا نہیں جاتا..........

۱۹۔سلمانؓ کو زبردستی مدائن کا گورنر کیوں بنایا گیا؟..........

۲۰۔علیؑ کے کسی کام پر شک، گورنری عذاب بن جاتی ہے ....

۲۱۔بغیر فائل بغیر دستخط سلمانؓ نے حکم جاری کر دیا..........

۲۲۔یورپ امریکہ کے تنخواہ دار اعلیٰ ٹرینڈ (Trained) کتے ....

۲۳۔کتوں کا باقاعدہ ایک چینل ہے ....

۲۴۔کتّا اپنے سے بڑے کا کہا مانتا ہے انسان نہیں مانتا ....

۲۵۔اگر کچھ کرنا ہو تو راستے بہت ہیں ....

۲۶۔ایک راز نہیں کربلا میں ہزاروں راز ہیں ....

۲۷۔قرآن میں اڑتالیس جگہ اصحاب کا لفظ برے معنوں میں استعمال ہوا ہے

۲۸۔کتا اصحاب کہف کا صحابی ہے ....

۲۹۔انبیاء اور شہیدوں کی زندگی مسلسل ہے..........

۳۰۔اب مکّے والوں کو کربلا اچھی نہیں لگتی ....

۳۱۔خانۂ کعبہ پر حملے کی اصل وجہ کیا تھی ....

۳۲۔ابرہہ کا ہاتھی نبی کے دادا کی تعظیم کر رہا تھا..........

۳۳۔خدا بغیر وسیلے پہچانا نہیں جاتا ....

۳۴۔محمدؐ اور علیؑ کا خدا ہوتا ہے، یزید اور اُس کے باپ کا نہیں..........

۳۵۔توحید کہاں سے شروع ہو رہی ہے محمدؐ سے یا عبدالمطلبؑ سے ......

ساتویں مجلس

ہرن

۳۵۔لاکھوں بادشاہ گزرے قبر کا نشان کہاں ہے ....

۳۶۔زیدیہ فرقہ امام رضاؑ کا مخالف تھا ....

۳۷۔امام ثامن کو امام ضامن کیوں کہتے ہیں ....

۳۸۔امام ضامن باندھنے کی رسم ہرنی کی ضمانت کس نے دی؟..........

۳۹۔آج گیارہ محرم ہے میری قوم کے ہرن مرثیہ حسینؑ پڑھ رہے تھے ...

۴۰۔جانوروں کو چھڑاتے ہیں، انسانوں کو دولت دیتے ہیں ....

۴۱۔مجلس میں آٹھویں امام کو کئی کئی بار غش آتا تھا ....

۴۲۔جناب زینبؑ اور معصومہ قم کی بھائیوں سے انوکھی محبت ....

۴۳۔بہن قم پہنچی، سیاہ جھنڈے نظر آئے ....

۴۴۔بی بی آپ کا بھائی امام رضا مارڈالا گیا ....

۴۵۔ساتویں دن بہن بھی مرگئی ....

۴۶۔امام رضا کی اٹھارہ بہنیں، تین بہنیں ایران آئیں ....

۴۷۔امام رضا کا جنازہ رسولؐ اللہ کے گھر کے صحن میں ....

آٹھویں مجلس

شیر کی صفات

........﴿صفحہ نمبر ۲۱۷ تا ۲۳۹﴾........

ا۔بعض مقامات پر حیوان انسان سے افضل نظر آتا ہے ....

۲۔شیر کی صفات انسانوں میں نہیں ملتیں ....

۳۔شیر میں چھچھوراپن اور دوغلاپن نہیں ہوتا ....

۴۔ پورے قرآن میں شیر کا ذکر صرف ایک بار ....

۵۔ عربی میں شیر کے چار سو نام ہیں ....

۶۔ عرصۂ دراز سے شیر خوبیوں کا سمبل (symbal) ہے ....

۷۔ شیر جانتا ہے شاہ کون اور بادشاہ کون ہے ....

۸۔ بڑے بڑے بادشاہوں کا نشان شیر ہے ....

۹۔ انسان سب سے زیادہ شیر سے متاثر ہے، شیر انسان سے نہیں ....

۱۰۔ شیر انسان کی شرافت اور کمینگی کو پہچانتا ہے ....

۱۱۔ ایک شرارت میں شر ہے ایک شرارت میں معصومیت ہے ....

۱۲۔ شیر کبھی انسان سے آنکھ نہیں لڑاتا ....

۱۳۔ شیر کا ایک پنجہ بڑے بڑے ہاتھیوں کا منھ موڑ دیتا ہے ....

۱۴۔ شیر عام طور سے بانس کے جنگلوں میں رہتا ہے ....

۱۵۔ چودہ سو برس سے صرف ایک شیر ترائی کے پاس رہتا ہے ....

۱۶۔ عرب کے لوگ اپنے بچوں کے نام جانور پر رکھتے تھے ....

۱۷۔ شیر یہ نام صرف بنی ہاشم رکھتے تھے ....

۱۸۔ حمزہ، اسد، حیدر، عباس، عابس، لیث، غضنفر، ضیغم، صفدر، قسورہ شیر کے نام

۱۹۔ کسی قبیلے میں شیر کی بیٹی ہوتی تو بیٹے کا نام شیر ہوتا ....

۲۰۔ شیر حرام نہیں کھاتا اس لیئے حرام خور نہیں ہے ....

۲۱۔ شیر میں شرافتیں ہیں اس لیئے بنی ہاشم نے یہ نام منتخب کیا ....

۲۲۔ شیر کا نام صرف علیؑ والوں میں ملے گا ....

۲۳۔ اگر علم سے رشتہ ہوگا تو نام حیدر ہوگا ....

۶۴۔تاریخ میں کسی باپ نے اپنی بیٹی کے لیئے شعر نہیں کہے ....

۶۵۔بابا! صبح سے جو گیا ہے وہ واپس نہیں آیا ....

۶۶۔خیموں میں آگ، نشیب سے آواز، سکینہؑ اِدھر آؤ ....

۶۷۔کبھی سوچیۓ، کوفے سے شام تک راستہ سکینہؑ نے کیسے کاٹا ....

۶۸۔دن بھر سکینہؑ قید خانے کی سلاخیں پکڑے کھڑی رہتی ....

۶۹۔شام کی عورتیں گھر کے کام کاج بھول گئیں، سکینہؑ کہانی سناؤ ....

۷۰۔عباسؑ ہمارا چچا تھا، علی اکبرؑ ہمارا بھائی تھا ....

۷۱۔سکینہؑ کیا تلاش کر رہی ہو، ابھی ابھی پھوپھی اماں بابا آئے تھے ......

۷۲۔صندوق سے سر نکلا، زندان کا دروازہ کھلا بابا آگئے ....

۷۳۔زینبؑ نے سکینہؑ کا شانہ ہلایا اناللّٰہ وانالیہ راجعون ....

۷۴۔شام والو! جو بچی کہانی سناتی تھی وہ رات کو مر گئی ....

نویں مجلس

قرآن اور گھوڑا

......﴿صفحہ نمبر ۲۴۰ تا ۲۷۱﴾......

۱۔تمام انسانوں نے اپنی قومیت اور حیثیت کے مطابق اللہ بنا لیئے ہیں ...

۲۔جلد بازی، بزدلی، بخالت، کاہلی فطرتِ انسانی ہے ....

۳۔شیطان نے دماغوں میں گھونسلا لگایا، انڈے دیئے، نتیجہ؟ ....

۴۔جنگل کے جانوروں کا اتحاد اور معاشرت، ادب و احترام ....

۵۔میری مجلس آپ کو کہاں کہاں کے مناظر دِکھاتی ہے ....

۶۔انسان کی حماقت، دعا مانگتے، منت مانتے ڈرتا ہے ....

۷۔مولا کو اپنے چاہنے والوں کی ضدیں پسند ہیں..............

۸۔مولاؑ عید آرہی ہے بچوں کیلئے کپڑے چاہئیں ....

۹۔بغداد کے فلاں محلے میں چلا جا، یہودی سوداگر سے مرا قرضہ مانگنا.....

۱۰۔ایک بار پھر کہو کس نے بھیجا ہے، کیا کہا ہے؟..............

۱۱۔کشتی میں طوفان آیا مسلمانوں کے نبیؐ کے وصی نے میری مدد کی ....

۱۲۔آخری بار سنا گرا اور مر گیا ....

۱۳۔مجلس میں قرضہ دینے آئے ہو، گونگے بن کے نہ بیٹھو ....

۱۴۔میری مجلس میں سُنّی حضرات بہت آتے ہیں ....

۱۵۔عادات واطوار شیر اور گھوڑے کے ملتے جلتے ہیں..............

۱۶۔گھوڑا جانوروں میں سب سے زیادہ عقل مند ہوتا ہے ....

۱۷۔جانوروں میں سب سے زیادہ گھوڑے ہیں ....

۱۸۔میدانِ جنگ میں گھوڑا زیادہ محنت کرتا ہے ....

۱۹۔فطرتی طور پر انسان ضدی ہے، نصیحت زیادہ ضدی بناتی ہے ....

۲۰۔امامؑ کی جنگ تلوار سے اور گھوڑے پر بیٹھ کر ہوگی..............

۲۱۔قرآن میں گھوڑے کو پچیس ناموں سے پکارا گیا ....

۲۲۔گھوڑا واحد جانور ہے جسے قرآن میں مرد کہا گیا..............

۲۳۔کبھی سنا کہ میدان جنگ سے گھوڑا بھاگا..............

۲۴۔میدان سے بھاگنے والے کو گھونگھٹ کھانا کہتے ہیں ....

۲۵۔سورۂ عادیات گھوڑوں کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے..............

دسویں مجلس

حیواناتِ جنّت

۱۸۔ہم نے بنی اُمیہ کو چھپکلیوں کی شکل میں مسخ کر دیا..........

۱۹۔ نبیؐ نے خواب دیکھا منبر پہ بندر اُچھل رہے ہیں..........

۲۰۔ نبیؐ کی تسلی ہم نے آپ کو شب قدر دے دی..........

۲۱۔جس کے پاس شبِ قدر ہے اُس کے پاس اِسم اعظم ہے..........

۲۲۔چوری، شر انگیزی، نقل کرنا، بھبکیاں بندر کی عادات ہیں..........

۲۳۔حیوان کبھی کبھی انسان کا نقشہ بنا دیتا ہے..........

۲۴۔اللہ انسانوں کی قربانی بند کرنا چاہتا تھا..........

۲۵۔کوئی باپ اپنے بیٹے کو کاٹ سکتا ہے، حیرانی اور علم..........

۲۶۔خضرؑ نے موسیٰؑ کو وجوہات بتائیں..........

۲۷۔کالی دیوی کے مندر میں انسان کاٹا جاتا ہے..........

۲۸۔شیعوں کو مارنا مسلمانوں نے کس سے سیکھا ہے..........

۲۹۔پاکستان میں بھی بال ٹھاکرے کے شاگرد ہیں..........

۳۰۔حکم پر عمل ہونا ضروری نہیں ہے، شیطان کو زبردستی سجدہ کرایا جا سکتا تھا

۳۱۔اللہ کے پاس کیا نہیں، کیا نہیں جانتا، کیا نہیں دیکھتا اور کیا نہیں رکھتا؟

۳۲۔شیطان کو زبردستی سجدہ نہ کرا کر اللہ نے اپنے عدل کو برقرار رکھا......

۳۳۔اگر تمام دنیا ولایتِ علیؑ پر یکجا ہوتی، جہنم نہ بنتا..........

۳۴۔رضی اللہ کہنے سے اللہ راضی نہیں ہوتا..........

۳۵۔بار بار دیکھتے رہو علیؑ ناراض تو نہیں ہے..........

۳۶۔دنبہ آ گیا، نسلِ اسمٰعیل بچ گئی، حیوان کی شبیہیں بنیں..........

۳۷۔قربانی کا راز انسان انسان کو قتل نہ کرے..........

۳۸۔کتنے جانور بقر عید پر کٹ چکے، سادات کا پیچھا نہیں چھوڑا..........

۶۱۔ نبی کی نواسیاں رات کے اندھیرے میں بچے ڈھونڈ رہی تھیں ....

۶۲۔ بھیا! بہن آئی تو آئی مگر سکینہؑ قید خانے میں رہ گئی ....

۶۳۔ ربابؑ علی اصغرؑ میرے سینے پہ سو رہا ہے، اکیلا نہیں ہے ....

۶۴۔ اِمام حسینؑ کی قبر کے تہہ خانے تک کوئی جا نہیں سکتا ....

۶۵۔ مادرِ گرامی! روئیں ضرور مگر سائے میں آ جائیں ....

۶۶۔ جنابِ زینبؑ نے شانے پہ ہاتھ رکھا، "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"

۶۷۔ ربابؑ کے دونوں بازوؤں میں علی اصغرؑ کے کُرتے اور جھولے کی لکڑیاں

ازمحمد عباس حیدر جوہر:

''کیا یہ عالم کوئی کتاب نہیں؟''

کچھ لوگ تاریخ میں موجود ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں میں تاریخ بذاتِ خود موجود ہوتی ہے یا یوں کہیں کہ وہ مجسم تاریخ ہوتے ہیں، لیکن اگر بیک وقت منشائے قدرت سے تاریخ، تہذیب، فلسفہ، منطق، زبان، ادب، شاعری اور خطابت کسی ایک شخصیت میں یکجا ہو جائیں تو وہ شخصیت اہلِ نظر کے لیئے آہن رُبا کی سی کشش اختیار کر لیتی ہے۔(خیال رہے کہ یہاں میں نے ''اہلِ نظر'' کی اصطلاح استعمال کی ہے)۔ اگر اِن تمام مذکورہ بالا خصوصیات کے حامل پیکر کا عکس عشقِ اہلِ بیتؑ کے آئینے میں دیکھا جائے تو علاّمہ سید ضمیر اختر نقوی کی ہمہ جہت شخصیت ہمارے تصور میں جلوہ افروز ہو جاتی ہے۔ میرے نابالغ قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ میں اِس عہد آفرین خطیب، بلند پایہ عالمِ دین، حق شناس محقق، لفظ گستر لغت داں، ادب نواز سخنور، زود نویس قلمکار، دور رس مفکر اور عزا پرور مرثیہ گو کے اوصاف قلمبند کر سکوں۔ ایک مضمون تو در کنار، ایک کتابِ ضخیم میں بھی آپ کی عالمگیر شخصیت کا تعارف بیان کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ بھلا ایک کتاب پر کیا کتاب لکھی جائے؟ اسی بات کے پیشِ نظر مجھے مضمون کا عنوان مقرر کرنے کے لیئے جون ایلیا کے ایک مصرعے کا سہارا لینا پڑا جو قبلہ موصوف کی شخصیت پر صد فیصد صادق آتا ہے۔

جس طرح زمین بیک وقت مکمل قُرصِ آفتاب کے نور کا مراقبہ نہیں کر سکتی، اُسی طرح اِس آفتابِ خطابت کی شخصیت کے کتنے ہی پہلو ایسے ہیں جن کا احصاء کرنا ہمارے اذہانِ ناقص کے بس کی بات نہیں ہے۔ "ضمیرِ حیات" بے شک علاّمہ صاحب کی علمی، ادبی اور مذہبی خدمات کے اعتراف میں خراجِ تحسین کے طور پر تالیف کی گئی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ علامہ صاحب خود اس عہد کی جیتی جاگتی کتاب ہیں اور جس نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا وہ صریحاً گمراہی و جہالت کے گرداب میں غوطے لگا تا رہا۔

بات تقریر کی ہو یا تحریر کی، مذہب کی یا تہذیب کی، فلسفہ ہو یا منطق، تاریخ یا حالاتِ حاضرہ، سائنس یا روحانیت، تحقیق یا تالیف، شعر و ادب یا زبان و بیان.. الغرض جب بات ہو علم کی تو قبلہ ہر میدان میں مردِ غازی کی طرح ارتقائے فکر کے معرکے سر کرتے نظر آتے ہیں۔ میں یہ بات دعوائے یقینی سے کہہ سکتا ہوں کہ خواہ آپ کا تعلق کسی شعبے سے ہو، یہ قطعی غیر ممکن ہے کہ آپ کو اپنے شعبے سے متعلق علمی مواد قبلہ کی تقریر میں نہ مل سکے۔ خطابت کے میدان میں آپ کے پیشِ نظر مولائے کائنات کی فصاحت و بلاغت سے پُر کتاب نہج البلاغہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الفاظ آپ کے تخیل میں نازل ہو کر جب زبان و لب کی جنبش سے صوتی پیرہن اختیار کرتے ہیں تو بصیرت افروز جملے سامعین کی تشنہ سماعتوں پر ابرِ نیساں کی طرح برستے ہیں اور قولِ علیؑ کی مصداق کہ ابرِ نیساں سیپ کے منہ میں گرے تو گوہر بنتا ہے اور سانپ کے منہ میں گرے تو زہر، لہٰذا جس کا جیسا ظرف ہوگا وہ ویسا ہی بنے گا۔ اور پھر یہی ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق علاّمہ صاحب کی تقریر سے استفادہ کرتا ہے۔ کوئی ان جملوں کو علمی موتی گردان کر دامنِ عقل

میں بھر لیتا ہے تو کوئی انہیں غلط انداز میں (Misinterpret) کر کے اپنے ہم خیال و ہم فہم افراد میں پھیلاتا ہے اور بجائے مولاؑ کے اس قول پر عمل کرنے کے کہ ''حق و باطل'' میں چار انگشت کا فاصلہ ہے۔ آنکھ سے دیکھا ''حق'' اور کان سے سنا ''باطل''، سیرتِ ''ضالین'' پر عمل کیا جاتا ہے۔

جب معاشرے کا اکثر و بیشتر حصہ پست ذہنیت کے افراد پر مشتمل ہو تو وہاں کوئی کیا سمجھے کہ ادب کسے کہتے ہیں اور پھر دانشور کی فکر سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

عوام الناس میں علامہ صاحب محض ایک خطیب کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ قبلہ کی ہشت پہلو شخصیت علاوہ خطابت کے دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتی ہے۔ تحریر و تالیف اور تحقیق سے آپ ہمیشہ سے وابستہ رہے ہیں۔ علامہ صاحب جب بھی کسی موضوع کا انتخاب کرتے ہیں تو آپ کے ذہن میں اُس کی تمام جزئیات اور اُس میں پنہاں علمی پہلوؤں پر گہری نظر ہوتی ہے اور یہی آپ کی خطابت کی اساس ہے۔ چونکہ لوگ مطالعے کا شعور ذرا کم ہی رکھتے ہیں اس لیے وہ علامہ صاحب کی ان خدمات سے نابلد ہیں۔

آپ کی تقاریر کی خاص بات یہ ہے کہ آپ اکثر اوقات موضوع کی مناسبت سے حسبِ ضرورت تحریری مواد بھی پڑھ کر سناتے ہیں اور اکثر سامعین میں تقسیم بھی کرواتے ہیں تاکہ اُن میں مطالعے کا شعور بیدار ہو۔ کتاب شناسی میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ قبلہ کے دو جملے نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

''کئی لاکھ کتابیں میرے حافظے میں محفوظ ہیں''۔

''ہم نے کتاب سے ایسی دوستی کر لی ہے کہ جو نکتہ ہمیں درکار ہوتا ہے کتاب وہیں سے کھلتی ہے''۔

راقم الحروف شاہد ہے کہ علامہ صاحب کا دولت کدہ ''کتابستان'' معلوم ہوتا ہے اور علامہ صاحب کی گزر بسر کتابوں کے درمیان ہوتی ہے یا یوں کہیں کہ کتابیں ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ علامہ صاحب نے اس قدر مطالعہ کس طرح کیا ہوگا مگر مجھے یہ سوچ کر یقین آجاتا ہے کہ جب جنابِ سیدہؑ کا کرم ہو تو میر انیسؔ ۷۲ سال کی عمر میں ۷۲ صدیوں کا کلام رقم کر جائیں تو علامہ صاحب کا مطالعہ اتنا وسیع کیسے نہ ہو کہ جو صدیوں پر محیط ہو اور ہمارے ناقص اذہان کے لیئے اسکا شمار کرنا سمندر کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی طرح ناممکن ہو۔

میر انیسؔ کا ذکر آیا تو کچھ بات ''انیسؔ و ضمیرؔ'' کے روحانی ربط کے حوالے سے بھی ہو جائے۔ علامہ صاحب کے سامعین جانتے ہیں کہ آپ کو میر انیسؔ سے بے پناہ انسیت و عقیدت ہے۔ اپنی تقاریر کو انیسؔ کے کلام سے زینت بخشنا آپ کا خاصہ رہا ہے۔ مرثیہ تحت اللفظ پڑھنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ جب جوش کے عالم میں آپ ہاتھ اور انگلیوں کے اشاروں سے مصرعے ادا کرتے ہیں تو سننے والوں کے لیئے غور و فکر کے نئے ابواب کھلتے ہیں اور قدرت کا اعجاز دیکھیے کہ میر انیسؔ کی جو منقش تصویر موجود ہے وہ علامہ صاحب سے بے انتہا مشابہت رکھتی ہے لہٰذا لگتا ہے کہ میر انیسؔ خود اپنا کلام پڑھ رہے ہوں اور آفرین ہے علامہ صاحب کے سامعین پر کہ مصرعہ ادا ہونے سے پہلے ہی متن سمجھ لیتے ہیں اور فضائے مجلس داد و تحسین کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھتی ہے میں نے بہت سے لوگوں کو تحت اللفظ پڑھتے سنا ہے مگر علامہ صاحب کو سن کر جو لطف آتا ہے وہ

بیان سے باہر ہے۔

مصرعوں کی صاف ادائیگی، اردو زبان کی چاشنی میں ڈوبے ہوئے الفاظ، ایک منفرد انداز.... جب عینک لگا کر پڑھ رہے ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم فلسفی محوِ مطالعہ ہے۔ ذہین آنکھوں میں چمکتا ہوا علمی نور نورِ ولائے اہلِ بیتؑ کا پرتو نظر آتا ہے۔

میں علامہ صاحب کو سننے سے قبل میر انیسؔ سے اُس طرح واقف نہیں تھا جس طرح ہونا چاہیئے تھا۔ صرف سوزخوانی میں انیسؔ کے چند بند سن لینے سے انیسؔ کی شاعرانہ عظمت کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب میں نے اِن کی تقاریر تسلسل اور لگن کے ساتھ سماعت کیں تو مجھے اندازہ ہوا کہ آپ نے انیسؔ پر گراں قدر تحقیق کی ہوئی ہے اور آپ اپنے سامعین کو انیس فہمی کی رغبت بھی دلاتے ہیں۔ علامہ صاحب کی تقاریر سن کر میرے ادبی ذوق کو بہت زیادہ تقویت ملی اور شعر فہمی کی جس میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا گیا جو اب تک جاری ہے اب تو میری یہ عادت ہوگئی ہے کہ علامہ صاحب کی تقاریر سے مرثیہ تحت اللفظ اور دیگر اہم نکات علیحدہ کر کے www.youtube.com پر upload کر دیتا ہوں تا کہ عالمی سطح پر لوگ علامہ صاحب کے علم سے مستفید ہو سکیں۔

علامہ صاحب کی کتاب ''ہر صدی کا شاعر اعظم میر انیسؔ'' پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کتاب مجھ ایسے کم فہم کے لیئے ایک گراں قدر متاعِ بے بہا ہے۔

قبلہ کی انیسؔ پر تحقیق اس بات کا مسلمہ ثبوت ہے کہ یہ ایک ادبی جستجو ہی نہیں بلکہ انیسؔ سے اُن کا جو روحانی رشتہ عقیدت ہے، اس کی بھی غمازی کرتی ہے۔ یہ بات کسی معجزے سے کم نہیں کہ آپ جس موضوع پر خطاب کرتے ہیں اُس پر پہلے

سے انیسؔ کے اشعار موجود ہوتے ہیں جو موضوع میں چار چاند لگا دیتے ہیں آپ نہ صرف کلامِ انیسؔ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں بلکہ اُس میں موجود پنہاں اسرار و رموز کو ہر رُخ سے پرکھتے ہیں اور پھر دوسری لسانی اور لفظی تراکیب، شعر و ادب کی دیگر اصطلاحات و کنایات کی وضاحت اس خوبی سے کرتے ہیں کہ عش عش کر اُٹھنے کو جی چاہتا ہے۔ مثلاً ۲۰۰۸ء کے عشرۂ چہلم میں آپ ''بت شکنی'' پر انیسؔ کے اشعار پڑھ رہے تھے تو اچانک یہ مصرعہ آیا کہ:-

''طاقت تھی کہ عُزّیٰ کو کوئی لات سے توڑے؟''

یہاں آپ نے رُک کر اُس مصرعے کے بارے میں فرمایا کہ انیسؔ نے یہاں صنعت استعمال کی ہے کہ ایک بت کا نام ہے ''لات'' اور محاورہ ہے ''لات مار کر توڑنا'' تو انیسؔ نے ایک لفظ کو خوبصورتی سے دو معنی میں اس طرح استعمال کیا کہ حقیقی و مجازی دونوں معنی اپنے اندر ایک عجیب کیفیت لیئے ہوئے ہیں۔

اور اسی طرح اس مصرعے میں آپ نے ''سنگِ مرمر'' کو صنعت کے طور پر استعمال کرنے کا بتایا:-

ہر چند سنگدل تھے پہ مرمر کے رہ گئے

اور اس مصرعے کو لیجئے:-

دشمن جو گھاٹ پر تھے وہ دھوئے تھے جاں سے ہاتھ

گھاٹ، ہاتھ اور دھونے کو کس خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔

یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو یہ تمام باتیں کسی اور خطیب یا ذاکر کے ہاں نہیں ملیں گی۔ قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ اردو شاعری کے معجزے ہیں اور کیوں نہ ہوں جب شاعر ہی معجز نما ہوں اور قبلہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ انیسؔ و دبیرؔ دو

فرشتے تھے جنہیں ہند کی سرزمین پر بھیجا گیا تا کہ وہ حسینی ادب کا پرچار کریں اور صرف انیسؔ و دبیرؔ ہی نہیں بلکہ وہ کون سا شاعر ہے جس کے حالاتِ زندگی اور روحِ کلام سے آپ واقف نہ ہوں میرؔ ہوں یا سوداؔ، غالبؔ یا اقبالؔ، آپ بہت خوبصورتی سے اِن کی فکر سے سامعین کو آگاہ کرتے ہیں۔ غالبؔ کا مشہور مصرعہ ہے۔

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس طرح آپ نے اس مصرعے کی شرح کی تھی وہاں تک بڑے بڑے دانشوروں کی فکر نہیں پہنچ سکتی۔

(غالبؔ کے مداحو! یہاں شرحِ غالبؔ ہوتی ہے!!)

آپ کی معرکہ آرا کتاب ''شعرائے اردو اور عشقِ علیؑ'' اردو ادب کے لیئے وہ متاعِ بے بہا ہے جس کی نظیر صدیوں تک نہیں مل پائے گی۔

اردو سے آپ کو والہانہ عشق ہے اور کیوں نہ ہو کہ اردو اور آپ نے ایک ہی شہر میں پرورش پائی۔ یعنی لکھنوٗ! لہٰذا آپ زبان کی اہمیت پر بہت زور دیتے ہیں اور سامعین کو لفظ کے منبع یا مصدر سے روشناس کرواتے ہیں کہ اس لفظ نے کیسے جنم لیا اور اردو لغت میں کیسے شامل ہو گیا۔ آپ یہ بھی بتاتے ہیں کہ کچھ الفاظ آسمانی ہیں جن کا تعلق صرف اور صرف عزائے حسینؑ سے ہے مگر وہ اردو میں مستعمل ہیں اور لغت کا حصہ ہیں مثلاً عزا، مجلس، جلوس، علم، تابوت، تعزیہ، گریہ، ماتم، سوز اور ایسے کتنے ہی بے شمار الفاظ ہیں جو واقعہ کربلا سے اردو میں آئے ہیں گویا یہ الفاظ امامِ عالی مقامؑ کا صدقہ ہیں اور اردو لغت کے لیئے تحفہ ہیں۔

علامہ صاحب نے زبان کو سہل بنایا تا کہ بچہ بچہ سمجھ لے اردو محاورات کو اپنی دلیل کی مصداق ثابت کرنا آپ کا اعجاز ہے میں یقینِ کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ

عصرِ حاضر کا کوئی اردو داں اُس رُخ سے سوچ بھی نہیں سکتا ہوگا۔ اپنی بات کروں تو میری عقل دنگ و ششدر رہ جاتی ہے کچھ محاورات جو اس وقت میرے ذہن میں محفوظ ہیں وہ یہاں رقم کر رہا ہوں تا کہ آپ بھی اُس کیف سے سرشار ہوسکیں۔

۱۔ محاورہ ہے ''پاؤں دھودھو کے پینا''

آبِ زم زم اسمٰعیل کے پاؤں کی دھوون ہے جسے شوق سے مسلمان پیتے ہیں۔ امام حسینؑ نے جنابِ علی اصغرؑ کو اس لیئے تپتی ریت سے فوراً اُٹھا لیا کہ اگر وہ ایڑیاں رگڑ دیتے تو آبِ زم زم جاری ہوجاتا کیونکہ فخرِ اسماعیلؑ کا بیٹا ہے۔

۲۔ ہمارا ہر امام چراغ کے مانند ہے جس کی روشنی سے چور منہ چھپا کر بھاگتا ہے۔

۳۔ محاورہ ہے ''الم نشرح کرنا''۔

سورۂ الم نشرح غدیر کے واقعے سے فوراً پہلے آیا۔ الم نشرح کا مطلب ہے ولایتِ علیؑ پہچانتا۔

۴۔ ''مِنیٰ'' کا نام مِنیٰ اس لیئے پڑا کیونکہ اُس جگہ پر ابراہیمؑ کے دل میں بیٹے پر چھری چلاتے ہوئے تمنا پیدا ہوئی تھی کہ کاش میرا بیٹا بچ جاتا۔ تو اللہ نے ابراہیمؑ کے دل کے راز کو طشت از بام کر کے اُس جگہ کا نام مِنیٰ رکھ دیا جو کہ تمنا کے معنی رکھتا ہے۔ اس لیئے کہ جو فخرِ ابراہیمؑ ہے اُس کے دل میں یہ تمنا پیدا نہیں ہوئی کہ میرا بیٹا بچ جائے بلکہ اُس نے تو اپنے ہاتھوں سے جوان بیٹے کا لاشہ اُٹھا لیا۔

۵۔ جنابِ میثمِ تمار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''علی والا دار پر بھی بیدار رہتا ہے''

۶۔ محاورہ ہے کہ ''عید تو بچوں کی ہوتی ہے''

یہ محاورہ اس طرح آیا کہ حسنؑ حسینؑ نے عید کے نئے کپڑوں کی فرمائش کی تھی تو عید پر خیال رکھا جاتا ہے کہ بچوں کے کپڑے بن جائیں۔

۷۔ حسنؑ حسینؑ اور زینبؑ واُمِّ کلثومؑ سیدہؑ کے گھر کے ''چار چاند'' ہیں۔

علامہ صاحب کے مرثیے کا ایک مصرعہ یاد آیا کہ :-

ہر جھوٹی روایت کو میں کرتا ہوں دو پارہ

آپ تاریخ کی کتابوں سے کوئی بھی جھوٹی روایت یا حدیث لے کر علامہ صاحب کے پاس آجائیں۔ علامہ صاحب چند ثانیوں میں اُسے دلیل محکم اور منطقی طور سے غلط ثابت کردیں گے۔ عالم اسلام کی مشہور ''روایتِ غار'' ہے جس کے لیئے علامہ صاحب نے ایک محاورہ پیش کیا کہ ''سانپ کا کاٹا سوتا ہے، بچھو کا کاٹا روتا ہے''۔ مجھے اُمید ہے کہ اہلِ فکر سمجھ گئے ہوں گے۔

یہ علامہ صاحب کا ہی مخصوص انداز ہے، جو بڑے بڑے خطیبوں کو نصیب نہیں ہوسکا۔

تابستان ہو یا زمستان، علامہ صاحب کی تقاریر کے جوشِ حرارت میں کسی صورت کمی واقع نہیں ہوتی کئی مرتبہ آپ نے سخت بخار میں وہ آتشیں تقاریر کی ہیں کہ جن کی حرارت سے اب تک سماعتیں گرم رہتی ہیں۔ منظر نگاری میں آپ انیسؔ کے جانشین نظر آتے ہیں اگر کسی روضے کا حال سناتے ہیں تو تصور میں سامع خود کو وہاں محسوس کرتا ہے۔ الفاظ خود بخود ہمارے تخیل میں وہ منظر تراش رہے ہوتے ہیں جس قدر واہ واہ کرواتے ہیں اُسی قدر گریہ بھی کرواتے ہیں بلکہ گریہ خود طاری ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے دجلہ و فرات بہنا شروع ہوجاتے ہیں آپ نے سامعین کو عزائی تہذیب سے روشناس کروایا کہ علم و تابوت اور دیگر زیارات کس طرح برآمد ہوں، گریہ کس طرح ہو اور پرسہ و تعزیت کیسے دی جائے۔ الغرض آپ نے عزاداری کی روایات کو مٹنے نہیں دیا۔ آپ کا ایک جملہ نقل کردوں اس ضمن میں، فرماتے ہیں۔

''عزاداری تہذیب ہے، مذہب ہوتی تو مٹ جاتی۔ دنیا کی سب تہذیبیں مٹ گئیں لیکن حسینی تہذیب اب تک باقی ہے''۔

تہذیب سے آپ کا رشتہ کئی صدیوں پرانا معلوم ہوتا ہے آپ کی تقاریر کا بنیادی محور عزاداری اور عشقِ اہلِ بیتؑ کے گرد گھومتا ہے۔ یوں تو آپ نے ہمیشہ سے تہذیب پر زور دیا ہے لیکن میں یہاں خصوصیت سے ذکر کرنا چاہوں گا ۲۰۰۶ء کے الوداعی عشرے کا جس کا موضوع تھا ''پوری دنیا کی عزاداری''۔

یہ عشرہ انتہائی معلوماتی اور معرفت آگیں تقاریر سے پُر تھا۔ اگر آپ علامہ ضمیر اختر نقوی کی علمیت کو اپنے عروج پر دیکھنا چاہتے ہیں تو مذکورہ بالا عشرے کے ساتھ ۲۰۰۸ء کا عشرۂ چہلم ''بُت شکن اور بُت تراش'' ضرور سنیں اور پھر اندازہ کریں کہ علم کہتے کسے ہیں۔ بہر حال میں بات کر رہا تھا۔ ۲۰۰۶ء کے الوداعی عشرے کی جیسے میں نے مضمون کی ابتدا میں بھی عرض کیا کہ خواہ آپ کا تعلق کسی شعبے سے ہو، علامہ صاحب کی تقریر میں آپ کے شعبے سے متعلق مواد ضرور موجود ہوگا۔ اس عشرے کی ایک مجلس میں آپ نے ''علم'' کی روحانی قوت کا سائنسی ایجادات سے تقابل کیا تھا جس طرح ایک Metalic Antenia یا Booster کا کام برقی لہروں کو موصول کر کے مختلف زاویوں میں بکھیرنا ہوتا ہے اسی طرح علَم بھی اُن روحانی لہروں کو جو برمودا سے چلتی ہیں اپنے اندر جذب کر کے عزاداروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

بحیثیت ایک الیکٹرانک انجینئرنگ کے طالب علم ہونے کے یہ شرح میرے لیئے ایک انتہائی ہوش رُبا تشبیہ تھی کیونکہ جب اپنے شعبے سے متعلق معلومات روحانیت کے آئینے میں نظر آئے تو دل کو ایک اطمینان ہوتا ہے اور ذہن ایک

سرشاری کی کیفیت میں آجاتا ہے۔ اس سے مجھے یہ بھی اندازہ ہوا کہ علامہ صاحب کو سائنس پر کتنا عبور ہے اور آپ عزاداری اور اُس کی جزئیات کو دورِ جدید کی ایجادات واصطلاحات سے کس خوبصورتی سے مربوط کرتے ہیں۔ یہ صرف آپ کی خطابت کا طرّہ امتیاز ہے اور آپ کا یہ دعویٰ کہ ''کہاں سننے کو ملے گی ایسی خطابت؟'' صد فیصد سچا ہے اور اس سے کوئی صفازادہ انکار نہیں کرسکتا۔

بات سائنس کی آئی تو ایک مرتبہ آپ نے مرثیہ انیسؔ پڑھتے ہوئے اس مصرعے کے بارے میں فرمایا:۔

آئے حسینؑ یوں کہ عقاب آئے جس طرح

انیسؔ کے زمانے میں ہوائی جہاز ایجاد نہیں ہوا تھا۔ انیسؔ ۱۸۷۲ء میں انتقال کر گئے اور غالباً ہوائی جہاز ۱۹۰۱ء میں ایجاد ہوا۔ علامہ صاحب نے بتایا کہ انیسؔ کے اس مصرعے سے ہوائی جہاز کی Theory لینا بعید از قیاس نہیں ہوسکتا۔ انیسؔ نے ۳۰ برس پہلے فلسفہ دیا کہ امامِ حسینؑ اس طرح سے آئے جس طرح عقاب جھپٹتا ہے۔

علامہ صاحب کی معجز بیانی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ کربلا کی بیبیوں اور بچوں کے فضائل پڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جن کی زندگی ہی مصائب میں گذری ہو اُن کے فضائل کس طرح بیان کیئے جائیں لیکن آفرین ہے اس ضمیرِ فکر پر کہ جس طرح مصائب کو فضائل بنا کر سناتے ہیں تو سامعتیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ علامہ صاحب کی سیرتِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا پر پندرہ تقریریں کتابی شکل میں شائع ہوگئی ہیں جن کو پڑھنے کے بعد شہزادی کی جلالت واختیار کا اندازہ ہوتا ہے۔

اب ہم بات کرتے ہیں علامہ صاحب پر کیئے جانے والے بے تکے اعتراضات کی کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ علامہ صاحب دورانِ تقریر قرآن کی آیتیں نہیں پڑھتے۔

تو ان حضرات کے لیئے علامہ صاحب کا ہی ایک جملہ نقل کر دوں جو انہوں نے ''تجزیہ نہج بلاغہ'' کے عشرے میں ارشاد فرمایا تھا۔

''ہم نے اپنے سامعین کے ذہن کو بالیدگی عطا کی۔ ہم نے تاریخ بھی سنائی، شعروادب اور فلسفہ بھی سمجھایا اور حالاتِ حاضرہ سے بھی آگاہ کیا۔

ہم اپنے سامعین کو قرآن کی آیتیں سنا سنا کر ملاّ نہیں بنانا چاہتے''۔

میں بذاتِ خود یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن کی آیت پڑھنے کے بجائے اگر اُس آیت کے پس منظر کو خوبصورتی سے عام فہم بنا کر سامعین کو سمجھا دیا جائے تو یہ خطابت کو اور زیادہ پُر اثر بنا دیتی ہے اور علامہ صاحب اسی طرح اپنے سامعین کی ذہنی پرورش کرتے ہیں۔ کتنے ہی سوال ایسے ہوتے ہیں جو میرے ذہن میں ہوتے ہیں اور علامہ صاحب کی تقاریر سن کر مجھے ازخود اُن کے جوابات مل جاتے ہیں۔

علامہ صاحب پر دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ آپ موضوع سے ہٹ جاتے ہیں یا خاکم بدہن بے ربط گفتگو کرتے ہیں اگر یہ معترض حضرات مجالس غور سے سنیں تو انہیں معلوم ہو کہ علامہ صاحب بات کو عام فہم بنانے کے لیئے روزمرہ سے قریب ترین مثالیں دیتے ہیں اور پھر جب انہی مثالوں سے واپس تقریر کو موضوع کے اصل مرکز کی طرف لاتے ہیں تو سامعین ''واہ واہ سبحان اللہ'' کے نعرے بلند کرتے ہیں کیونکہ کسی کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا کہ علامہ صاحب نے کہاں سے موضوع چھوڑا تھا پھر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثال بلاوجہ نہیں بلکہ

موضوع کی عین مناسبت سے دی گئی تھی۔

وہ حضرات جو علامہ صاحب کی مخالفت میں شرافت کی حدود پار کر گئے ہیں اُن سے ایک سوال ہے کہ وہ فقط اتنا بتا دیں کہ کیا کبھی انھوں نے علامہ کی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں سنی جسے سن کر اُن کی جہالت میں کمی واقع ہوئی ہو یا جسے انھوں نے اپنے حلقۂ احباب میں سنایا ہو تو ان کی عقلیں فرطِ حیرت سے دنگ رہ گئی ہوں؟؟ اگر کوئی اس بات کا انکار کرتا ہے تو اُس سے بڑا کاذب کوئی نہیں اور اگر اقرار کرتا ہے تو پھر مولا کے اس قول پر بھی عمل پیرا ہو کہ ''جو تمہیں ایک لفظ سکھا دے تم اُس کے غلام ہو''۔

میں انکشاف کرتا ہوں کہ جب میں نے علامہ صاحب کی تقاریر سننا شروع کی تھیں تو اُس وقت میں بھی اپنی کم علمی اور جہالت کے باعث آپ کی تقریر درست طور پر نہ سمجھ پایا یا یوں کہوں کہ میری عقلِ خام پختہ بیان سننے کے قابل نہ تھی تو میں نے علامہ صاحب کے بارے میں غلط تاثر قائم کر لیا تھا مگر شکرِ مولا کہ میری عقلِ سقیم کو عقلِ سلیم بننے میں زیادہ وقت نہیں لگا اور میں علامہ صاحب کو باقاعدگی سے سننے لگا اور اب نہ صرف میں بلکہ میرے گھر کے تمام افراد علامہ صاحب کی تقاریر بڑے ذوق و شوق سے سماعت کرتے ہیں اور اکثر و بیشتر اوقات میرے کمپیوٹر پر علامہ صاحب کی تقاریر چل رہی ہوتی ہیں۔

علامہ صاحب کے مخالفین کی اتنی زیادہ تعداد کی وجہ مجھے یہ سمجھ میں آتی ہے کہ چونکہ جب کوئی انسان کسی چیز کی حرص کرتا ہے اور اُسے سرقہ نہیں کر سکتا تو پھر اُس سے حسد اور بغض و عناد رکھتا ہے اور یہ حسد دشمنی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

یہ حسد علامہ صاحب کی شخصیت سے نہیں بلکہ علم سے حسد ہے جہالت کا جو کہ

ازل سے چلا آرہا ہے۔ علم پانے کے لیئے درِ اہلِ بیتؑ سے سچی لَو لگانی پڑتی ہے اور درِ سیدہؑ پر پیشانی خم کرنی ہوتی ہے اور ولایتِ علیؑ کی شرافت کا خون میں موجود ہونا لازمی ہے۔

راقم الحروف واقف ہے کہ ابھی کتنے گوشے تشنہ رہ گئے لیکن مضمون کو سمیٹتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ جب قبلہ منبر سے علم کے موتی لٹا رہے ہوتے ہیں تو ہم دامن پھیلائے اُن موتیوں کو چُن رہے ہوتے ہیں۔ ان تقریروں نے ہمارے جوفِ سینہ میں معرفتِ ولائے اہلِ بیتؑ کی جڑیں مضبوطی سے اُگادی ہیں۔

ہماری آنے والی نسلیں بھی شاید علامہ صاحب کو خراج پیش کرنے کا حق ادا نہ کر سکیں کیونکہ ہم کچھ بھی کرلیں اِن کے اوصاف بیان کرنے سے قاصر ہی رہیں گے۔

عِلم بولیے، علم پڑھیئے، علم سنیئے ضمیر کی سنیئے اور ضمیرؔ کی سنیئے

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدائے کُن فایکون

از: محمد عباس حیدر (جوہرؔ)

مورخہ ۴/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ

بمطابق ۲۲ نومبر ۲۰۰۹ء

پہلی مجلس

انسان اور اونٹ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی پہلی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر رب العزت نے کلام پاک میں انسان پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ اور دراصل پورا قرآن انسان کے موضوع پر ہی نازل ہوا انسان اس کا موضوع ہے شروع سے آخر تک اللہ ہر وہ بات جو انسان کے فائدے کے لیئے ہے اس کو بیان فرماتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان کی تاریخ بھی بیان کرتا ہے اور یہ کہ انسان کی خلقت کیوں ہوئی اور اُس کی خلقت کیسے ہوئی اور اُس کی خلقت کا مقصد کیا تھا تفصیل کے ساتھ جگہ جگہ ہر سورہ میں تذکرہ ہے۔ مثلاً

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ (۱) وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ (۲) وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ (۳) لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (۴) ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ (۵) اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورۃ التّین آیت ۱۔۶)

قسم ہے تین کی زیتون کی طور سینا پہاڑ کی اور بلد الامین یعنی اس امن والی زمین کی کہ ''لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ'' ہم نے انسان کو خلق کیا ''فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ'' بہترین نقشہ پر اُس کا بہت اچھا ہم نے نقشہ بنایا لیکن ''ثُمَّ

رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ" لیکن ہم نے اُس کو ذلالت کی طرف پلٹا دیا ہم نے اس کو گندگی کی طرف پلٹا دیا اس کو ہم نے گندگی میں پھینک دیا اسفل ترین مقام پر انہیں ڈال دیا "اِلَّا الَّذِیْنَ" لیکن وہ لوگ "اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" جو اچھے کام کرتے ہیں وہ مستثنٰی ہیں وہ اچھے پیدا کیئے گئے اور اچھے رہے اچھا بنایا لیکن جنہوں نے ہدایت نہ چاہی ان کو ہم نے ذلالت میں بھیج دیا تو یہی موضوع ہے دس دن کا میں نے موضوع واضح کر دیا اور آپ کا ذہن جو سننا چاہے گا اسی ذیل میں بیان ہوگا کہ انسان کو اللہ نے بُرا نہیں بنایا اچھا بنایا یہ ضرور ہے کہ اُس نے اور سورۂ علق میں کہا "خلقنا الانسان من علق" ہم نے اُس کو جمے ہوئے خون سے بنایا یہ اُس کی خلقت کا طریقہ ہے دنیا میں بھیجنے کا لیکن اُس سے پہلے ہم اُس کو بنا چکے تھے اچھے نقشے پر یعنی اُس کے ارادے میں یہ تھا کہ جمے ہوئے خون سے پیدا کریں گے لیکن نقشہ اُس کا اچھا بنائیں گے اور اسی لیئے اُس نے کہا کہ ہم نے آدمؑ کو اپنی صورت پہ پیدا کیا بہت سی باتیں دین میں فقہ میں علم کلام میں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک بات کو سمجھانے کے لیئے دوسری بات پیش کی جاتی ہے کہ انسانی حافظے کی کچھ کمزوریاں ہوتی ہیں اور وہ کمزوریاں علم کی کمی کی وجہ سے آتی ہیں مثلاً یہ بات بھی نبیؐ ہی نے بتائی کہ وہ چہرہ نہیں رکھتا تھا اور یہ بات بھی علیؑ ہی نے بتائی کہ اللہ ہاتھ نہیں رکھتا، کان نہیں رکھتا، چہرہ نہیں رکھتا، ناک نہیں رکھتا، جسم نہیں رکھتا، یہ بات بھی ہم کو پتہ چلی تو نبیؐ اور علیؑ کی وجہ سے پتہ چلی لیکن اگر وہی علیؑ و نبیؐ اگر دوسرے وقت یہ کہہ دیں کہ اللہ نے اپنی صورت پہ آدمؑ کی صورت کو بنایا تو اس میں گھبراہٹ کی کیا بات ہے، اس سے پہلے کی بات پر آپ نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ آنکھ نہیں رکھتا مگر دیکھتا ہے، وہ کان نہیں رکھتا مگر سنتا ہے، وہ ہاتھ نہیں رکھتا

مگر کام کرتا ہے، وہ کہیں نہیں ہے مگر ہر جگہ ہے حد یہ ہے کہ وہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اتنا دور کہ ہم دیکھ بھی نہ سکیں لیکن اتنا قریب کہ رگ گلو سے بھی قریب یہ علم ہے جہاں جہالت اپنے پردوں کو ہٹانا نہیں چاہتی تو انسان کی بخالت یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو تسلیم کر لیتا ہے اور اب یہ طے کر لے کہ اب دوسری چیز سمجھنا ہی نہیں چونکہ انسان فطرتاً بخیل بھی ہے اور بخیل ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی بھی ہے ذہنی طور پہ تو یہ ساری باتیں فطرت سے جنگ ہے اپنے نفس کو سمجھو اپنے نفس سے لڑو اور فتح کرو تو یہ دعوت کیوں، یہ دعوت اس لیئے کہ جب اپنے نفس پر حاوی ہو جاؤ گے تو تمہارا علم کامل ہو جائے گا اور جب علم کامل ہو جائے گا تو تمہارے ذہن میں ایسی جہالت پیدا نہیں ہوگی تو پھر تم بخالت استعمال نہیں کرو گے پھر تم اپنے حافظے کو سخاوت کے ساتھ استعمال کرو گے تو پھر یہ کوشش کرو گے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا چہرہ نہ ہو جس کی آنکھیں نہ ہوں جس کے کان نہ ہوں اور پھر وہی یہ کہے کہ عین اللہ سمیع اللہ جنب اللہ، ید اللہ، لسان اللہ، اللہ کی آنکھ، اللہ کے کان، اللہ کی زبان، اللہ کے ہاتھ، یعنی ایک طرف کہہ رہا ہے اللہ کان نہیں رکھتا اور دوسری طرف یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کا کان اللہ آنکھ نہیں رکھتا پھر کہہ رہا ہے اللہ کی آنکھ تو اب انسان نے جو اللہ کو قبول کیا اپنی عقل کے مطابق اس نے اپنے نقشے پر قبول کیا میں آنکھ رکھتا ہوں وہ آنکھ نہیں رکھتا میں کان رکھتا ہوں وہ کان نہیں رکھتا تو اپنے کان اور آنکھ کے مطابق سوچا یہ والے کان نہیں ہیں اپنی آنکھ کے مطابق سوچا یہ والی آنکھ نہیں ہے یہ والا چہرہ نہیں ہے تو جب یہ کہا کہ آدمؑ کو اپنے چہرے پر پیدا کیا تو کہا کہ ایسا چہرہ ہے اللہ کا جیسا آدمؑ کا ہے تو یہ انسان سے یہاں ہو گئی غلطی یہ ہے سمجھنے کا پھیر تو اسی مقام پر ایک بار نہیں اکثر میں نے یہ بات کہی کہ کبھی بھی جو

حکم آپ کو ملا ہے جو فقہ اور حدیثیں آپ کے لیئے ہیں جو آئتیں آپ کے لیئے اُتریں ہیں اُس پیمانہ پر نہ اللہ کو ناپیں نہ نبیؐ کو ناپیں نہ امام کو ناپیں اب بات کیا ہے جتنا دین ہمیں ملا ہے ہم کو عمل کرنے کے لیئے ہم اُسی پر سوچنا کرنا شروع کرتے ہیں ایک اصول چونکہ ہمیں ملا کہ تمہیں ایسا کرنا ہے تو اگر اب کوئی واقعہ ہم نبیؐ کا سنیں تو ہم سوچنے لگ جاتے ہیں یہ کیا ہے تو جو دنیا والے بات ہمیں کہیں گے وہی بات ہم نبیؐ کے لیئے کہہ دیں گے لیکن یہ ضرور سوچنا پڑے گا کہ بہ لحاظِ بشریت نبی کا چہرہ چہرۂ انسانی تھا یہ ضرور ہے کہ وہ پیکر انسانی میں پیدا کیئے گئے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جو جو آپ میں ہے وہی سب اُن میں بھی ہو یا جو اُن میں ہے وہ سب آپ میں ہو جائے، اب یہ جہالت عام انسانوں میں نہیں ہے بلکہ علماء میں زیادہ پائی جاتی ہے یہ جہالت نماز پڑھانے والوں میں زیادہ پائی جاتی ہے یہ جہالت چھوٹی موٹی مجلسیں پڑھنے والوں میں زیادہ پائی جاتی ہے اس لیئے کہ وہ اُس فکر سے اُس سوچ سے باہر نہیں نکل پاتے اس لیئے کہ انہوں نے لہجۂ نبوی کو سمجھا ہی نہیں بڑی مشکل منزل ہے لیکن تمہیدی گفتگو میں یہ بات بنیادی طور پر بیان کرنا ضروری ہے ایک تو یہ ہے کہ میں بول رہا ہوں یہ میرا نطق ہے دوسری چیز جو میں استعمال کر رہا ہوں زبان سے ذہن سے یہ لفظ ہے لیکن لفظ اور ذہن کے علاوہ ایک تیسری چیز اور ہے وہ ہے لہجہ یہی تقریر جو میں نے کی ہے اسے گھر جا کر کاغذ پر لکھیئے اور کل آ کر کوئی صاحب اسی طرح پڑھ کر اس کو سنائیں لفظ وہی ہوں گے زبان وہی ہوگی ذہن ویسا ہی ہوگا مگر لہجہ بدل جائے گا یعنی لفظ کی ادائیگی جو ہے وہ معنی پیدا کرتی ہے تو کیا ضروری ہے جو لفظ محمدؐ نے ادا کیئے علیؑ نے ادا کیئے تو تمہیں وہ لہجہ بھی مل جائے لہجہ ایک صوبہ کا دوسرے صوبے والے سے نہیں مل پاتا

لفظ لے لیتے ہیں بولنے کے طریقے لے لیتے ہیں یہ سارا جھگڑا لہجے پر ہے ہونٹ کتنے ہلیں گئے جب میں کہوں لام یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر علاقے والا ''لام'' ایسے ہی کہہ دے جتنے ہونٹ میں نے ملائے اللہ میں مَیں نے ہونٹ نہیں ملائے یہ ہے لہجہ محمدؐ کتنی بار ہونٹ ملے اللہ میں نہیں ملتے محمدؐ میں ہونٹ مل جاتے ہیں تو لہجہ ضروری ہے اور لہجہ کو سمجھنا ضروری ہے میں نے کہا کہ خدیجہؑ سے شادی ہوئی محمدؐ کی تو مہر کی رقم خدیجہؑ نے کہا میرے خزانے سے ادا ہوگی چونکہ مہر خدیجہؑ نے ادا کیا ہمارے نبیؐ نے نہیں دیا اور ضرورت بھی نہیں تھی اس لیئے کہ جب خدیجہؑ نے کہہ دیا کہ میں ادا کروں گی تو اب نبیؐ یہ نہیں کہیں گے نہیں نہیں آپ رہنے دیں میں دوں گا یا بنی ہاشم یہ کہیں کہ ہم دیں گے ضرورت ہی نہیں ہے اس بات کی اس لیئے کہ اگر یہ بحث یہاں شروع ہو جائے کیوں نہیں دیا تو یہیں سے عقل کے ناقص ہونے کا پتہ چلنا شروع ہو جائے گا اس لیئے کہ محمدؐ نے انتخاب کیا تھا خدیجہؑ کا یہ سوچ کر کہ ایک اعلیٰ ظرف عورت آرہی ہے اگر مہر کی بحث شروع ہو جاتی اتنی اعلیٰ ظرف ہے کہ خود ہی کہہ دیا کہ مہر میں دوں گی کیا بات ہے جب نکاح ہو رہا ہے تو فقہ نہیں بنی ابھی بظاہر نبیؐ نہیں آیا ابھی قرآن نہیں آیا ابھی وحی نہیں آئی ابھی فقہ کے اصول نہیں بنے تو مولوی کہاں سے آجائے گا اس لیئے کہ فقہ بنے گی تمہارے لیئے کہ تم مہر دو کیونکہ تم ہو بدمعاش، عورت کا حق لے کر بھاگ جاتے ہو۔

''ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ'' جب تم نے طے کیا کہ تم ذلالت کرو گے تو ہم تمہیں ذلالت پہ پلٹا دیتے ہیں تو کیا اس اصول پر نبیؐ کو بھی لاؤ گے نہیں اصول بن رہے ہیں ابھی اصول بنائے جارہے ہیں اتنی بڑی عورت بیاہ کر آرہی ہے جو کہ ملیکۃ العرب ہے اور اتنے خزانے لے کر آرہی کہ سمندر خزانے کا سمندر آپ

پورا سمندر اُٹھالائیں اور میں کہوں کہ یہ میں نے نالا آپ کو دے دیا یہ نہر اور دریا آپ کو دے دیا آپ کہیں گے میں سمندر کا مالک ہوں وہ دولت کی مالکہ تھی کہ اگر بنی ہاشم پچاس ہزار اونٹ بھی حق مہر میں دیتے تو وہ کم تھے رقم حق مہر کی لوگوں نے ابوطالبؑ سے کہا اب عورتیں مہر دیں گی آپ کے گھر کے بچوں کا غصہ آگیا ابوطالبؑ کو کہا محمدؐ کی عظمت تو دیکھو کہ ملکہ نے خود مہر کی رقم دینے کو کہا ہے اور اگر یہ بنیاد پڑ گئی اور ہم شرط لگادیتے تو تم سب کے گھر کی عورتیں نکاح کے وقت وہ کچھ مانگتیں کہ تم نکاح کر ہی نہیں سکتے تھے شادیاں ناممکن ہو جاتیں خدیجہؑ نے شادیاں آسان بنادیں خدیجہؑ نے عورت کی عظمت بڑھادی ایک طرف مرد کی عظمت بڑھائی نبیؐ کی عظمت بڑھائی اور ایک طرف اپنی عظمت بڑھائی کہ یہ نبیؐ ہے۔ یہ کائنات کا مالک ہے اگر آج میں اس کے مہر کی رقم ادا کردوں یہ تو نبیؐ ہے تاکہ بعد میں جب اور عورتیں اس کے عقد میں آئیں، اور نان نفقے کا جھگڑا کریں تو پلٹ کے خدیجہؑ کو دیکھیں ایک ایسی بھی عورت تھی علاّمہ مجلسی نے ''حیات القلوب'' میں لکھا ہے کہ مہر کی رقم خدیجہؑ نے دی کیوں اس لیئے کہ جب مہر کی بات آئے گی تو کہیں گے ہمارے گھر کا مہر جب بندھے گا تو بات ہوگی تو اگر خدیجہؑ کو نہیں دیا جارہا ہے اور خود ادا کررہی ہیں تو دیکھنا کہ اس کی بیٹی کا مہر کیسے بندھے گا پھر کائنات میں کسی اور عورت کا مہر ایسے نہیں بندھ سکتا کہ خود خدا کو پوچھنا پڑے گا کہ زہراؑ مہر میں کیا لینا ہے بیٹا میرے گھر کا ہے میں ہوں سخی کیونکہ رشتہ میں نے بھیجا ہے مانگو یہاں کچھ کمی نہیں ہے یہ علم کلام ہے، ضروری نہیں کہ ہر بات کتاب میں لکھی ہو کچھ سمجھانے کے لیئے بھی تو پڑھا جاتا ہے اب جو نبیؐ نے زہراؑ کو فدک دیا ہے اس لیئے دیا ہے کہ میں تمہاری ماں کا قرض دار ہوں اس لیئے کہ ساری

دولت لے کر میں نے ان کم بخت مسلمانوں پر خرچ کر دی اور خدیجہؑ نے پلٹ کے نہیں پوچھا تو اگر ایک باغ دے دوں اور خمس رکھ دوں تو پلٹ کر نہ پوچھنا پوری اُمت خدیجہؑ کی قرض دار ہے اور قیامت تک رہے گی کیا جواب آیا انہوں نے کہا نبیؐ نے خدیجہؑ کو مہر نہیں دیا غصب کیا غاصب تھے رسولؐ یعنی رسولؐ کو اپنے پیمانے پر ناپ لیا چونکہ خود غصب کرتے ہیں عورت کا حق، زہراؑ کا حق خود خمس نہ دے کر اولادِ نبیؐ کا حق غصب کرتے ہیں خود نبیؐ کا حق غصب کرتے ہیں تو لفظِ غصب سمجھ میں آیا یہ ہے علم کلام، علمِ تفسیر، علم رجال لہجہ زبان نطق فصاحت سے واقف نہ ہونا اور یہ انسان کا احساس کمتری ہوتا ہے اس لیئے کہ علم پانی کی طرح ہے جتنا سستا پانی ہے اتنا ہی سستا علم بھی ہے اس لیئے کہ علم کی کوئی فیس نہیں ہے آپ یہاں عشرۂ چہلم کئی برسوں سے آرہے ہیں کوئی فیس نہیں لی جاتی جس طرح سبیل پر پانی پلایا جاتا ہے اسی طرح یہ حسینیؑ پانی علم کا پلایا جاتا ہے۔

بات یہ ہے کہ کون کنویں کے پاس پہنچا کون چشمے کے پاس پہنچا پیاسے مرنا چاہتے ہو تو مر جاؤ نہیں لیں گے ان سے پانی نہ لو تو مرو پیاسے اللہ نے کہا ہے کہ یہ انسان بعض وقت پیاسا اونٹ ہو جاتا ہے یعنی وہ زمین ہے کہ جس پر پانی ڈالتے چلے جاؤ لیکن زمین کی پیاس نہیں بجھتی اور دانہ بھی نہیں اُگتا پانی پیتی جاتی ہیں بعض زمینیں ایسی ہیں بارش ہوتی جاتی ہے پانی پی جاتی ہیں ریگستان جتنا بھی ہے سعودی عرب میں چلے جایئے ساری زمین پانی پی جاتی ہے اور پھر پیاسی بنجر زمین ہے اور دانہ بھی نہیں اُگتا بانجھ زمینیں ہیں اسی طرح انسان بھی علمی طور پر بانجھ ہوتے ہیں اور جو فطری طور پر بانجھ علاقوں کے ہوتے ہیں جو بانجھ شجروں کے ہوتے ہیں وہ بھی علمی طور پر بانجھ ہوتے ہیں تو یہ ہیں انسانوں کی قسمیں بنایا

ہم نے اُس کا انسان نام کیوں رکھا یہ آپ کو معلوم ہے اِنس کے کیا معنی ہیں اِنس معنی اُنس اور اُنس محبت ہم نے محبت سے بنایا اس کو اشرف بنایا ہم اس سے محبت کرتے ہیں اِنس سے پکارا گیا انسان اور انسان کے معنی ہیں نسیان بھول جانا جس کا نام ہی بھول جانا ہو میں اُس کے حافظے کی کیا بات کروں یعنی انسان کے معنی نسیان کیوں کہا انسان اللہ نے کہ یہاں سے وعدہ کر کے گیا تھا کہ ہماری اطاعت کرے گا وہاں جا کے بھول گیا جب بھول گیا تو پکارا گیا انسان جس نے سرکشی کی تو وہ ہو گیا شیطان یہ بھول گیا یہ ہو گیا انسان وہ سجدے سے انکار کر کے نکالا گیا اس نے وعدہ کیا ہم اطاعت کریں گے یہاں آ کے بھول گیا جو جو باتیں وہاں کر کے آیا ہے سب یہاں بھول گیا تو یہ انسان لیکن ہم تمہیں یاد دلاتے رہیں گے یہ کتابیں کیوں آ رہی ہیں یاد دلانے کے لیئے زبور، توریت، انجیل، صحف انبیاء، قرآن یہ درس، یہ خطبے یہ نہج البلاغہ، یہ واقعات، یہ غدیر، یہ کربلا یہ سب یاد دلانے کے لیئے وہ سب جو تم بھول چکے ہو عالمِ ارواح، عالمِ بالا، عالمِ ذر کی باتیں یہاں یاد آ جاتی ہیں، مجلس میں جانا انسان بن جانا، انسان اگر ہٹ گیا اس جگہ سے بن گیا حیوان کیسے بن گیا اس لیئے کہ ہر حیوان کی عادت انسان میں موجود ہے۔ ہے نام انسان تکبر ہوا تو شیر بن گیا، عیاری آئی تو لومڑی بن گیا، ظلم آیا تو بھیڑیا بن گیا بے وقوف بن گیا تو کبوتر بن گیا عیاشی پر آیا رقص کرنے لگا تو مور بن گیا، لوگوں کو ڈسنے لگا تو سانپ بن گیا، معاشرے میں زہر پھیلانے لگا، کیچڑ میں خزانے تلاش کرنے لگا تو بطخ بن گیا، یعنی انسان نے ہر درندے ہر پرندے ہر چرندے اور ہر جانور کی خو اپنالی کہنے کو اشرف عادتیں حیوانوں کی اور کہہ رہا ہے کہ ہمیں کہو انسان خواہش کوّے کی طرح کوّے کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میں سو سال جی

جاؤں انسان کی بھی خواہش کہ میں سو سال تک زندہ رہوں کوا بنا ہوا ہے انسان لیکن جو کوّے کی اچھی عادتیں ہیں تو وہ عادتیں یہ انسان اپنانے کو تیار نہیں کوّے کی اچھی عادت کیا ہے ایک کوّے کو کسی نے کچھ کہا وہ چیخا ہزاروں کوّے اس کی مدد کو آگئے اور وہ شور کہ سارا محلّہ سر پر اُٹھا لیا شور سے، کیوں کہا اس کو، کیسے کہا اس کو، برادری موجود ہے قوم موجود ہے ہم سر گنجا کردیں گے ایک کوّا زخمی ہو جائے سب جمع ہو کر اسے ساتھ لے کر جاتے ہیں یہاں ایک کچل جائے بس کے نیچے دو گھنٹے لاش پڑی رہتی ہے لوگ جمع نہیں ہوتے یعنی ایک منزل آئی انسان کوّے سے بدتر ہو گیا، کیا مجال کہ مرغ موجود ہو اور اُس کی موجودگی میں دوسرا مُرغ اپنا اقتدار دِکھائے، مرغ کو کہتے ہیں غیرت دار اتنا غیرت دار کہ اپنی ناموس کی حفاظت کا طریقہ آتا ہے انسان اتنا بے غیرت تھوڑی دیر کے لیئے آپ یہ سمجھ لیں کہ ہم سب یہاں بشر بیٹھے ہیں لیکن نہیں اِس لئے کہ شر لگا ہوا ہے، تھوڑی دیر کے لئے سمجھ لیں ہم سب فرشتے بیٹھے ہیں تو برا ہی نہیں مانیں گے کہ یہ تو انسانوں کی باتیں ہو رہی ہیں اور دس دن تک ہم انسان اور حیوان کی باتیں کرتے رہیں گے انسان نباتات ہے سانس لیتا ہے درخت کی طرح غذا لیتا ہے درخت کی طرح بڑھتا ہے درخت کی طرح یہاں تک تو نباتات ہے لیکن جب دہن چلانے لگا کھانا کھانے لگا چلنے لگا تو اب نباتات سے آگے بڑھ گیا اب کیا ہو گیا حیوان وہ بھی کھاتا ہے انسان بھی کھاتا ہے جانور بھی چلتا ہے اور انسان بھی چلتا ہے تو کیا نام پڑا انسان یہاں حیوان ناطق انسان کا دوسرا کیا نام ہے حیوان ناطق یعنی بولنے والا جانور لیکن لفظ نہیں بول سکتا یہاں تک انسان اور حیوان برابر یہاں تک کہ چلنے میں پھرنے میں کھانے میں پینے میں سننے میں جانور اور انسان برابر اور جہاں لفظ آیا چونکہ انسان

کے پاس نطق ہے قوت ناطقہ ہے تو اب یہ ہو گیا حیوان ناطق اللہ چاہتا ہے بلند کرنا لیکن انسان پلٹ پلٹ کر پھر وہیں پستی کی طرف جاتا ہے "ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ" خود جانا چاہتا ہے کہا ہم اُدھر ہی پلٹا دیں گے تو جب ہم انسان کو ادھر پلٹا دیتے ہیں تو اسے کہتے ہیں اب دیکھ تو ہے ذلالت میں جس جانور سے ہم نے تجھے بلند کیا وہ جانور اب تجھ سے بلند نظر آرہا ہے تو نے وفا چھوڑ دی دیکھ کتے کو، ایک انسان سے انسان وفا نہیں کر رہا ہے آ کہیں سے رہا ہے دوڑتا ہوا بھوکا ہے کسی دروازے پر رُکا اُس نے ایک روٹی ڈال دی ایک ہڈی ڈال دی دوسرا کتا آیا کہا چلو کہا اب نہیں جائیں گے اس کا حق ادا کریں گے اس در سے نہیں ہٹیں گے اب ہم یہاں چوکیداری کریں گے اس روٹی کے ٹکڑے کے صلے میں ہم اپنی وفا نہیں بیچیں گے جہاں ڈالروں میں، پونڈز میں، ریالوں میں وفائیں بک جاتی ہوں دوست دوست کو نہیں پہچانتا بھائی بھائی کو نہیں پہچانتا اس کتے سے سیکھو اور ایسا کہ دن میں سو لے تا کہ رات کو جاگے ایسا نہ ہو کہ ذمہ داریوں میں کوتاہی ہو جائے مالک کے گھر کوئی چور آجائے اور اصول اتنے اچھے کہ شریفوں پہ نہیں بھونکتا سفید پوش پر نہیں بھونکے گا تجربہ کر کے دیکھ لیں رنگوں کی پہچان سفید گاڑی پر نہیں دوڑے گا اب یہ تو سب تجربوں کی باتیں ہیں یہ سب کتابوں میں نہیں لکھا ہے شریف اتنا کہ انتظار کرے گا کہ مالک کب کھانے کو دے گا، بیٹھے گا تو اپنی جگہ کو صاف کر کے بیٹھے گا ہے نجس لیکن اتنا خیال ہے صفائی کا کہ جب تک جگہ صاف نہیں کرے گا بیٹھے گا نہیں ایک ایک درخت دیوار کو سونگھتا ہے کیوں پتہ لگاتا ہے کسی اور قبیلے کا کتا تو اِدھر سے نہیں گزرا کسی اور کی حدود پہ تو قبضہ نہیں کر لیا کتوں کے علاقے بٹے ہوئے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے علاقوں پہ قبضہ نہیں کرتے

اور اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کرتے ہیں اور وہاں کے تمام محلے والوں کو پہنچانتے ہیں ان میں شریف کتنے ہیں اور بدمعاش کتنے ہیں تو یہ عشرے کا موضوع کیوں رکھا ہے کہ اگر انسان انسان سے نہیں سیکھ رہا ہے تو ہم جانوروں کے قصے سنائیں گے تاکہ انسان جانوروں سے سیکھے اچھا اگر ہم نہ سیکھیں گے تو کیا ہے مگر سائنس دانوں نے سیکھا انہوں نے اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھا مشاہدہ کیا، گیارہ مقام پر اللہ نے قرآن میں کہا تفکر سے کیوں نہیں کام لیتے دو جگہ کہا تدبّر سے کام کیوں نہیں لیتے چالیس مقام پر کہا سوچتے کیوں نہیں، میری خلق کی ہوئی چیزوں کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتے تو سائنس دانوں نے مشاہدہ کیا یہ پرندے پروں کو روک کر کیسے پرواز کرتے ہیں انہوں دیکھا نقشہ بنایا مشاہدہ کیا ہوائی جہاز بنالیا نہ جانے کتنے سائنس داں ہیں جنہوں نے جانوروں سے سیکھ سیکھ کر بہت ساری چیزیں بنائی ہیں ایک ایک حشرات الارض کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا ہے ایسے میں اللہ نے نہیں کہہ دیا تھا کہ یہ جو مچھر ہم نے بنایا ہے یہ بیکار نہیں بنایا آج جب مچھر پہ کتاب لکھی گئی تو پتہ چلا کہ یہ مچھر انسان سے زیادہ تیزی کے ساتھ دیکھ سکتا ہے اس کے سننے کی اور محسوس کرنے کی حس انسان سے لاکھوں گنا زیادہ ہے کون سوچے اور کون غور کرکے کبھی دیکھئے ساروں کو مار دیجئے اور ایک رہ جائے اور آپ تیار ہو کر بیٹھیں کہ اسے مارنا ہے چھپ جاتا ہے ایسی جگہ کہ پورے کمرے میں ڈھونڈتے رہیئے ملے گا نہیں چھپا ہوا دیکھتا رہتا ہے کہ یہ انسان کب آنکھ بند کرے گا ادھر آپ نے آنکھ بند کی اور وہ ادھر سے اڑا اور جگہ کا انتخاب کر لیتا ہے کہ کہاں بیٹھنا ہے یہ اُس کی حس ہے، پانچ حسیں انسان کو دی گئیں ہیں اور چھٹی حِس انسان خود پیدا کرسکتا ہے جسے الہام کہتے ہیں اور الہام

انسان کو نبوت سے ملا سکتا ہے لیکن نہیں انسان اپنی روحانیت کو بھی استعمال نہیں کرتا مادّیت میں اتنا پھنسا ہے کہ روحانیت کو کیسے استعمال کرے اس لیئے جب روحانیت کا ذکر ہوتا ہے انکار کر دیتا ہے کہتا ہے حسینؑ کیسے بیٹے عطا کرتے ہیں یہ انسان کی حرام زدگی ہے، پانچوں حسیں استعمال نہیں کرے گا بلکہ یہ اس کا خون بولے گا اب یہ انسان کے خون کی بحث آجائے گی کہ ہر انسان کا خون الگ الگ ہے اور خون کی حدّت الگ الگ ہے ایک ہی خون سے حلال بھی پیدا ہو سکتا ہے ایک ہی خون سے حرام بھی پیدا ہو سکتا ہے ترتیب بدلی خون کی اگر ترتیب حلال ہے تو حلال ہے ترتیب حرام ہوئی تو پورا خلق ہوا انسان حرام اب انسان حرام ہو گیا اس لیئے کہ ترتیب خون پلٹ گئی خون کی سپلائی کا طریقہ بدلا گیا تو اب جو خلق ہوا وہ خون نہ رہا جب وہ خون نہ رہا تو شہادت تو خون ہے گندہ خون شہادت کے خون کو پہنچانے گا کیسے کہ حسینؑ کس مرتبے پر ہیں اللہ جسے اپنا شہید بنالے تو کیا اسے یہ قوت نہیں دے سکتا کہ اولاد دے دے رزق بانٹ دے تو میرا گواہ ہے تو اتنا سچا کہ میں نے تجھ سے اپنی گواہی لی ہے تو تیری زبان اتنی سچی ہے کہ تو کہہ دے تو سات بیٹے ہو جائیں تو کہہ دے تجھے اختیار دیا اس لیئے تو عام انسان نہیں ہے تو اس کا بیٹا ہے کہ "یٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ o اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ" انسانوں کے سید و سردار تو حکیم ہے میں تیری قسم کھاتا ہوں مع قرآن کہ تو مرسل ہے اور یہ مرسل کا نواسہ ہے تم چاہتے ہو کہ تمہارا بچہ پہچانا جائے تم اپنے بیٹے کو نمایاں کرتے ہو کہ یہ ہے میرا وارث یہاں مقام نہیں ہے کوئی گود میں نہیں ہے لینا چاہتا کوئی شکل نہیں دیکھنا چاہتا پھر بھی بچے کو آگے کیئے جا رہے ہیں یہ میرا بیٹا ہے کیوں تمہاری تخلیق ہے نا تمہارا وارث بن رہا ہے تم اس کی باتیں کرتے ہو، یہ

ڈاکٹر بنے گا یہ انجینئر بنے گا آج اُس نے یہ بات کی آج اس نے یہ بات کی تو تم اپنے منحوس بیٹے، کم بخت بیٹے، نافرماں بردار بیٹے کے لیئے تو اتنی بات کرتے ہو معاشرے میں وہ رسولؐ کا بیٹا تھا آج یہ میری گود میں بیٹھے تھے یہ کہہ رہے تھے انہوں نے تو حیرت میں ڈال دیا تم زمانے کو حیران کرنا چاہتے ہو اپنے فتنے سے تم رعب میں لینا چاہتے ہو تو وہ نبیؐ کی گود میں بیٹھ کر نبیؐ کا بیٹا اگر حیران کردے نانا میں نے بیٹا دیا اگر نہیں ہے تو کیا ہوا ایک اور دیتا ہوں ایک اور دیتا ہوں حسینؑ حیران کررہے تھے بتارہے تھے زبان کی طاقت تو دیکھو ہم سچے ہیں سچائی میں طاقت ہے جو کبھی جھوٹ نہ بولیں کوئی انسان یہ دعویٰ کرلے کہ ہم نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا خدا کی قسم اگر وہ کہہ دے جاؤ ہم نے تمہیں سات بیٹے دیئے تو اُس کے سات بیٹے پیدا ہوں گے یہ تو حسینؑ ہے آزما کے دیکھ لو کوئی انسان دنیا سے اُٹھے ایک بچے کو پالو یہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا اور سچائی پر اُس کی پرورش کرو بڑا ہوجائے کہہ دے بیٹا، اس کو بیٹا ہوجائے بالکل ہوجائے گا یہ باتیں ہمارے دور کے انسان، بچوں کے ماؤں سے سیکھیں میں آپ کو کیا سمجھاؤں ابھی تو لوگوں نے گھر کی ماؤں کا علم نہیں جانا بچہ جب معصوم ہوتا ہے یعنی بولنا شروع کرتا ہے تو ماں بچے کو آگ دکھا کر کہتی ہے بیٹا کہو آگ بچہ آگ نہیں کہہ سکتا اس لیئے کہ جو بچہ ماں کی گود میں آگ کو آگ کہہ دے مشہور یہ ہے کہ آگ سونا بن جاتی ہے آپ کیا حیرت سے دیکھ رہے ہیں ایسی گفتگو نو دن ہوگی آپ ٹک ٹک ہمیں دیکھیں گے ہمارے تو موضوع ہی ایسے ہوتے ہیں آپ سوچ رہے ہیں یہ گھر کی بات ہمیں نہیں معلوم ہزاروں باتیں ایسی ہیں جو آپ کے گھر کی آپ کو نہیں معلوم ہیں یہی تو بات ہے کہ کسی مولوی نے کہہ دیا سلونی تو عورت نے کہا یہ بتا کہ تیرے سر پر جو

عمامہ ہے اس کے کتنے پیچ ہیں تو جب سر کی خبر نہیں تو گھر کی کیا خبر ہوگی یہ عامل
لوگ کیا کرتے ہیں سواری آ رہی ہے دربار سجا ہے روح بول رہی ہے بول رہا ہے
معصوم بچہ بھئی تو خود کیوں بول رہا ہے بچّے کو جو نظر آ رہا ہے وہ ہم نہیں دیکھ سکتے
اس لیئے کہ بچہ معصوم ہے ہندو بچہ ہو کافر یا مشرک بچہ، ہے تو معصوم چودہ سال
تک معصوم ہے تو معصوم سے کچھ بھی ہوسکتا ہے اس لیئے کہ وہ بے خطا ہے بچہ کچھ
بھی کرسکتا ہے دنیا کے بچوں کے کارنامے سامنے آتے ہیں پیٹ میں تھا ماں باپ
سے ہر وقت قرآن سنا پیدا ہوا تو قرآن پڑھنے لگا پوری دنیا میں قاریوں کا مقابلہ
کرتا پھر رہا ہے یہ سب کچھ پڑھ کے اور سن کے یقین کرلیا جاتا ہے نبی کی اولاد
سمجھ میں نہیں آتی دل و دماغ پر پردے پڑے ہوئے ہیں نبیؐ کی اولاد سمجھ میں نہیں
آتی جو معصوم امام کی طرف سے نگاہیں پھیرے اللہ کہتا ہے ہم اُن کو ذلالت میں
ڈال دیں گے انہوں نے اپنے لیئے پسند کیا ذلت کا راستہ پھر ہم انہیں نکالتے نہیں
ہیں "ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْن" اسفل کا جب اُردو میں ترجمہ کریں گے تو اس
کے معنی ہیں کمینہ ذلیل جب یہ انسان ذلیل اور کمینہ بننا چاہتا ہے تو ہم اسے کمینہ
بنادیتے ہیں یہ پڑا رہے اُسی گمنامی میں تو لاکھوں انسان اسفل ہیں بچے کون
جنہوں نے عمل صالح کیئے، کیا ہے عملِ صالح کوئی بتائے گا کیا ہے اچھا وہ تو چلا
گیا ذلالت میں کیوں چلا گیا اس لیئے کہ اُس نے اعلیٰ ذکر کو چھوڑا نہیں سننا چاہتا
اعلیٰ ذکر تو کیا سننا چاہتا ہے اے انسان یہ تو بتادے کہ کیا سننا چاہتا ہے اگر ذکرِ علیؑ
نہیں سننا چاہتا تو پھر کیا سننا چاہتا ہے یعنی کیا ہے تیرے نصیب میں اس لیئے کہ
کانوں کا رزق ذکرِ علیؑ جب تک علیؑ سامنے تھے تو آنکھوں کا رزق علیؑ کو دیکھنا
عبادت اگر علیؑ نہ رہیں تو ذکرِ علیؑ کرنا اور سننا عبادت اور دنیا میں اس سے بڑی کوئی

عبادت ہی نہیں اللہ نے سب سے بڑی عبادت اس کو قرار دیا علیؑ کو دیکھنا علیؑ کا ذکر کرنا یہ ہے سب سے افضل ترین عبادت اس لیئے کہ تم اگر انسان بنے رہنا چاہتے ہو اور اس مرتبے پر رہنا چاہتے ہو تو یہ کرنا پڑے گا یہی عمل صالح ہے اس سے اگر گھٹے تو جانور بازی لے گیا اور اللہ جہاں تمہارا ذکر قرآن میں کرے گا کہ انسان کو یوں بنایا انسان کو یہ دیا انسان کا رتبہ یوں بڑھایا تو تم سے زیادہ پھر قرآن میں اللہ حیوانوں کا ذکر کرے گا اور جہاں بھی قرآن میں حیوان کا ذکر ہے وہاں قرآن نے مدح کی ہے اللہ نے یہ بات کہی تھی کہ کتا نجس ہے اور ذلیل ہے لیکن جب اُس نے اپنی فطرت کو چھوڑا تو اللہ نے اُس کے نام کو قرآن کی آیت بنا دیا اللہ نے سورۂ کہف میں اُس کا نام وذکر رکھ کر تم سے اُس مقام کو بوسے دلوا دیئے یوں اگر کتے کو چوما تو نجس ہو جاؤ گے اور قرآن میں آیت ہے چوما تو ثواب مل جائے گا تو اصحاب کہف کا کتا اب قرآن کی آیت ہے۔

اس لیئے کہ فطرت کو بدل دیا اے انسان تو اپنی فطرت کو بدل کے درندے سے بُرا ہو جاتا ہے ایک کتا اگر اپنی فطرت کو بدلتا ہے تو انسانوں کی صُحبت میں بیٹھ جاتا ہے وہی دین قبول کر لیتا ہے جو اُن ساتوں انسانوں نے کیا اور اللہ نے، اُن سات آدمیوں کو قیامت تک کی زندگی عطا کر دی اس جانور کو بھی زندگی دے دی صرف اس لیئے کہ اس نے اپنے عادات و اطوار بدل کر انسانوں کی عادت کو اپنا لیا یہ دین کو سمجھ گیا یہ اللہ کو سمجھ گیا یہ الوالعزم بندوں کو سمجھ گیا یہ معرفت حاصل کر گیا تو اللہ نے اس کے رتبوں کو بڑھا دیا اونٹ گھوڑا، چیونٹی، شہد کی مکھی، مکڑی، قرآن بھرا پڑا ہے اور قرآن سے ہم ان نو دنو میں گفتگو کریں گے ایک ایک جانور پر اور آپ دیکھیں گے اللہ کیوں ان کی گفتگو کر رہا ہے کینہ پرور ہے اونٹ برسوں

دشمنی رکھتا ہے یعنی انسانوں کے کینے اونٹ سے کینے کے تشبیہ دی جاتی ہے لیکن وہی اونٹ جب نبیؐ نے ظہور کیا تو راستہ میں اونٹ نبیؐ سے گفتگو کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے یہ کافر نہیں پہچان رہے ہیں لیکن ہم نبیؐ کو پہچان رہے ہیں اور اگر اونٹوں پر ظلم ہو جاتے تو اپنا فیصلہ نبیؐ کے پاس لے کر آتے اور غضبا نامی اونٹنی رسولؐ کے پاس تھی اور فرمانبردار یاد رکھیئے گا نبیؐ کے پاس ہر آن جبرئیل آرہے ہوں اور اللہ مسلسل نبیؐ سے گفتگو کر رہا ہو ایک مقام پر آکے وہ یہ نہیں کہتا کہ وحی آئے گی تو بتاؤں گا اللہ پیغام بھجوائے گا تو بتاؤں گا جیسے ہی مدینے میں سواری پہنچی لوگوں نے کہا ہم لیجائیں گے ہمارے یہاں ٹھہریں یا رسولؐ اللہ ہمارے یہاں آئیں یا نبیؐ اللہ، کہا ہم اونٹنی پر بیٹھے ہیں، چلتے چلتے جہاں ہماری اونٹنی رک جائے گی ہم وہیں قیام کریں گے دیکھا آپ نے اپنی سواری کی عظمت بڑھانا چاہتے ہیں۔ اِس نے ہماری خدمت کی ہے ہم اس کو صلہ دیں گے ہجرت ہم نے کی لیکن اس بے زبان جانور نے ہمارے ساتھ تکلیف اُٹھائی ہے سارے مہاجروں کو جو نبیؐ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے انہیں مکان مل جائیں زمینیں مل جائیں اور ہم اس بے زبان جانور کو اپنے پاس سے ہٹا دیں اس کا صلہ یہ نہیں ہے کہ ہم اس کو کھانے کو دیں وہ تو دیں گے یہ فریضہ ہے لیکن آج اس کا رتبہ بڑھائیں گے یہ جہاں بیٹھ جائے قیام وہاں کریں گے، مجمع ساتھ ساتھ چلا مہار چھوڑ دی یہ جہاں جائے چلتے چلتے حضرتِ ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے میدان میں چاروں طرف دیکھا کبھی اِدھر سانس لی کبھی اُدھر سانس لی اور بیٹھ گئی، پیغمبرؐ اترے نہیں، کافی دیر بیٹھی رہی ابھی سب چپ ہیں نبیؐ اترے نہیں پھر اُٹھی کچھ دور گئی، چل کے ساری جگہ دیکھی پھر واپس اُسی مقام پر آئی اور بیٹھ گئی تو نبیؐ

نے کہا یہ ہے وہ جگہ اس کی مُہار نے جہاں جہاں تک خط کھینچا ہے وہاں وہاں تک مسجد بنے گی وہاں تک مسجدِ نبوی بنے گی دوڑ کر آئے ابوایوب انصاریؑ اونٹنی کے کجاوے کو اٹھالیا کہا جہاں کجاوا رہے گا وہاں نبیؐ رہیں گے پہلا گھر ہے ایوب انصاریؑ کا کہ جس نے نبیؐ کو مہمان کیا تو یہ صلہ اُس کو دے دیا کہ اے ابوایوب انصاریؑ تیرے ہی گھر سے میری بیٹی رخصت ہو کر آئے گی آج بھی ایوب انصاریؑ کے گھر کی یہ عظمت ہے۔ یہاں شہزادی فاطمہؑ رخصت ہو کر گئیں ابوایوب انصاری نے یہ مکان حضرت علیؑ کو دے دیا تھا، شادی کے لئے زیارت موجود ہے گھر بند ہے اور اگر آپ گھر کے کسی بھی حصے سے قریب ہوں گے تو آپ کو خوشبو آئے گی اس لیئے زہراؑ وہاں دلہن بنیں اگر مکان توڑا نہ گیا تو وہ خوشبو برقرار رہے گی۔ مسجد نبوی بنی وہاں اونٹنی نے حد بندی کی یہ جانور کی عظمت بڑھائی پوری زندگی اُس ایک ناقے پر نبیؐ نے سواری کی، ناقہ کہتے ہیں عربی میں اونٹنی کو اور موضوع ہو گیا اِن تقریروں میں ہم اونٹ کا ذکر کریں گے اس لیئے کہ یہ موضوع قرآن میں زیادہ ہے حدیثوں میں زیادہ ہے نبی کی اونٹنی یہ واحد اونٹنی تھی کہ اس نے نبیؐ کی بے انتہا خدمت کی ہر سفر میں ہر لڑائی میں یہ ساتھ ہے اور وفادار ہے جب نبیؐ کی وفات ہو گئی تو دن بھر یہ اونٹنی روتی گریہ اُس کا رکا نہیں جہاں پر بندھی ہوئی تھی تڑپ تڑپ کر اپنے آپ کو چھڑاتی تھی کہ رسی میری کھول دو رسی میری کھول دو منھ سے جھاگ گر رہا تھا لوگوں نے جا کر بیٹی کو بتایا کہ اے شہزادی کونینؑ اونٹنی بہت پریشان ہے آپ نے کہا رسی اس کی کھول دو مہار کھول دی گئی وہاں سے جو چیختی روتی چلی تو سیدھے جا کر قبرِ نبیؐ پہ اپنا منھ رکھ دیا جب بھی ہٹائی جاتی تو سیدھی جاتی اور قبرِ نبیؐ پر اپنا منھ رکھ کر روتی آواز بلند کرتی روتی آنسو بہاتی

یہاں تک کہ بے جان ہوگئی بعدِ نبیؐ کھانا پینا چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ روایت ہے کہ گر گئی اُٹھ نہیں پا رہی ہے اتنی کمزور ہوگئی جب یہ سنا بی بیؑ نے چادر اوڑھ کے چلیں اور جہاں نبیؐ کی اونٹنی تھی وہاں جا کہ بیٹھ گئیں اور اُس کے بعد اُس کا سر اُٹھایا اور اپنے زانو پہ رکھا اپنے چادر کے کونے سے اُس کے منھ کو آنسوؤں کو صاف کرنا شروع کر دیا روز شہزادیؑ جاتیں اُس کا سر اُٹھا کر زانوؤں پر رکھتیں چادر سے اُس کا منھ صاف کرتیں روتی بھی جاتیں غور کر رہے ہیں میں مصائب کے قریب آ گیا ''انسان اور حیوان'' یہ موضوع آپ کے سامنے کیا آیا تاریخ خود بول رہی ہے نبیؐ کا جنازہ پڑا ہے نبیؐ نے جنگوں کے دوران اتنا مالِ غنیمت مسلمانوں کو دیا کہ سب کے مکان بن گئے باغات ہوگئے اولادیں پل گئیں اب کسی چیز کی مسلمانوں کے پاس کمی نہیں ہے گھوڑے بھی ناتے بھی ہیں باغات بھی ہیں سونا چاندی بھی ہے مکان بھی ہیں غریب تھے پھٹے حال تھے اب سب امیر ہیں لیکن نبیؐ کا جنازہ پڑا ہے کوئی کاندھا دینے والا نہیں ہے کوئی نبیؐ پہ رونے والا نہیں ہے یہ انسان ہے اور وہ اونٹنی ہے حیوان کا وہ عالم ہے جو عالم انسان کا ہونا چاہئے مگر حیوان یہ اونٹنی تڑپی جا رہی ہے وصالِ نبیؐ پر حیوان تڑپ رہا ہے اس حیوان کو کون سی دولت ملی اسے کون سی زمین ملی اسے کیا ملا لیکن یہ جو اپنے محبت کے تقاضے پیش کر رہی ہے تو اسے تعریف بھی نہیں چاہیئے حیوان کو کیا چاہیئے لیکن قدرت دکھا رہی ہے کہ دیکھو محبت حیوان بھی رکھتا ہے اور شہزادیؑ کیا بتا رہی ہیں شہزادیؑ یہ بتا رہی ہیں کہ یہ وہ ظالم انسان ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں اے فاطمہؑ اپنے بابا کی یاد میں یا دن میں رویا کرو یا رات میں رویا کرو ایک وقت مقرر کرو ہمارے کاروبار میں خلل پڑتا ہے تمہارے رونے سے تو زہراؑ کیا بتا رہی ہیں کہ اس کا گریہ اس کا رونا مجھے مجبور کر رہا

ہے کہ میں اس کی مدد کروں اس کا آخری وقت ہے کچھ دیر کے بعد پتہ چلا رسولؐ کی اونٹنی مرگئی بی بی خود آئیں اپنی نگرانی میں کھڑے ہو کر ناقے کو کفن پہنوایا قبر کھدوائی اپنے سامنے دفن کروایا کیا بتایا کہ جس نے نبیؐ کی خدمت کی ہے اگر وہ جانور بھی ہے اور وفادار ہے تو اُس کا احترام اتنا کیا بی بی نے یعنی یہی انسان اگر نبیؐ سے منسوب ہو جائے اور اُس سے کوئی اونٹ منسوب ہو جائے تو اُسے چومنے کو تیار اُس پہ جان دینے کو تیار لیکن بی بیؑ نے بتایا کہ نہ اس کی پوجا ہوگی نہ آج کے بعد اس کا کوئی مجسمہ بنے گا لیکن اس نے اپنا حق ادا کیا اور انسان اپنا حق ادا کرے اور بتایا کہ اگر نبیؐ کا ناقہ بھی مرجائے تو نبیؐ کے گھر والے اُسے کفن پہناتے ہیں اور دفن کر دیتے ہیں اور نبیؐ کا نواسہ اگر مرجائے اور اُس کا لاشہ کربلا میں پڑا ہو اور مسلمان اُس کے لاشے کو چھوڑ کے چلے جائیں تو کیا زہرؑا قیامت تک نہ روئیں یہ انسان بھی تھے اور مسلمان بھی تھے اور یہ اشرف الانبیاء کا نواسہ تھا اور اس کا لاشہ کربلا میں پڑا تھا یہی نہیں کہ لاشہ پڑا رہے تو پڑا رہے بلکہ فضّہ آئی کہا بی بیؑ آپ کو خبر ہے کیا ہونے والا ہے ابھی سن کر آئی ہوں تمام لشکر والے اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں شہزادیؑ نے کہا کیا تیاری ہے اے بی بیؑ یہ گھوڑے اب آپ کے بھائی کے لاشے پہ دوڑیں گے تاریخِ عرب میں یہ لکھا ہے کہ جب میدانِ جنگ میں مقتول کو مرنے والے کو جب ذلیل کرنا چاہتے تھے انسان تو یہ کرتے تھے کہ اس کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرتے تھے اللہ اکبر اے فضّہؑ کیا میرے بھائی کا لاشہ پامال ہوگا ہاں بی بیؑ گھوڑوں کی نعل بندی ہو رہی ہے اک شور ہو گیا کہ جتنے حسینؑ کے ساتھیوں کے لاشے ہیں سب پامال ہوں گے، ایک بار حُر کے خاندان کے لوگ سامنے آگئے کہ یہ ہمارا سردار ہے ہم اس کا لاشہ پامال

ہونے نہیں دیں گے عمر سعد نے کہا اٹھا لے جاؤ لاشہ بہت دور لے گئے لاشے کو
اس لیئے حُر کی قبر حسینؑ کی قبر سے دور ہے وہاں لے جا کے دفن کر دیا قبیلے والوں
نے اک بار بنی اسد آگے بڑھے کہا حبیبؑ ہم میں سے تھا حبیبؑ کی لاش پامال
نہیں ہوگی کہا لے جاؤ حبیبؑ کی لاش زہیر قینؑ کے ساتھی بڑھے مسلم ابنِ عوسجہؑ
کے ساتھ بڑھے ہلال کے ساتھی بڑھے جو جو جس قبیلے کا تھا لاش لے گیا ساری
لاشیں اُٹھ گئیں سب اپنے اپنے قبیلے والوں کی لاشیں لے گئے مگر نبیؐ کے نواسے کا
لاشہ پڑا رہا ارے کوئی رشتہ دار نہ نکلا کوئی ہمدرد نہ نکلا اک بار بی بیؑ اٹھی کہا فضہؑ
ارے کیا میرے بھائی کا لاشہ پامال ہو جائے گا کہا بی بیؑ میں نے علیؑ سے سُنا تھا
اس صحرا میں ایک شیر رہتا ہے دوڑ کر گئیں آواز دے کر کہا اے ابوالحارث کچھ تجھے
پتہ ہے نبیؐ کے نواسے کا لاشہ پامال ہو رہا ہے شیر دوڑتا ہوا چلا لاشِ حسینؑ کو ہاتھوں
میں اٹھا کر ایسے فریاد کرنے لگا جیسے کوئی ماں اپنے جوان لال کے لاشے پر گریہ کرے
ارے وہ حیوان تھا یہ سب انسان تھے ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ......

دوسری مجلس

انسان اور گائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر اس عشرے کا آغاز ہے اور اب تک کے جو عنوانات ہیں وہ ماشاء اللہ اتنے زیادہ ہیں کہ وہ زبانی یاد نہیں تو وہ میں آپ کو سنائے دیتا ہوں جو کہ کل گفتگو میں رہ گئے تھے، ۱۹۸۲ء میں رضویہ سوسائٹی کے امام بارگاہ میں سب سے پہلے عنوان تھا۔ ''قرآن اور سیرتِ آلِ محمدؐ'' ۱۹۸۳ء میں عنوان تھا ''عظمتِ قرآن'' ۱۹۸۴ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''قاتلانِ حسینؑ کا انجام'' ۱۹۸۵ء میں عشرے کا عنوان تھا ''محسنین اسلام'' ۱۹۸۶ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''حضرت علیؑ اور تاریخِ اسلام'' ۱۹۸۷ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''امام اور اُمت'' ۱۹۸۸ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''اسلامی طرزِ معاشرت'' ۱۹۸۹ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''عورت اور اسلام'' ۱۹۹۰ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''تاثراتِ زیارت کربلا اور نجف'' ۱۹۹۱ء میں اس عشرہ کا عنوان تھا ''عظمت صحابہ'' ۱۹۹۲ء میں عنوان تھا ''تاریخ شیعیت اور امیر مختار'' ۱۹۹۳ء میں عنوان تھا ''ظہورِ امام مہدیؑ'' ۱۹۹۴ء میں اس عشرے کا عنوان تھا ''علم زندگی ہے'' ۱۹۹۵ء میں یہ عشرہ رضویہ سے جامعہ سبطین میں آگیا اور یہاں جو پہلا عشرہ ہوا اُس کا

عنوان تھا ''معصومینؑ کا علم لسانیات'' ۱۹۹۶ء میں عنوان تھا ''ارتقائے معاشرہ اور تاریخ انبیاءؑ'' ۱۹۹۷ء میں عنوان تھا ''احسان اور ایمان'' ۱۹۹۸ء میں عنوان تھا ''حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں'' ۱۹۹۹ء یعنی پچھلے برس عنوان تھا ''اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات'' اور اب ۲۰۰۰ء میں عنوان ہے ''انسان اور حیوان'' ابھی جب ہم عشرے سے پہلے طے کر رہے تھے کہ عنوان کیا رکھا جائے اور یہ کتاب چھپ کر آئی عنوانات کی جو کہ پہلی قسط ہے ہمارے کیسٹوں کے عنوانات کی حسین رضا جنہوں نے اس عشرے کی بنیاد رکھی پیدا ہوتے ہی تو کتاب لے کر پڑھ رہے تھے ہمارے پاس کہنے لگے کہ بھیا ہم نے تو بہت تیزی سے سارے عنوانات خرچ کر دیئے اب کیا ہوگا تو ہم نے اُن سے کہا کہ جب عشرہ شروع ہوا، تم نے پچھلے عشرے تو سنے نہیں ہیں پہلے عشرے میں تم سال بھر کے تھے دوسرے میں دو سال کے پھر تین سال کے تو وہ تو تمہیں معلوم ہی نہیں کہ ہم نے کیا پڑھا تو اب شروع سے دوہرانا شروع کر دیں گے یعنی ۱۹۸۲ء میں جو پڑھا تھا وہاں سے اب سارے عشرے دوہرانا شروع کر دیتے ہیں عنوانات کے تو کہنے لگے یہ نہیں ہوسکتا یہ نہیں موضوع نیا ہوگا تو سوچ کر انہوں نے پھر موضوع ''انسان اور حیوان'' مقرر کیا، ظاہر ہے کہ اس عشرے کی اپنی ایک انفرادیت بلحاظِ موضوع بھی ہے اور وہ ماشاءاللہ محفوظ بھی ہو رہے ہیں اور یہ اندازہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو پڑھا گیا وہ دوہرایا نہیں جاتا تو سننے والوں کیلئے اس میں ایک لذت یہ بھی ہے کہ جو اس عشرے کو ۱۹۸۲ء سے سن رہے ہیں ان کا لطف کچھ اور ہے اور جو بعد میں آئے ہیں اُن کا بھی ایک لطف ہے اور ہر عشرہ اپنی جگہ ایک مکمل اکائی ہے یعنی جنہوں نے پہلا نہیں سنا اُس کے باوجود اُن کا اپنا لطف اور لذت برقرار رہتی ہے اس لیئے

کہ اپنے مقام پر خود موضوع جو ہے وہ کامل ہوتا ہے اور جب آپ یہ پچھلے عشرے سنیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ عنوانات جب بھی رکھے گئے اُس دور اور اُس برس کے حالات کو دیکھ کر رکھے گئے اتنا موقع نہیں تھا کہ میں عنوانات سنانے میں آپ کو یہ بتاتا کہ جب میں حج سے واپس آیا تو عنوان اُس کے مطابق رکھا گیا اور میں نے عرب کو دیکھ لیا اور مکہ مدینہ دیکھ لیا اور کربلا سے ہم واپس آئے تو عنوان ''زیارتِ کربلا و نجف'' رکھا گیا اِسی طرح بینظیر جب وزیرِ اعظم بنیں تو ''عورت اور اسلام'' موضوع رکھا گیا اسی طرح جو حالات ملک کے جیسے جیسے اُس زمانے کے ہوتے تھے جب لفظِ امام پر بڑا زور تھا تو ''امام اور اُمت'' موضوع رکھا گیا تو اس میں جو انفرادیت ہے وہ یہ کہ مثلاً، جب ہم نے زیارات پر عشرہ پڑھا تو بعض خواتین نے ہمیں ٹیلی فون کر کے بتایا کہ ہم نے اس عشرے کے کیسٹ اور اُس عشرے میں نقشے بھی تقسیم کئے گئے تھے عراق کے روضوں کے اور تاریخی مقامات کے تو اُنہوں نے کہا کہ ہم نے ایک فائل اپنے بچوں کے نام سے بنا دی ہے اور اُس میں ہم نے یہ کیسٹ اور یہ نقشے لگا کر رکھے ہیں کہ جب بچے بڑے ہوں گے تو اُن کو زیارت کی اہمیت معلوم ہوگی تو ہمیں یہ بھی اندازہ رہتا ہے کہ ہمارے عنوانات اور موضوعات کی اہمیت کیا ہے اور اُسی کے پیشِ نظر موضوع رکھے جاتے ہیں اور یہ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُن کا اثر ایک دم سے نہیں پتہ چلتا آہستہ آہستہ جیسے جیسے علم میں اضافہ ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے یہ چیزیں ہمارے کتنے کام کی ہیں حوالہ جات ہمارے کتنے کام کے ہیں تو یہ موضوع ''انسان اور حیوان'' ان حالات کے پیشِ نظر آپ کے لیئے کارآمد ہوگا کہ اس وقت پوری دنیا کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کس کا مذہب اعلیٰ ہے کس کا دین اعلیٰ ہے، اس وقت پوری دنیا کا

مسئلہ یہ نہیں ہے کہ عیسائی یہ نہیں چاہتے کہ ہم عیسائی مذہب پھیلا دیں یا یہودی یہ نہیں چاہتے کہ ہم یہودی مذہب پھیلاتے کوئی ملک دوسرے ملک پر اثر نہیں ڈالنا چاہتا کہ ہماری تحریک چلے بلکہ اس وقت تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں کا ایک ہی مسئلہ ہے کہ انسان، انسان بن جائیں سپر پاور امریکہ اور اُس کا صدر کلنٹن اسی لیئے دورے کر رہا ہے کہ پوری دنیا میں امن ہو جائے اور انسانوں کو انسان بنایا جائے اور جن ملکوں میں انسان اپنی سطح سے گر کر درندے بن گئے ہیں اور ایک انسان دوسرے انسان کو کھا رہا ہے کہیں مذہب کے نام پر کہیں صوبائیت کے نام پر اور کہیں آپس کے جھگڑوں میں ملوث ہو کر انسان، انسان کو کھائے چلے جا رہا ہے تو ایسے دور میں اُن ملکوں سے یہ مطالبہ بڑی طاقتیں کر رہی ہیں کہ ہم آپ کو جو خرچہ دیتے ہیں جو ایڈ (Aid) دیتے ہیں اُس وقت دیں گے کہ جب آپ اپنے ملک سے دہشت گردی ختم کر دیں یعنی جب انسان دہشت گرد بن جاتا ہے تو وہ انسان نہیں رہتا لیکن ایک عیسائی ملک ایک یہودی ملک مسلمانوں سے یہ اپیل کر رہا ہے کہ اپنے ملک میں امن قائم کرو یہ بڑے شرم کی بات ہے اس لیئے کہ حضورؐ آئے تھے امن قائم کرنے کے لیئے اور اسلام زمین پر بھیجا گیا تھا کہ ساری دہشت گردی ختم کر کے امن قائم کرو الٹا حساب ہو کر رہ گیا کہ ہم سے یہ کہا جا رہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے دین کو اپنے مذہب کو چھوڑ دیا اُن اصولوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پہ نظر نہیں ہے ہمارے مذہبی رہنماؤں کی کہ وہ ورک کیا کر رہے ہیں وہ کام کیا کر رہے ہیں شیعہ بنانا آسان ہے، سنّی بنانا آسان ہے، انسان بنانا بہت مشکل ہے ہمارا نظریہ یہ نہیں ہے کہ ہم تبلیغ کر کے ہم کسی ایک مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں کہ کوئی اس مذہب پر آ جائے ہمارا نعرہ صرف یہ ہے کہ

اے انسانو! انسان بن جاؤ انسانیت کے جو اصول ہیں اُنھیں برقرار رکھو اس لیئے کہ ایک مذہب انسان ہے ایک مذہب حیوان ہے دیکھنا یہ ہے حیوانوں کا مذہب بہتر ہے یا انسانوں کا مذہب انسان بھی اپنا مذہب رکھتا ہے حیوان بھی اپنا مذہب رکھتا ہے یہ دیکھنا ہے کہ کامیاب کون ہے، انسان اس وقت کامیاب ہے یا حیوان کامیاب ہے اور اُس کا نتیجہ آنے والی تقریروں تک ہمارے سامنے آئے گا کہ جب دو لفظ رکھ دیئے جائیں تو گویا مقابلہ انسان اور حیوان یعنی موازنہ ہو رہا ہے کہ برتر کون ہے انسان برتر ہے یا حیوان یہ ہے گفتگو اور اس گفتگو کا آغاز جیسا کہ ہم نے کل کلام پاک کی آیات سے کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(سورۃ التّین آیت ۱۔۶)

مجھ کو قسم ہے تین کی، زیتون کی، طورِ سینا پہاڑ کی قسم اور امن والی زمین کی قسم اور قسم کھا کر معبود کہتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہت اچھے نقشے پر بنایا بہت اچھے نقشے پر پیدا کیا لیکن ہم نے اُس کو ذلالت کی طرف پلٹا دیا ہم نے اُس کو سافلین میں ڈال دیا اسفل ترین مقام پر کمینی اور گندی اور رذیل جگہ کی طرف واپس بھیج دیا "اِلَّا الَّذِيْنَ" لیکن جو لوگ ایمان لائے اور عملِ صالح کرتے ہیں وہ مستثنٰی ہیں تو سارے انسان اس میں شامل نہیں ہیں سارے انسانوں کی خلقت جو ہے احسن ہے، احسنِ تقویم یعنی اُن کا قوام ہے احسن ترین اُس میں سب شامل نہیں ہیں اس لیئے کہ وہ شامل تھے لیکن وہ ذلالت کے راستے پر چلے جب وہ ذلالت کے راستے

پہ چلے تو ہم نے اُن کو گمراہی میں جانے دیا ہم نے اُس کیچڑ سے اُن کو نکالا نہیں یعنی بھیج دینے کے معنی جب وہ اُس راہ پر چل پڑے تو ہم نے اُنھیں راہِ ہدایت نہیں دکھائی اور ہم نے طے کر دیا کہ یہ اور گندی میں گرتے چلے جائیں گرتے چلے جائیں تا کہ یہ اچھی طرح سے جہنم کے حق دار ہوں اس لیئے کہ ہم نے حیوانوں کو بھی پیدا کیا لیکن ہم نے اُن کو جس راہ پہ لگا دیا انھوں نے اپنی راہ نہیں بدلی لیکن یہ انسان کتنا سرکش ہے عقل رکھنے کے باوجود ذلالت کی راہ پہ چلنے لگتا ہے اور جب چلنے لگتا ہے۔ اور ہماری سرکشی کرتا ہے تو ہم واپس نہیں بلاتے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اُنھیں واپس بلالیں ہم نے جہنم بنا رکھی ہے تیار ہے آگ ہم کوئی ہدایت نہیں کریں گے اس لیئے کہ ہدایت ہم نے اُس وقت بھیج دی تھی جب انسان کو عقل عطا کر دی تھی جو لوگ یہ بحث کرتے ہیں کل کے جملے پھر میں دوہراؤں گا کہ بحث وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں کم عقلی ہوتی ہے عقل والا کبھی بحث کا آغاز نہیں کرے گا کبھی نہیں کرتا اور جسے اپنی عقل پر ناز ہو کبھی بحث کا آغاز نہیں کرے گا اور اگر کوئی عقل رکھتا ہے اگر بحث کوئی شروع کرے گا تو وہ جلدی سے بحث کو ختم کر دے گا یہ دستور اللہ نے اپنے انبیاء کو دیا کسی نبی نے کبھی بحث نہیں کی ہزاروں لوگ آئے انبیاء کے پاس بحث کرنے کیلیۓ لیکن قدرت نے وہ علم دیا تھا وہ گفتگو کا انداز انبیاء کو دیا تھا کہ وہ فوراً بحث کو ختم کر دیتے تھے۔ یہی آئمہ کا طریقہ تھا بحث نہیں کرتے تھے بحث نہیں کرتے تھے اور آنے والا اس لیئے آتا تھا کہ وقت ضائع کرے اور بحث کرے۔ بحث کرنا صاحبانِ علم کا کام نہیں ہے دیکھیۓ وہ بحث کرنے کیلیۓ آیا ہے وہ بحث کرنا چاہ رہا ہے علیؑ سے کہ ثابت کیجیۓ اللہ ہے کتنا بڑا موضوع ہے علیؑ بحث کرنے لگیں گے دلیلیں دیں گے کہ یہ ہے یہ

ہے یہ ہے دوسرا آیا اُس نے کہا کہ بتایئے اللہ کب سے ہے علیؑ بتانے لگیں گے کب سے ہے ظاہر ہے کہ زمانے کا تعین کہاں سے ہوگا جب خلقتِ آدمؑ ہے تو اُس سے پہلے زمانہ نہیں تھا، گھڑی نہیں تھی، سورج نہیں چلتا تھا، وقت نہیں تھا، جس زمانے میں وقت ہی نہ ہو رات اور دن نہ ہوتے ہوں تو وہاں کیسے سمجھایا جائے کہ اُس وقت بھی اللہ تھا تو دیکھئے صاحبانِ علم اور جو عقل میں کامل ہوتے ہیں وہ بحث کو ختم کیسے کرتے ہیں اور آنے والے کے حملے کا دفاع کر کے اُسے خاموش کیسے کرتے ہیں اُس نے کہا بتایئے اللہ کب سے ہے علیؑ نے کہا یہ بتا کہ کب نہیں تھا کہ جو میں بتاؤں کہ کب سے ہے............''نعرہ حیدری یا علیؑ''

بحث ختم ہوگئی نجران کے عیسائی آئے نبی سے بحث کرنے کے لئے کہ عیسیٰؑ خدا ہیں کہا کیوں کہا اس لیئے کہ باپ نہیں رکھتے نبیؐ نے جواب دیا حکمِ الٰہی سے تو اس کے حق دار آدمؑ پہلے ہوگئے آدمؑ کے باپ نہ ماں کہ وہ پہلے خدا کے بیٹے بنیں گے کہ عیسیٰؑ بنیں گے عیسیٰؑ کے تو ماں بھی ہے تو آدمؑ کی تو ماں بھی نہیں ہے تو پہلے آدمؑ خدا کے بیٹے ہوئے دیکھئے بحث ختم ہوگئی اب انھوں نے کیا، کیا بحث کرنے والا ہٹ دھرمی کرتا ہے میں نہیں مانوں گا میں نہیں مانوں گا تو اب بحث کو یوں ختم کیا گیا۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (سورۂ آلِ عمران آیت ۶۱)

جھوٹوں پر خدا کی لعنت بحث ختم ہوگئی جب علم آگیا تو بحث مت کرو جہاں علم ہوتا ہے وہاں بحث نہیں ہوتی وہاں پھر یہ ہوتا ہے کہ آمنے سامنے بیٹھیں جو جھوٹا ہے اللہ اُس پر آگ برسادے۔ نعرۂ حیدری............تو محرّم کا چاند جب ہوتا ہے

تو مباہلے کے دروازے کھل جاتے ہیں مباہلے کا منظر ہوتا ہے آؤ ہم بیٹھ گئے فرش
پہ آؤ اب اگر بیٹھ سکتے ہو تو سامنے بیٹھو بس یہ طے ہے جو جھوٹا اُس پر آگ برسے
آج تک تو سچوں کے مقابل کوئی آیا نہیں اس لیئے کہ دعویٰ یہ **کونو مع صادقین**
ہم سچوں کے ساتھ ہو چکے جہاں سچوں کے ساتھی بیٹھے ہوں مقابل وہیں آئے گا
اس لیئے کوئی آتا ہی نہیں اس لیئے کہ لعنت ہوگی یہ سب کو معلوم ہے کہ لعنت سچوں
پر نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔ لعنت جھوٹوں پہ ہے اور جھوٹ بولنے والا یہ جانتا ہے کہ
میں جھوٹا ہوں جھوٹے کا دل کتنا چور کا دل کتنا کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں
ہوتے تو جب پاؤں نہیں ہیں تو جھوٹا چل کے مباہلے کے میدان میں آئے گا
کیسے سچ کے پاؤں ہیں آپ چل کے آکے بیٹھ گئے سچ بیٹھا ہوا ہے تو اب بحث کی
گنجائش نہیں ہے یہاں تو وہ فضائل آلِ محمدؐ دہرائے جاتے ہیں کہ جن سے دل
و دماغ کو تازگی ملتی ہے کیوں تازگی ملتی ہے اس لیئے کہ علیؑ نے کہا اے انسان تو
عالمِ اصغر ہے عالمِ اکبر یہ ہے تو عالمِ اصغر ہے پوری کائنات تیرے جسم میں سمائی
ہوئی ہے جو کچھ کائنات میں ہے وہ سب تیرے پاس ہے اگر بلند پہاڑ ہیں تو
تیرے جسم میں ہڈیاں ہیں اگر چٹانیں ہیں میدان ہیں صحرا ہیں تو تیرے یہاں
بھی صحرا ہیں پیشانی تیری صحرا ہے پشت تیری صحرا ہے اگر وہاں دریا ہیں تو تیری
شریانیں اور رگیں دریا ہیں جن میں خون جاری ہے وہاں بھی پانی جاری ہے
یہاں بھی تازہ پانی جاری ہے اگر وہاں چاند اور سورج چمک رہے ہیں کائنات
میں تو تیرے عالمِ اصغر میں اس جسم میں بھی تیرا دماغ آفتاب ہے تیرا دل چاند ہے
روشنی پھیلی ہوئی ہے صلوٰۃ پڑھئے گا۔ ہاں ہاں موسم بدلتے ہیں کبھی گرمی آتی ہے
کبھی سردی آتی ہے کبھی برفباری ہونے لگتی ہے تو تیرے جسم میں بھی ایسے موسم

ہیں جوانی آئی تو گرمی کا موسم آیا، بڑھاپا آیا تو سردی آئی، بال سفید ہوئے تو برف گرنے لگی (نعرۂ حیدری یاعلیؑ)

تیرا جسم تیرے جسم میں پانی ہے چار چیزیں رکھ دیں بلغم ہے صفرا ہے فضلہ ہے اور خون چار چیزیں جسم میں رکھ دیں اور طے کر دیا عالمِ اصغر میں یہ قدرت نے کہ تین چیزیں گندی ہیں نجس ہیں باہر پھینک دی جاتی ہے اور چوتھی چیز خون ہے جسم میں دوڑتا رہتا ہے جگر اُسے جذب کرتا ہے دل کو وہ چاہیئے کیوں چاہیئے اس لیئے کہ دل صدر ہے سینہ صدر ہے دارالحکومت ہے سینہ دارالحکومت ہے دل بادشاہ ہے وزیر دماغ ہے اب فیصلہ تو کر دیا قدرت نے کہ وزیر سر کی جگہ رہے بادشاہ دل کی جگہ رہے تو فتح مکہ کے روز نبیؐ نے بتایا بادشاہ یہ ہے "دوش پہ وزیر ہے۔ وزیر بلند رہتا ہے (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) کوئی ایسا بھی مقام ہے کہ جہاں علم سمجھ میں نہ آئے ہاں جب پردے پڑ جائیں ذہن پہ اور یہ طے کرلے دل کہ جہل میں ہی رہنا ہے، جہالت دل میں ایک کالے نقطے کی طرح ہوتا ہے اور جب دل پر وہ کالا نقطہ لگ جاتا ہے تو چونکہ علم نور ہے تو نور وہاں داخل نہیں ہوتا جہاں دل پر سیاہی دیکھتا ہے نور وہاں سے بھاگتا ہے اور جیسے جیسے ہٹ دھرم ہوتا جاتا ہے انسان وہ کالا نقطہ بڑھتا جاتا ہے بڑھتا جاتا ہے ایک کینسر کی قسم یہ ہے کہ جواب تک سائنس دان دریافت نہیں کر سکے کہ جہالت بھی ایک کینسر ہے اس لیئے یہ دل کالا ہوجاتا ہے تو اُس کا خون بھی کالا ہوجاتا ہے آپ کالے کپڑوں سے گھبرائے ہوئے ہیں دل کی سیاہی تو دیکھیئے خون کی سیاہی تو دیکھیئے کہ ڈر ہے کالے کپڑے پہن لیں گے تو خاص گروہ کے ہوجائیں گے، کالا رنگ افضل ہے، اس لیئے کہ کالے میں یہ طاقت ہے علمِ طبیعات فزکس کا علم یہ بتاتا ہے کہ کالے رنگ میں یہ

طاقت ہے کہ وہ تمام روشنیوں کو سمیٹ کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اللہ نے صرف کالے رنگ کو یہ طاقت دی ہے کہ کرنیں سیدھی سیاہ پر پڑتی ہے کسی اور رنگ کی طرف نور نہیں کھنچتا اس لیئے کعبے کا غلاف سیاہ ہے کہ کائنات کا نور کعبہ کھینچ رہا ہے اس لیئے قرآن کا غلاف سیاہ قرآن کے حروف سیاہ یہ سب نور کا منبع ہیں جس نے کالے کپڑے پہنے نور کا مرکز بنا تو دل میں نور آیا" (نعرۂ حیدری... یا علیؑ) لیکن دل کی سیاہی دل کا کالا پن کفر و جہالت ہے وہ نور کو کھینچ نہیں سکتا، نور دل کی سیاہی سے بیزار ہے۔ کالے جوتے اس لیئے منع کر دیئے کہ نور کھنچے گا تو پیروں کی طرف جائے گا جب پیروں پر نور پڑتا ہے تو اگر روشنی پیروں کے پاس زیادہ ہو تو جلدی جلدی آنکھیں پیر کی طرف جاتی ہیں اور اگر نیچے کی طرف آنکھیں بار بار جائیں تو آنکھیں کمزور ہوتی ہیں تو کالا جوتا پہننے سے نظر کمزور ہوتی ہے۔

جوتا پہنو زرد، کیوں پہنو روزی بڑھے گی رزق بڑھے گا زرد میں براؤن رنگ شامل ہے لیکن ضد ہے ہمارے کالج اور اسکولوں کے بچوں کے ڈریس میں کالے جوتے ہوں گے انگریزوں کی نقل کرنا ہے انگریز یہ علم کیا جانے۔ اگر اُس کے پاس یہ علم ہوتا تو انجیل منسوخ کیوں ہوتی قرآن آ گیا جب قرآن آ گیا تو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابیں منسوخ ہو گئیں اس لیئے کہ انھوں نے اپنے حصّوں کو، آیات کو مسخ کیا یہ آخری کتاب ہے قصے وہی ہیں جو انجیل میں ہیں، توریت میں ہیں، زبور میں ہیں، لیکن قرآن میں مصلحت پسندی سے کام نہیں لیا گیا قصّوں کو بدلنے نہیں دیا۔ سورۂ الحمد کے بعد پہلے سورہ کا نام سورۂ بقرہ رکھا سب سے بڑا قرآن کا سورہ منسوب کر دیا گائے کے نام سے۔ یعنی بقر معنی گائے، سورے کا نام پڑ گیا گائے کیوں اس لیئے کہ بڑی اہم گفتگو اس سورے میں اللہ

نے کی ابتدائی سورے جتنے ہیں سورۂ بقرہ اور اُس کے بعد سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام یہ تینوں سورے جانوروں کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں سورۂ مائدہ کا آدھا حصّہ صرف حلال اور حرام جانوروں پر بحث ہے۔ سورۂ انعام میں انعام کے معنی مویشی وہ جانور جو تمہارے لیئے باربرداری کا کام کرتے ہوں جنھیں تم کھاتے ہو اُس سے گفتگو ہے کہ یہ جانور تمہارے کتنے کام آتے ہیں اب آپ اس کو اس طرح سوچیۓ کہ آج کی اس ترقی یافتہ دنیا میں جہاں آپ کے لئے گاڑیاں موجود ہیں، ہوائی جہاز موجود ہیں، ٹیکسیاں موجود ہیں، بسیں موجود ہیں، اُس وقت کے دور میں جایئے جب یہ سب نہیں تھا تو انسان گھوڑے پر، خچر پر گدھے پر اور اُونٹ پر سفر کرتا تھا تو یوں سمجھئے کہ اگر آج قرآن نازل ہوتا تو بسوں کی تعریف ہوتی، ٹیکسیوں کی تعریف ہوتی، کاروں کی تعریف ہوتی، ہوائی جہاز کی تعریف ہوتی، لیکن اللہ نے اُس دور میں گفتگو کی یہ تمہاری سواریاں تو جب زمانہ بدلتا ہے تو چیز بدلتی ہے تو حیران نہیں ہونا چاہیۓ اگر زمانہ بدل جائے تو اس کے تقاضے کچھ اور وہ تہذیب کے اندر آتے ہیں وہ مذہبی تہذیب ہے جب تہذیب کے تقاضے پورے کرنے ہوں تو پھر بدعت اور ناجائز کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ پھر قرآن میں نہ تلاش کرو تہذیب کا تقاضہ ہے تھا کہ حسینی تہذیب بنائی جائے اُس میں علم ہو، تابوت ہو، تعزیہ ہو، ماتم ہو، زنجیر کا ماتم ہو، آگ کا ماتم ہو یہ تہذیب کا تقاضہ تھا اب قرآن میں نہ تلاش کرو کہ قرآن میں کہاں علم ہے، تابوت ہے، تعزیہ ہے، ماتم ہے، زنجیر کا ماتم ہے، تو پھر بتاؤ قرآن میں کہاں ہے ہوائی جہاز اس لیئے قرآن تو کہہ رہا ہے کہ تم اپنی اُونٹنیوں پر بیٹھ کر خانۂ کعبہ حج کرنے آؤ تم جہاز پر اڑے چلے جارہے ہو احرام جہاز پر بیٹھ کر باندھ رہے ہو تو بدعت ہو گیا سواریاں بدل گئیں تو

تہذیب بدلی، تہذیب بدلی تو ماتم ہوگا کیا پریشانی حکمِ الٰہی ہے، آؤ اگر تمہاری کمزور اونٹنیاں بھی ہیں تو اُس پر بیٹھ کر آؤ اور خانۂ کعبہ میں آؤ کتنے حاجی جا رہے ہیں اونٹنیوں پہ بیٹھ کے اب تو وہ مقصد ہی ختم ہوا اونٹنیوں کا اب تو اونٹنیاں اور اونٹ کھیل کے لئے عرب والے استعمال کرتے ہیں، پاکستانی چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کرا کے اب تو کھیل ہو رہا ہے اونٹ دوڑا کر کہاں ہے قرآن میں یہ کھیل کہاں ہے ایک مجرم کو پکڑا ہوا ہے جاوید کو قبول نہیں رہا ہے کہ بچے گئے کہاں ہیں بڑے مسائل ہیں انسان ہوتا تو بچوں کی عظمت سمجھتا جو انسان ہوتا ہے اس کے دل میں ممتا ہوتی ہے وہ حیوان سے بھی بڑا درندہ بنا۔ اس لیئے کہ حیوان بھی بچے کی محبت جانتا ہے۔ بھئی ایک ریوڑ میں بہت سے جانور ہوتے ہیں بچے گھر پر رہتے ہیں جب چرنے کے لئے ریوڑ جاتا ہے شام کو چرواہا لاتا ہے تو اگر سو بچے ہوں ہر بچہ اپنی ماں کو پہچان لیتا ہے ماں اپنے بچے کو پہچان لیتی ہے حالانکہ ساری بکریاں ایک طرح کی ساری بھیڑیں ایک طرح کی انسانوں جیسے نقشے الگ الگ تو نہیں ہیں لیکن ہر بچہ اپنی ماں کو پہچانتا ہے، ہر ماں اپنے بچے کو پہچانتی ہے تو جانور میں بھی حیوان میں بھی ممتا ہے لیکن انسان جب حد سے گر جاتا ہے تو ممتا ختم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے جانوروں کی گفتگو قرآن میں اللہ نے تفصیل کے ساتھ کی اور سب سے زیادہ جس نبی کا ذکر کیا حضرتِ موسیٰؑ آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک سب سے زیادہ قرآن نے جس نبی کا ذکر کیا وہ حضرتِ موسیٰؑ ہیں تین سو مقامات پر قرآن نے صرف حضرتِ موسیٰؑ کا ذکر اور اُن کی قوم کا ذکر کیا ہے حضرتِ موسیٰؑ کے معجزات حالاتِ زندگی کا ذکر ہے اور اُس میں ذکر ہوا کہ جب ہم نے بنی اسرائیل کو پناہ دے دی فرعون سے اور موسیٰؑ ہجرت کر گئے مصر سے نکل گئے تو

امن سے بنی اسرائیل رہنے لگے اُس وقت اللہ نے موسیٰ سے کہا اب تم کوہِ طور پر آجاؤ اور یہاں ایک مہینے کیلئے آجاؤ تیس دن کیلئے آجاؤ تیس راتوں کیلئے آجاؤ ہم تمہیں اب توریت دیں گے۔ دیکھئے ایک چیز اور آپ کو سمجھادوں آنے والی تقریروں میں یہ موضوع آئے گا۔ ہر نبی کو جو پیشہ دیا گیا وہ جانور چرانے کا پیشہ دیا گیا اس پر ہم گفتگو بار بار کریں گے حضرتِ موسیٰ کو بھی چرواہا پیدا کیا گیا جانور چراتے تھے کیوں اس لیئے کہ نبوت کا آغاز محبتِ حیوان سے ہے اگر حیوان سے محبت ہے تو ہم تمہیں آزمائیں گے کہ انسان سے محبت ہے تمہیں اور حضرتِ موسیٰ کو جو نبوت ملی وہ ایک حیوان کی وجہ سے ابھی نبی نہیں بنے ابھی وحی نہیں آئی ابھی حکم نہیں آیا کہ موسیٰ ہم نے تمہیں نبی بنادیا بھیڑیں چرارہے ہیں ایک دن صحرا سے واپس آرہے تھے اپنے ریوڑ کو لے کر ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ریوڑ سے نکلا اور بھاگا حضرتِ موسیٰ نے ریوڑ چھوڑا اُس کا پیچھا کیا اب جیسے جیسے موسیٰ دوڑتے جاتے ہیں کاش کہ ہم جب بھی ایسی چیزیں دیکھیں تو مشاہدے کو ذہن میں محفوظ کریں دیکھئے بکری کا بچہ بہت پیارا ہوتا ہے جتنا پیارا ہوتا ہے اتنا ہی شریر بھی ہوتا ہے پتہ نہیں آپ کے ذہن میں منظر آرہا ہے یا نہیں بکری کے بچے دیکھے ہیں یا نہیں کیا حُسن ہوتا ہے بکری کے بچے میں اور جب اُسے کُھلا میدان مل جائے دوڑتا ہے کھیلتا ہے حضرتِ موسیٰ کو اُس نے دوڑایا اب وہ دوڑتا جارہا ہے حضرتِ موسیٰ پیچھا کرتے جارہے ہیں کئی میل وہ دوڑتا چلا گیا اور ایک جگہ پہنچ کے رُک گیا دوڑ کر حضرتِ موسیٰ نے اُس اٹھایا اور اُٹھا کے سینے سے لگا کے پیار کیا اور کہا کہ آپ کو اگر ہم پر رحم نہیں آیا پیار کر کے کہا آپ کو اگر ہم پر رحم نہیں آیا تو آپ نے اپنے اوپر کیوں ظلم کیا بھئی یہ جملہ جیسے ہی موسیٰ نے کہا جبریل کو حکم ملا اُس کو دے

دونبوت یہ ہے ممتا دل میں جب تک ممتا نہ ہو نبی کو نبوت نہیں ملتی اسی لئے آخری نبی کو بیٹی دی کہ ممتا ساری یہاں آ گئی۔ (نعرۂ حیدری......یا علیؑ) یہ تو نبی ہے نبوت پا رہا ہے۔ محمود غزنوی بادشاہ نہیں ہے۔ شکار کھیلنے گیا عادی تھا شکار کا ایک جگہ ہرنی کے بچے نظر آئے اس نے بچوں کو اٹھایا دو بچے تھے چھوٹے چھوٹے ہرنی کے یعنی پیروں سے چل نہیں رہے ایک گھوڑے پر بیٹھ گیا دونوں بچے گھوڑے پر رکھ لیے چلا اب جو مڑ کر دیکھا ہرنی گھوڑے کے پیچھے پیچھے آ رہی ہے اب یہ گھوڑے کو بڑھا تا جاتا ہے ہرنی اُتنی ہی تیز دوڑتی جاتی ہے آواز دیتی جاتی ہے جب اِدھر سے آواز دیتی تو بچے ماں کا جواب دیتے اپنی چھوٹی سی آواز سے ماں کی آواز پہچان کر جواب دیتے کافی دیر تک اُس نے یہ منظر دیکھا اُس کے بعد گھوڑے کو روکا اترا جب ہرنی قریب آ گئی بچے چھوڑ دیئے بچے دوڑ کر ماں کا دودھ پینے لگے مسکرایا محمود غزنوی گھوڑا لے کر واپس آ گیا ہرنی کو اور بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں گھر واپس آ گیا، رات کو سویا تو خواب دیکھا کسی غیبی آواز نے کہا ہم تمہیں سلطنت عطا کریں گے اسی کے بعد اُس کو سلطنت ملی جہاں ممتا نہ ہو وہاں نہ حکومت آتی ہے، نہ نبوت آتی ہے، نہ رسالت آتی ہے، نہ امامت زبردستی لے لینا اور ہے بھئی جملہ سنئے۔ جو زبردستی حکومت لیتا ہے وہاں ممتا نہیں ہوتی۔ اِسی ممتا کو پکارا تھا فاطمہؑ نے اُس وقت جب دشمنوں کی آواز آئی گھر جلا دیں گے فاطمہؑ نے کہا اُس گھر کو جلا دو گے جس میں حسنؑ اور حسینؑ ہیں جواب ملا ہاں اُسی گھر کو جلا دیں گے زہراؑ نے سوال کیا تھا اُس گھر کو جس میں حسنؑ اور حسینؑ ہیں تاریخ میں لکھوایا ممتا نہیں ہے ظالم ہیں۔ حکومت کا حقدار نہیں ہے۔ (نعرۂ حیدری یا علیؑ) پوچھو جس کے دل میں حسنؑ اور حسینؑ کی محبت ہے وہ بتائے گا کیوں ہے

محبت اس لیئے محبت ہے کسی ماں کے دو لال ہیں یہ ممتا کھینچ کے لاتی ہے نبی کی محبت کا منظر دیکھا ہے کہ بچوں کو کتنا چاہتے تھے جہاں انسانیت نہیں۔ وہاں مودّت نہیں جہاں مودّت نہیں وہ حیوان بھی نہیں اس لئے کہ حیوان کے دل میں بھی اللہ نے اس گھر کی محبت ڈال دی۔

توجہ کیجئے گا پتہ ہے کہ موسیٰ کون ہیں ایسا نبی اور اُس سے یہ کہا جائے کہ اب تمہاری قوم چین سے ہے آجاؤ کوہِ طور پر اب ہم تمہیں توریت دیں گے ہم تم سے کچھ باتیں کریں گے کہا ہارونؑ یعنی بھائی سے کہا تم میرے جانشین میرے وصی میں تمہیں اپنی جگہ مقرر کرکے جاتا ہوں اب تم جانو اور یہ قوم جانے میں آجاؤں گا تیس دن کے بعد تیس راتوں کے بعد موسیٰ جب کوہِ طور پر گئے تیس دن گزر گئے اللہ نے قوم کی آزمائش کیلیے دس روز اور بڑھا دیئے تیس کو چالیس کردیا یعنی چلہ اب طے ہوا جہاں چلہ اللہ کا کھنچ جائے وہاں قوم کی آزمائش ہوتی ہے لوگ کہتے ہیں مہدیؑ کب آرہے ہیں اس لیئے بڑھتا جارہا ہے وقت ظہور کا کہ قوم کی آزمائش ہوجائے۔ انسان بھی ہو، مسلمان، مسلمان مسلمان، انسان بھی ہو آزمائش ہورہی کہ انسان بنے ہو کہ نہیں ہم چاہتے ہیں پہلے انسان بنو جب تک انسان نہیں بنو گئے مسلمان کیسے بنو گے اور جب تک مسلمان نہیں بنو گے صاحبِ ایمان کیسے بنو گے جب صاحبِ ایمان نہیں بنو گے بہت دور ہے کُلِ ایمان کی منزل بیچ میں سلمانؑ بھی تو آرہے ہیں تو نہ جاؤ کُل ایمان تک سلمانؑ ہی بن کے دکھا دو۔ سلمانؑ ہی بن کے دکھا دو تو اب چالیس راتیں گذر گئیں، حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کہا اب تو نہیں آئیں گے جملے میں بار بار جزیات آرہی ہے میں نکلتے نہیں دوں گا ورنہ تقریر لمبی ہوجائے گی جملوں سے آپ خود سمجھ لیجئے گا میں کیا کہنا چاہتا ہوں اب

نہیں آئیں گے دیر نہ لگایئے...... کہیں مر گئے کہیں کھپ گئے اب نہیں آئیں گے موسیٰ مر گئے اب نہیں آئیں گے کس سے کہا گیا تائب سے اب نہیں آئیں گے ہارونؑ نے کہا نہیں آئیں گے انتظار کرو وہ آئیں گے کہا نہیں اب ہمیں ہادی کی ضرورت ہے ہادی تو چھوڑ کے گئے ہیں ہادی تو چھوڑ کے گئے ہیں۔ کہا وہ آئیں گے کہا نہیں ہمیں ہادی چاہیئے جب آ رہے تھے موسیٰؑ اور نیل ندی کو پار کر رہے تھے اور بنی اسرائیل کا قافلہ چل رہا تھا تو سب سے پیچھے جبریل امین کاروان کی نگرانی کرتے ہوئے چل رہے تھے لیکن ایک جوان کی شکل میں آئے تھے اور گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے اور اتنے خوبصورت جوان کہ لوگ مڑ مڑ کے دیکھ رہے تھے سامری سب سے آخر میں پیچھے پیچھے آ رہا تھا، سامری جادوگر کو کہتے ہیں سامری سب سے آخر میں ندی سے پار ہوا نیل ندی سے اور وہ جبریلؑ سے بھی پیچھے تھا وہ بہت چالاک تھا پیچھے سے سب کی نگرانی کرر ہا تھا دیکھئے جو منافق ہوتا ہے وہ قافلے کے پیچھے رہ جاتا ہے نہیں سمجھے آپ۔ ہائے ہائے پھر مجھے جزیات میں بات کرنا پڑے گی غدیرِ خم میں رسولؐ اللہ نے کہا جو پیچھے رہ گئے ہیں اُن کا انتظار کرو کہ آ جائیں اگر وہ نہ آئے تو بڑی منافقت ہے مگر پیچھے رہنے والوں نے طے کرلیا تھا کہ پیچھے رہیں گے تو اب کاہے کا جھگڑا ہے جو آگے نکل گئے نکل گئے جو پیچھے رہے گئے وہ شمار کر کے دیکھ لو کہ کہاں علیؑ پہلے وہ دیکھئے کون پیچھے رہ گیا کون آگے نکل گیا سامری سب سے پیچھے اُس نے دیکھا کہ جوان جو گھوڑے پر بیٹھا ہے جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا ہے تو زمین سے جب ٹکراتا ہے سم تو اُس میں سے ایک نور نکلتا ہے ایک نور نکلتا ہے یہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی خاص جوان ہے اس لیئے کہ اس کے گھوڑے کے سُموں سے نور نکل رہا ہے جب زمین سے ٹکراتا ہے اس

کے بغل میں ایک تھیلی لٹکی رہتی تھی زنبیل کی طرح، جیسے جیسے گھوڑا آگے بڑھتا گیا سموں کی مٹی اٹھا کے تھیلی میں رکھتا گیا کہ یہ کہیں کام آئے گی کوئی خاص بات ہے اس مٹی میں یہ نور ٹکرا رہا ہے ہائے ہائے جادو گر سمجھ جاتے ہیں کہ نور اگر مٹی سے ٹکرائے تو مٹی کارآمد ہو جاتی ہے۔ مسلمان کے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کربلا کی مٹی میں نور ہے۔(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)وہ بھی ایک گھوڑے کے سم ایک جانور ایک حیوان اُس کے پیروں سے نور نکل رہا ہے وہ نہیں دیکھ رہا کہ یہ ایک حیوان ہے وہ یہ دیکھ رہا ہے حیوان پہ انسان سوار ہے۔ حیوان میں اثر انسان سے آیا ہے یعنی انسان کی برکت سے حیوان بھی برکتی ہو جاتا ہے اس لیئے کہ منسوب کس سے ہے۔ سامری سمجھ رہا تھا دماغ بڑا تیز تھا اُس کا چالیس دن موسیٰؑ کو گزر گئے وہ آئے نہیں ایک دن سامری نے پوری قوم میں اعلان کیا کہا دیکھو جو فرعون کے مال سے تم نے لوٹا ہے سونا اور چاندی وہ سب لے آؤ تا کہ ہم تمہارے لیئے ایک ہادی بنا دیں نہیں سمجھے آپ مسئلہ قوموں کا یہی ہے کہ روحانی ہادی آئے تو سمجھ میں نہیں آتا جب تک دولت کا ڈھیر نہ ہو تو ہادی کو ہادی نہیں مانتے جن جن حکومتوں نے اعلان کیا ہمارے پاس مال ہے اُس ہی کے پیچھے چلے۔ آلِ محمدؐ نے کہا یہاں مال نہیں ہے سر کٹانا پڑے گا بھاگ گئے اُن کو سلام جواب تک بیٹھے ہیں کسی امام کے پاس سے اب تک دولت نہیں آئی سوچو تو کیا روحانیت کی طاقت ہے جو ہم نے مانی ہے نہیں مانتے ہم حکومت کی طاقت کو ہم روحانیت کو مانتے ہیں ہم اُسی کو ہادی مانتے ہیں جس کے پاس معجزہ ہو مادی انسانوں کو نہیں مانتے لیکن جب سونا چاندی آیا تو اُس کو آگ پر جلا کر سامری نے ایک گائے کا بچھڑا بنایا گائے کا بچھڑا تیار کیا اور اُس کے پیٹ میں ایک کل یعنی مشین بنائی کہ ہوا کے دباؤ

سے اُس کی دم سے جب ہوا داخل ہوتی تو اُس کا منہ کھلتا اور اُس سے آواز نکلتی یہ
اُس نے پہلے تیاری کر لی تھی اور بچھڑے کے بیچ میں لگا دی تھی، اُس کو نقشہ پورا یاد
ہے پرانی کتابوں کا کہ اللہ نے کہا کہ جب میں روح پھونکوں تو سب سجدے میں
گرنا گویا سامری خدا بنا دیکھئے ٹکرایا تھا اللہ سے موسیٰ سے نہیں ٹکرایا، ہادی تو
سامری دے رہا ہے سامری خود ہادی نہیں بن رہا ہے تو وہ کیا بن رہا ہے اللہ نے
ہادی بنایا آدمؑ کو تو سامری خالق بنا کہ ہادی تخلیق ہم نے کیا ہے، ہم ہادی نہیں ہیں
ہم نے ہادی تخلیق کیا ہے جیسے ہی اس میں روح پھنکے یعنی جب یہ بولے تو سب
سجدے میں گر جانا موسیٰؑ کی قوم کے ستر ہزار افراد گائے کے بچھڑے کے بولنے
پر سجدے میں گر گئے سامری کھڑا مسکرا رہا تھا بچھڑا ہادی تھا یہ بچھڑا بنانے والا تھا،
امام نے فرمایا کہ ایک تمہاری قوم میں گیوسالہ ہے اور ایک سامری ہے جس نے
ہادی بنایا وہ سامری تھا وہ اللہ بنا ہوا تھا کون پہنچا کون نہیں پہنچا مجھے نہیں معلوم۔
بعد نبی جھگڑا یہ تھا ایک بچھڑا بنا ایک سامری بنا تو سامری زیادہ چالاک ہے بچھڑا
چالاک نہیں ہے (نعرۂ حیدری.... یاعلیؑ) حیوان سمجھ میں آیا ہے اور انسان بھی سمجھ
میں آرہا ہے نا انسان حیوان کا سہارا لے رہا ہے ہارونؑ نے کہا یہ کیا کیا تم نے کیا
کیا بُت پرستی شروع کردی بہت سمجھایا کہا ہارونؑ جاؤ بیٹھو ہارونؑ خاموش ہو کے
گھر بیٹھ گئے گوشہ نشین ہو گئے۔ اب بھی نہیں سمجھے آپ کیا فرمایا جنگ تبوک میں یا
علیؑ میں موسیٰؑ ہوں علی تم ہارونؑ ہو جب ایسا موقع آئے گھر میں بیٹھ جانا میں موسیٰؑ
ہوں تم ہارونؑ ہو موسیٰؑ گیا ہارونؑ گھر میں بیٹھا اب ذرا سوچئے ہارون اگر تلوار نکال
لیتے اور سب کو مار دیتے جواب یہی ہارونؑ نے دیا جب موسیٰؑ واپس آئے تو
توریت کی لوحیں ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئیں ہم تو توریت لینے گئے تھے یہ سب بُت

پرست ہوگئے یہ گائے کا بچھڑا پوجنے لگے ہارونؑ یہ ہوا کیا ہارونؑ نے کہا کیا کرتا یا موسیٰؑ اگر میں تلوار نکالتا تو یہ دو ٹکڑوں میں بٹ جاتے یہ کئی فرقوں میں بٹ جاتے یہ آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے میں نے تلوار نہیں نکالی کہ جس حالت میں بھی ہیں رہیں تا کہ آپ کے آخری ہادی خود انھیں واپس لائیں علیؑ نے تلوار نہیں نکالی کہ بٹ جائیں گے کہ جب مہدیؑ آئیں گے تو فیصلہ ہو جائے گا اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے علیؑ نے نہیں کیا اگر کرنا ہوتا تو پچیس برس میں ارے اسلام کیا انسانوں کے ٹکڑے کر دیتے ایک جگہ رہو۔ رہو ایک جگہ رہو ایک سوچ، ایک فکر، ایک دین ایک مذہب، حکم ہوا اللہ کا موسیٰؑ کو کہ سامری کو بلاؤ اب سزا کیا ہے توجہ کیجئے گا سامری کی سزا کیا گردن اڑا دی جائے قرآن میں تو نہیں تھا کہ بچھڑا بنایا جائے بچھڑا تو بنا بچھڑا بنا سامری نازاں ہے ہم نے بچھڑا بنایا، بچھڑا نہیں بولتا تھا پیچھے سامری بولتا تھا اب بھی نہیں سمجھے آپ، زہراؑ دربار میں آئیں کہ فدک ہمارا ہے، بچھڑے نے کہا دے دیا سامری نے کہا کیوں دیا؟ کچھ سمجھے آپ بچھڑا نہیں بولے گا سامری بلوائے گا کہا سامری کی سزا کیا ہے گردن اڑا دی جائے نہیں موسیٰؑ نے بلایا سامری کو کہا سن سزا میں دیتا ہوں سزا یہ ہے جو تیرے پاس سے نکلے گا تیری نسل کے پاس سے نکلے گا کہے گا نجس ہے اسے دور ہٹاؤ جب یہ سزا سنی تو بھاگ کر ہندوستان آیا اور یہاں گائے کی پوجا ایجاد کی لیکن سویپر (Sweeper) اس کی اولاد بنے سارے برہمن کہتے تھے اب بھنگی نہیں آسکتے مندر میں سامری کی اولاد میں پورے ہندوستان و پاکستان کے نیچ قوم کے لوگ ہیں۔ آئیں کہاں سے قومیں یہ کہاں سے آئیں قومیں یہ انبیاء کی اولاد نہیں ہیں یہ قومیں دور ہٹاتے ہیں اب نجس ہے نجس ہے نجس ہے۔ سامری کو سزا یہ ملی کہ یہ نجس ہے گردن اڑا

دیتے تو یہ سزا قیامت تک نہ جاتی سزا کو دور تک جاتا تھا سزا کو دور تک جانا
ہے "اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ" ہم ذلالت میں اُسے پلٹا دیتے ہیں "ثُمَّ رَدَدْنٰهُ" ہم نے
تو اچھا خلق کیا تھا لیکن تو ذلالت کے راستے پر چلا ہم نے اُسی راستے پر ڈال دیا
تا کہ تو جہنم میں جائے "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" جو صاحبانِ
ایمان ہیں جو عملِ صالح کرتے ہیں۔ایک سامری ہے ایک موسیٰؑ ہے ایک ہارونؑ
ہے، سامری کو سزا ملی اور اس کے بعد اللہ نے موسیٰؑ سے کہا اس بچھڑے کو جلاؤ
آگ میں جلا کر اس کی راکھ پانی میں بہا دو اور جہاں بہانا وہیں کا پانی قوم کو پلا دو
توجہ کیجئے گا اُس کے بعد حکم ملا سزا دو اس قوم کو کیا ہے سزا، کہا جب رات آئے تو
ہاتھ میں تلوار لے کر ایک دوسرے کو قتل کریں سب ایک دوسرے کو قتل کریں
کہا ہمارے عزیز رشتے دار کہا اب سزا یہی ہے تلواریں چلیں آپس میں حکم الٰہی تھا
اس سے بڑی سزا نہیں ہے بُت پرستی کی نہیں سمجھے آپ گیوسالہ بنایا تم نے اب
آپس میں تلواریں چل رہی ہیں ایک دوسرے کو مسلمان کاٹے دے رہا ہے کہاں
گئے انسان ایک حیوان کی خاطر انسان تلواریں چلائے ایک مجسمے کے لئے علیؑ نے
کہا کہ نہیں گیوسالہ نہیں بننے دیں گے ہم گیوسالہ کو جلا دیں گے ہم گیوسالہ کو جلا
دیں گے اب جو تقریریں آئیں گی تو میں بتاؤں گا کہ علیؑ نے اونٹ کو جلوایا اُس کی
راکھ ہوا میں اڑا دی گئی اگر ایسا نہ کریں تو دوسرا گیوسالہ بن جائے ایک اور سامری
ہے بصرے میں حسن بصری "نہج البلاغہ" میں یہ علیؑ نے کہا اس قوم کا سامری ہے
یہ امامت کی ٹکر پہ تحریک چلانا چاہتا ہے یہ چاہتا ہے کہ اُس کو سجدہ ہو جائے پورا
خطبہ علیؑ کا موجود ہے کہاں کہاں علیؑ نے بتایا بت پرستی سے بچنا اتنی بُت پرستیوں
سے بچے ہیں تو یہاں تک آئے ہیں جس نے اتنا پرہیز بت پرستیوں سے کیا ہو اُس

کے لکڑی کے تابوت کو تم بت سمجھ رہے ہو بت پتھر کا ہوتا ہے لکڑی کا نہیں ہوتا کپڑے کا نہیں ہوتا ہم نے کبھی پتھر کو نہیں پوجا یہ دوسری بات ہے کہ خانۂ کعبہ میں دو دو پتھر رکھے ہوئے ہیں مقامِ ابراہیمؑ بھی حجرِ اسود بھی مسلمانوں کو چومنا پڑتا ہے۔ سارے پتھروں کو ہٹایا تو دو پتھر رکھے ہوئے ہیں یہ پتھر اور ہیں انھیں چومو تا کہ شعائر اللہ سمجھ میں آئے شعائر اللہ سمجھ میں آئے دین میں جانور رکھ دیئے ہاں گائے کی قربانی تمہیں دینی ہے کیوں گائے کی قربانی رکھی گئی سورے کا نام بقرہ رکھا گیا کہ گائے کی قربانی دینی ہے اس لیئے کہ گائے کے بچے کو پوجا تھا یہیں سے گائے کی پوجا شروع ہوئی ہندوستان میں گئو ماتا بنی سامری کے کہنے سے مصر یونان ہندوستان دنیا کے ہر ملک حد یہ نینوا سندھ میں مون جوداڑو ہڑپہ کی کھدائی میں بیل اور گائے کے مجسمے نکلے کہ جنھیں پوجا جاتا تھا دینا کی ہر قوم گائے اور بچھڑے کو پوجنے لگی تھی بہت مشکل تھا دس ہزار پانچ ہزار برس سے جو عقیدہ مذہب ہو اُس کو ذہن سے کھرچنا بہت مشکل ہے اس لیئے قرآن میں پہلا بڑا سورۂ بقرہ رکھا گیا کہ آخری پیغمبرؐ ہم آئے ہیں گائے کی پوجا چھڑانے اور ابتدا موسیٰؑ نے کی دیکھیے جیسے ہی بچھڑے کو جلوایا فوراً وحی آئی عجیب وحی آئی عجیب مسئلہ آیا اس لیئے اُس سورے کا نام سورۂ بقرہ رکھا اور وحی کیا آئی یہ ہوا کہ ایک عورت بہت حسین و جمیل بنی اسرائیل میں تھی اُس کے چچا کے دو بیٹے تھے ایک بیٹے نے پیغام دیا اُس نے قبول نہیں کیا اس لئے کہ وہ فاسق تھا دوسرے نے پیغام دیا وہ متقی تھا عورت نے قبول کرلیا شادی ہوگئی ایک رات دوسرے چچا کے بیٹے نے اُسے قتل کر دیا قتل کر کے لاش کو ایک ایسے قبیلے میں پھینک دیا تا کہ وہ قبیلے والے شور مچائیں کہ اُس کا اپنا قبیلہ تھا اور صبح کو روتا ہوا لاش پر بیٹھ گیا کہا میں وارث ہوں

یہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور اس کا خون بہا چاہیے الزام جب قبیلے پر آنے لگا تو قبیلے والے موسیٰ کے سامنے نکل کر آئے موسیٰ نے کہا تم سب اس کی دیت دو تم سب رقم لاؤ قبیلے والے کہنے لگے خوامخواہ ہم قاتل نہیں ہیں تو کیوں دیں تو وحی آئی اللہ نے کہا کہ تم قاتل کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو ایسا کرو کہ ایک گائے قربان کرو دیکھئے گائے کی قربانی سے ڈرنے لگے بچھڑا آگ میں جلا دیا گیا تھا لیکن دلوں میں بچھڑا تھا گائے بھی دلوں میں تھی ان لوگوں کے تو اللہ نے بچھڑے کو نہیں کہا گائے کو بچھڑے کی اماں کو کٹوانا ہے ان کے ہاتھ سے ''بکرے کی میا (اماں) کب تک خیر منائے'' جب تک یہ حلال نہیں کریں گے دل سے محبت نہیں جائے گی اماں کو حلال کرو ماں کو حلال کرو بہت ماتا ماتا پکار رہے ہو اللہ کی محبت نہیں آتی کہاں اُس دل میں آئے گی جہاں بچھڑا اور بچھڑے کی اماں ہو دل میں اور اُسی کو خدا سمجھ رہے ہوں موسیٰ نے کہا اللہ کہہ رہا ہے گائے قربان کرو بنی اسرائیل نے کہا گائے کی قربانی سے قاتل کیسے پکڑا جائے گا موسیٰ نے کہا اللہ کہہ رہا ہے اب

بنی اسرائیل نے ایک بحث شروع کر دی کہ موسیٰ وہ گائے کیسی ہو اب وحی پہ وحی آنی شروع ہوئی جب نبی پریشان ہوتا تھا تو جبریل کو دم ہی نہیں ملتا تھا اللہ ایسی قوم سے بچائے جو روح الامین کو دوڑ لگوائے کتنا فرشتے کا احترام کرتے تھے واہ رے یہودی، کیسی ہو پھر وحی آئی ایسی ہو نہ زیادہ بوڑھی ہو نہ زیادہ کم سن ہو ذرا وحی کے مزاج کو سمجھ لیجئے جیسی قوم ویسی وحی۔ یہ نہیں کہا اللہ نے کہ خوش مزاج ہو جائیں گے تم ٹھٹا کرو گے دین سے اللہ کہتا ہے ہم تم سے زیادہ مکر جانتے ہیں۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (سورۂ آلِ عمران، آیت ۵۴)

"مکر اللّٰه الماکرین" مکر کرنے والوں کا سب سے بڑا مکر کرنے والا میں ہوں قوم مکر کرے گی تو تم ہماری مکر سے جیت سکتے ہو قرآن میں کہا اللہ نے تم ہم سے مکر کرو گے ہم سے مالک کائنات سے خالق سے مکاری کرو گے کیسی گائے ہو کہا ایسی ہو نہ زیادہ بوڑھی ہو نہ زیادہ کم سن درمیانی عمر مگر گابھن نہ ہو، صاحب عصمت ہو شہر یار سمجھ گئے صاحب عصمت ماشاء اللہ مجلسیں دل لگا کر سنتے ہیں اب جو دل لگا کر مجلس نہ سنیں وہ جملے کیا سنیں گے جس میں سننے کا فن زیادہ اہم ہوتا ہے مجلس پڑھنے سے زیادہ اگر لگا تار ذہن ہے کہاں ہے......تو پھر کیسے رنگ کی ہو پھر پھر جبریل آئے کہا ایسی ہو بدرنگ نہ ہو، پانی جیسا رنگ نہ ہو دور سے چمکتی ہو زیادہ گہرا زرد نہ ہو درمیانی زرد ہو کہ دور سے خوش نما لگے پانچ بار وحی آئی ہے کہ گائے کیسی ہو، ذہن ہی ہٹا دیا اب جب طے ہو گیا کہ کیسی ہو تو کہا جاؤ، ڈھونڈو اب سب نکلے ڈھونڈنے کیلئے مسئلہ کیا تھا سب پہ الزام آ رہا تھا یہ بھی قاتل، یہ بھی قاتل، یہ بھی قاتل قتل سے بچنا تھا گائے تو ڈھونڈنا تھی تا کہ اصل قاتل پکڑا جائے دیکھئے اللہ نے کیا طریقہ اختیار کیا ڈھونڈنے نکلے ایک جگہ پتہ چلا ایسی گائے ہے خوش نما خوبصورت زرد رنگ کی نہ زیادہ بوڑھی نہ زیادہ کم سن اتفاق سے اُس گھر میں جو ماں اور باپ رہتے تھے اُن کا ایک ہی بیٹا تھا وہ بیٹا بائیس برس کا تھا اور اُس کا ہر وقت ایک ہی کام تھا۔ "اللّٰھم صَلی علیٰ محمدٍ و آلِ محمدؐ" تسبیح پڑھتا رہتا تھا ہر وقت درود محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اس لیئے کہ موسیٰؑ کی توریت میں یہ بات نازل ہو چکی تھی کہ بنی اسرائیل تمہیں محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی محبت اختیار کرنا پڑے گی اور وہ نبی جو آنے والا ہے احمدؐ اُس کی اولاد اور اُس کے وصی علیؑ کی ولایت پہ تمھیں یقین رکھنا پڑے گا۔ موسیٰؑ کی قوم میں بھی دو فرقے ہو گئے تھے۔ ایک نے

ولایتِ علیؑ کو مان لیا تھا ایک فرقہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے جنھیں دیکھا نہیں اُن پہ یقین کیسے کریں یعنی اُس قوم کو بھی انتظار کرنا تھا ہم بھی انتظار کر رہے ہیں، موسیٰ کی قوم کو آج تک انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔ان کا انتظار اور بڑھ گیا، پہلے محمدؐ کا انتظار کیا جب وہ آ گئے تو گیارہ محمدؐ اور آئے اب بارہویں محمدؐ کا انتظار اُنھیں کرنا پڑ رہا ہے۔ ہم تو اُس کے بعد کے ہیں وہ پہلے کے ہیں۔ وہ موسیٰ کے دور میں درود کی تسبیح پڑھتا تھا اور ولایتِ علیؑ پہ یقین رکھتا تھا، دیکھئے جو ولایتِ علیؑ اور معصومؑین کی محبت میں ڈوبا ہوتا ہے وہ باپ اور ماں کا بھی بڑا احترام کرتا ہے۔ایک مالدار پارٹی آئی تو ستر ہزار کا سودا تھا لیکن سودا جہاں رکھا تھا وہاں تالا تھا اور تالے کی کنجی باپ کے تکیہ کے نیچے تھی۔ جب یہ کنجی لینے گیا تو سوچنے لگا اگر میں نے کنجی نکالی تو باپ کی نیند خراب ہو جائے گی، ستر ہزار کے سودے کی قربانی دے دی صرف اِس لیئے کہ باپ کی نیند خراب نہ ہو۔ جب باپ اٹھا تو معلوم ہوا ایسا تھا تو کہنے لگا میرا بیٹا تو بہت فرمانبردار ہے اور اور جو گائے اُس نے پالی تھی وہ بیٹے کو دے دی کہ وہ باپ کا بڑا احترام کرتا تھا۔اب آپ کسی بھی عالم سے پوچھیں گے کہ دولت مند کیسے بنا جاتا ہے کوئی عمل بتایئے تو وہ یہی کہے گا درود کی تسبیح پڑھا کرو جو درود کی تسبیح زیادہ پڑھتا ہے اُس کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، یہ بات انبیاء کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔وہ تسبیح کا عادی تھا اور اُسے ولایتِ علیؑ پر یقین تھا، باپ کا فرمانبردار تھا۔وہ گائے اُسے مل گئی اور بنی اسرائیل کو پتہ چلا کہ گائے یہاں ہے تو وہ آئے اور کہا گائے بیچو، اِس نے کہا کتنے کی لوگے کہا پچاس دینار کی، کہا ہم اپنی ماں سے پوچھ لیں، ماں نے کہا جاؤ اُن سے کہو سو دینار اُنھوں نے کہا سو تو نہیں پچاس دیں گے، ماں نے کہا اور بڑھا دو قیمت بڑھتی گئی یہاں تک حضرت

موسیٰ آ گئے کہا بحث نہ کرو جب تک گائے لو گے نہیں قاتل پکڑا نہیں جائے گا، جو قیمت مانگی جارہی ہے دے دو۔ موسیٰ اُس وقت پہنچے جب آخری قیمت تھی موسیٰ کو دیکھ کر اُس نے قیمت بڑھادی کہ گاہک تو بڑا آ گیا، نبوت گائے خریدنے آئی ہے، موسیٰ نے پوچھا کیا قیمت چاہیئے کہا جب یہ گائے حلال ہوجائے تو جب تک اِس کی کھال سونے سے بھر نہ جائے پچاس لاکھ دینار کا سونا کھال میں آیا، خدا نے بنی اسرائیل کے احمقوں کے ہاتھ سے ایک گائے کی قیمت اتنی دلائی کہ اس شہر کے بنی اسرائیل سب کے سب محتاج و مفلس ہو گئے کیوں کہ انھیں اس گائے کی قیمت یہ دینی پڑی کہ گائے کی کھال میں جتنا سونا آئے اللہ نے کھال کی وسعت بڑھادی، فرعون کا لوٹا ہوا سونا، جس کا بچھڑا بنا تھا، اُس کا غلط استعمال ہونے والا تھا، اللہ نے بتایا جو درود کی تسبیح پڑھتا ہے اُس کو ہم ایسی جگہ سے دولت دیتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلتا، یہ صحیح اِستعمال کرے گا راہِ علیؑ میں، قرآن ہے سورۂ بقرہ، اب سمجھ میں آیا سورے کا نام گائے کیوں ہے، گائے کے پیچھے ولایتِ علیؑ کا راز ہے، سورۂ بقرہ ولایتِ علیؑ کی مدح ہے کچھ سمجھ گئے آپ اس لیئے کہتے ہیں قرآن مدّحِ علیؑ سے شروع ہوا اور مدحِ علیؑ پہ ختم ہوا بظاہر انبیاء کے قصے ہیں باطن میں علیؑ ہیں۔ اس لیئے اللہ کہہ رہا ہے یہ قرآن ہم نے اہلِ بیتؑ کی مدّح میں نازل کیا کچھ قصیدے بظاہر نظر آتے ہیں کچھ پس منظر میں مدّح ہے بس تقریر ختم ہوئی آج کا موضوع گائے تھا ایک حیوان کو چنا ایسا حیوان کہ اگر کوئی سیدھا سادھا نظر آیا ہائے یہ تو اللہ کی گائے ہے اللہ کی بھی گائے دیکھ لی اتنے شریف ہیں کہ اللہ میاں کی گائے ہیں یہ۔ یہ اللہ میاں کی گائے کہاں رہتی ہے کسی نے اللہ میاں کی گائے دیکھی ہے۔ اللہ میاں کی گائے پہ یقین ہے امام حسینؑ کے گھوڑے پر یقین نہیں

ہے کہاں یہ اللہ میاں کی گائے کہاں ہے ارے صاحب وہ پانی ہے اُس پہ مچھلی ہے مچھلی پہ گائے ہے گائے کی سینگ پہ دنیا کا گولا ہے وہاں رہتی ہے اللہ میاں کی گائے اور اتنی سیدھی ہے بچاری کہ برسہا برس ہو گئے سینگ پہ دنیا کا گولا اٹھائے ہوئے دنیا کا گولا تھوڑی اٹھائے ہوئے ہے ہم گناہ گاروں کا وزن اٹھائے ہوئے ہے اللہ میاں کی گائے اتنی سیدھی ہے اب سمجھے اللہ میاں کی گائے کیوں سیدھی ہے بس کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے جب اُس کا ایک سینگ تھکنے لگتا ہے تو وہ سینگ بدلنا چاہتی ہے تو زلزلہ آ جاتا ہے۔ تو زلزلہ روکنے والا بھی تو کوئی ہو کوئی زمین کا باپ تو ہو جو ہاتھ مار کے کہے رُک جا علیؑ کہہ رہا ہے رُک جا۔ جب زلزلہ آیا لوگوں نے علیؑ سے کہا زلزلہ روکیے، نہیں سمجھے آپ علی کا بیٹا نہ ہو تو زلزلے کیسے رُک جائیں۔ جہاں ہاتھ مارا علیؑ کے بیٹے نے زلزلہ رُک گیا اور جہاں چاہا کہ زلزلہ آ جائے زلزلے آتے ہی اس لیئے ہیں کہ جب حرکتیں قوموں کی خراب ہو جاتی ہیں کچھ بچے ہوئے ہیں کچھ تباہ لیکن آخری زلزلے سے کوئی نہیں بچے گا اور چاہے وہ اللہ میاں کی گائے یہ زلزلے لاتی ہو یا جو کچھ بھی کہانی صحیح ہو لیکن کہانی اچھی ہے محاورہ بھی اچھا ہے۔ سیدھی سادی گائے اس لیئے ہندو اُسے ماں کہتے ہیں پاکستان بنا ہی اِسی مسئلے پر کہ مسلمانوں کو ہندو گائے نہیں کاٹنے دیتے تھے تو ہمیں ایک ملک چاہیئے تھا جہاں ہم خوب گوشت کھائیں خوب گائے کاٹیں ارے آپ ہسٹری تو پڑھیئے مسلم لیگ کی تو پتہ چلے کہ گائے کٹنے پر کتنی آفتیں ہوئی ہیں۔ کتنا قتل و غارت ہوا ہے چھپا چھپا کے کاٹیں دہلی میں کٹ رہی ہے وہاں کٹ رہی ہے وہاں ہندوؤں نے حملہ کر دیا وہاں حملہ کر دیا پرانے ۴۷ء کے لوگ ہوں گے انھیں معلوم ہو گا کہ کتنے ہنگامے گائے کٹنے پر ہوئے ایک مسئلہ ہے گائے تب ہی

تو سورۂ بقرہ رکھا لیکن ایک صاحب کو نہ یاد ہونا تھا نہ یاد ہوا یہ گائے والا سورہ پورا نہ یاد ہوا کوشش کی گئی کہ یاد ہو جائے یہ گائے والا سورہ بھی کسی کے گلے میں اٹک گیا اٹکا ہوا سورہ آج میں گلے سے نکال کر لایا ہوں اس لیئے نہ یاد ہوا کہ سورۂ بقرہ کے باطن میں ولایتِ علیؑ تھی ہر ایک کے حلق سے یہ جام نہیں اترتا گائے کٹی موسیٰؑ نے کہا ایک ٹکڑا کاٹو اس گائے کا اور یہ لاش جو پڑی ہے اس پہ مارو یہ خود بول کے بتائے گا میرا قاتل کون ہے تو گوشت کا ٹکڑا کاٹ کے مارا گیا نہیں بولا وہ پھر وحی آئی موسیٰؑ نے کہا یا اللہ یہ تو نہیں بولا کہا بولے گا کیسے وہ کھال لئے کھڑا ہے پہلے قیمت بھر دو تب معجزہ ہو گا منت میں تو یہی ہوتا ہے منت مانی کہ سونے کا پنجہ چڑھائیں گے جب منت پوری ہو گئی چاندی کا چڑھا دو اب سونے کا طوق مانا چاندی کا چڑھا دو وہ طوق ہی اٹک گیا عورت اٹکی ہوئی ہے روضے پہ اب خدام دیکھ رہے ہیں بھئی یہ اٹک کیوں گیا اس کا طوق کیوں اٹک گیا کہا سونے کا مانا تھا چڑھایا چاندی کا نیت نہ خراب ہو تو منت اچھی آتی ہے خدا کسی مومن کی نیت نہ خراب کرے ایمان اپنی جگہ نیت اپنی جگہ نیت صحیح ہو نیت نہ خراب ہو جائے قوم کی۔ کہا پہلے سونا بھر دو تب سونا لائے کھال میں سونا بھرا گیا پچاس لاکھ دینار کا سونا جب اُسے مل گیا وہ لے کے چلا کون محمدؐ و آلِ محمدؐ کا چاہنے والا وہ گوشت کا لوتھڑا جب اُس پہ مارا گیا تو وہ بولا اُس نے کہا یہ جو سوگوار بنا بیٹھا ہے یہی قاتل ہے اسی نے مجھے قتل کیا اُسے پکڑ لیا گیا اور یہ زندہ ہو گیا جب یہ زندہ ہوا تو اُس نے بتایا کہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پہ یقین رکھتا تھا اور ولایت علیؑ کا قائل تھا ولایتِ علیؑ کا جو قائل ہوتا ہے مر بھی جائے تو یوں زندہ ہو جاتا ہے اللہ نے کہا موسیٰؑ اس سے کہو دعا مانگے جو مانگے گا ہم دیں گے اُس نے کہا ہمیں عمر بڑی ملے اور زوجہ یہی رہے کہا ہم نے

ایک سوتیس سال تمہاری عمر بڑھادی جب تک زندہ رہا علیؑ علیؑ کرتا رہا۔ (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) اب پھر وحی ہوئی (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) حضرت موسیٰؑ پر پھر وحی ہوئی اب دیکھئے کیا وحی ہوئی تولّا ہو چکا نا تولّا ہو چکا تولّا کا ذکر ہو چکا اب جو وحی آئی وہ تبرّا کی کہا اے موسیٰؑ یہ جو قاتل تھا جب اس نے قتل کیا تھا قتل کرنے کے بعد بھی ولایتِ علیؑ کا اقرار کر لیتا اور درود پڑھ لیتا تو ہم اسے بچا لیتے جب گائے خریدی جا رہی تھی اگر اُس وقت بھی یہ ولایتِ علیؑ کا اقرار کر لیتا اُس وقت بھی بچا لیتے جب گوشت کا لوتھڑا مقتول پہ لگ رہا تھا اگر اُس وقت بھی دشمنِ علیؑ سے توبہ کر لیتا تو اُس وقت بھی بچا لیتا کہاں تک دشمنِ علیؑ کو اللہ بچانا چاہتا ہے۔ تو سمجھے کہاں تک بچانا چاہتا ہے ابھی کسی مجلس میں مَیں نے ذکر کیا پچھلی مجلس میں کہ سلمانؑ نے علیؑ سے کہا مولا دل خوش کرنے والی کوئی حدیث سنائیے کہا سلمانؓ تم نے دل خوش کر دیا جاؤ حضورؐ کے پاس جاؤ اور جا کے یہ کہو کہ ستر ہزار راز جو معراج میں آپ کو بتائے گئے اُس میں کا ایک راز بتا دیجئے سلمان نبیؐ کے پاس پہنچے کہا حضورؐ معراج کی رات جو آپ کو ستر ہزار راز بتائے گئے ہیں اُس میں کا ایک راز بتا دیجئے نبیؐ مسکرائے کہا علیؑ نے بھیجا ہے ارے یہ بھی راز کس کو معلوم تھا رازوں کا راز ہے۔ رازوں کا راز علیؑ ہے۔ تو ہم سلمانؓ تمہیں بتائیں گے اس لیئے کہ شہر کے دروازے نے بھیجا ہے دروازہ شہر کے پاس کسی کو بھیج کر سفارش کرے ہم بتائیں گے اب ذرا سوچئے گا ستر ہزار رازوں میں کا ایک راز جو ظاہر ہوگا تو وہ راز کتنا قیمتی ہوگا۔ میں جب تک سمجھاؤں گا نہیں بات آگے نہیں بڑھے گی۔ نبیؐ کے پاس ستر ہزار راز ہیں اِن میں جو سب سے اوپر نبیؐ کو پسند ہوگا وہی تو بتائیں گے انتخاب کریں گے تو جو نبیؐ کا انتخاب ہوگا ستر ہزار میں وہ کیا ہوگا کہ

سلمانؑ سنو راز ہے کسی کو نہ بتانا شبِ معراج اللہ نے مجھے بتایا کہ اگر کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی علیؑ کی محبت ہوگی تو ہم اُسے جہنم میں نہیں جانے دیں گے رائی کا دانہ سب سے چھوٹا ہے۔ (نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) خدا کیلئے رائی کو پہاڑ نہ بناؤ رائی کو پربت نہ بناؤ اس لیئے کہ جو پہاڑ پہ چڑھا وہ ڈوب کے رہتا ہے پہاڑ کسی کو نہیں بچاتا رائی کا دانہ بچالیتا ہے رائی کے دانے کے برابر اگر دل میں علیؑ کی محبت ہے تو جہنم میں نہیں جاؤ گے محبت کر کے تو دیکھو یہ معراج کا راز معراج کا راز تو یہ راز اللہ نے بتایا کہ یہ قاتل بھی اگر توبہ کر لیتا اور ولایتِ علیؑ کا اقرار کر لیتا تو ہم اسے بچالیتے موسیٰؑ کی قوم کو کیا سکھایا گیا ولایتِ علیؑ گائے کے ذریعے سے سکھائی گئی انسان اگر محبتِ علیؑ نہیں سمجھ رہے ہیں اور انسانِ کامل کی بات نہیں مان رہے ہیں تو جانوروں کے ذریعے سمجھایا گیا یہ ہے اس عشرے کا عنوان کوئی بدعت ودعت نہیں ہے جانور بدعت نہیں اگر بدعت ہے تو قرآن کی گائے بدعت ہے کہے مسلمان پھر بقر عید کو قربان نہ کریں ایک لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی گائے گائے پہ زیادہ زور ہے آجکل بکروں پر زیادہ زور نہیں ہے گائیں زیادہ آرہی ہیں جے پور سے ہندوستان سے سپلائی ہو رہی ہیں جو وہاں لڑ رہے تھے گائے کو حلال کرنے پہ اب بیچ رہے ہیں مسلمانوں کو لوٹ لو اماں کو کاٹ کاٹ ڈالو ارے کبھی کبھی قوم اماں سے گھبرا جاتی ہے جزاک اللہ خوب سنا کیا معرفت ہے۔ کیا محبت ہے کیا مودّت ہے میں اس کی کیا داد دوں میں آپ کی کیا داد دوں اور مجھے امید ہے کہ اس منزل تک آپ غور سے میری بات سنیں گے۔ دو مہمان ابراہیمؑ کے یہاں آگئے گھر میں گائے پلی تھی ابراہیمؑ کے اور اُس کا بچھڑا تھا مہمان نواز تھے سارہؑ نے کہا کہ بچھڑا حلال کر کے انھیں کھلا دو تفصیل پھر

بتائیں گے مہمان کون تھے کیا تھا مسئلہ ابراہیمؑ نے بچھڑے کو حلال کیا بچھڑے کو
حلال کر کے کھلا دیا لیکن اُسی رات سے تین دن لگاتار خواب دیکھا اپنے بیٹے کو
قربان کر دو یہ راز میں آپ کو بتا رہا ہوں علامہ مجلسی نے ''بحارالانوار'' میں لکھا
بعض چیزیں ذہن میں ہوتی ہیں موضوع میں آئیں تو آئیں کبھی کسی مسلمان نے
یہ سوچا کہ باپ سے یہ کہا جائے کہ بیٹے کو قربان کر دو یہ قربانی کیا تھی کہ خلیل ہیں
دوست ہیں اور اللہ کے لیئے بیٹے کو قربان کرو راز یہ تھا کہ وحی یہ ہوئی جب بچ گئے
اسمٰعیلؑ تو ابراہیمؑ نے پوچھا اللہ یہ حکم تو نے دیا کیوں تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح
کر دوں کہا ابراہیمؑ اس لیئے کہ تم نے جب بچھڑے کو حلال کیا تو اس کی ماں دیکھ
رہی تھی تم نے اُس کی ماں کے سامنے اُس کے بچے کو کاٹا ہم سے برداشت نہیں ہوا
تم ممتا کو نہیں سمجھے ابراہیمؑ اس لئے ہم چاہتے تھے کہ تم بیٹے کے ذریعے سمجھ جاؤ گے
بیٹے کی محبت کیا ہے ارے ابراہیمؑ کو بتایا گیا کہ بیٹے کی محبت کیا ہے اس لیئے حسینؑ
نے کہا تھا علی اکبرؑ جب تک سامنا رہے مڑ مڑ کر دیکھتے رہنا۔ دو جملے سمجھیں گے
آپ کہ بیٹوں سے باپ کو کیا محبت ہوتی ہے ہمارے چوتھے امام نے فرمایا کہ اتنی
محبت تھی میرے بابا کو اپنے بیٹے علی اکبرؑ سے کہ جس نیزے پر حسینؑ کا سر تھا جب
وہ چلتا آگے آگے تو جس نیزے پر علی اکبرؑ کا سر تھا جدھر علی اکبرؑ کا نیزہ ہوتا حسینؑ
اُدھر مڑ جاتے اگر علی اکبرؑ کا سر اِدھر آتا تو حسینؑ اِدھر مڑ جاتے ہر وقت نظر علی اکبرؑ
کے سر پہ رہتی تھی۔ دو جملے بس مجلس ختم ہوگئی اس سے بڑے مصائب نہیں ہو سکتے
ایک دن قافلہ دیر راہب کے پاس ٹھہرا اطلاع ملی کہ حلب کے لوگ آرہے ہیں
اور انھوں نے طے کیا کہ تلواریں چلا کر سر چھین لائیں سروں کو چھین لے جائیں
گے اور یزید کے دربار میں ہمیں سر پیش کر کے انعام لینا ہے تو کہا ایسا کر عمر سعد

نے کہا کہ صندوقوں میں سروں کو رکھ کے تالے لگادواور راہب سے کہو کہ ان صندوقوں کو چھپالے ہم اس کی اُجرت دیں گے صبح ہم یہ صندوق لے لیں گے جب صندوق واپس ملے تو وہ صندوق جس میں حسینؑ کا سر بند کیا گیا تھا کھولا گیا تو صندوق میں سر نہیں تھا ایک بار شمر تازیانہ لے کر سیدِ سجادؑ کی طرف بڑھا کہ تم بنی ہاشم جادو کرتے ہو کہ تمہارے باپ حسینؑ کا سر ہم نے اپنے ہاتھ سے صندوق میں رکھا تھا سرِ حسینؑ کہاں گیا؟ اور ایک تازیانہ اٹھایا تو سیّدِ سجادؑ نے تڑپ کر کہا ارے کیا کرتا ہے جس صندوق میں میرے بھائی علی اکبرؑ کا سر ہے اُس کو کھول کے دیکھ، اب جو وہ صندوق کھولا گیا تو علی اکبرؑ کے رخسار پر حسینؑ کا رخسار تھا اور آواز آ رہی تھی ولدی علی اکبرؑ ارے میرے لعل علی اکبرؑ ارے میرا جوان علیؑ اکبرؑ، پچھلے سال میرے والدِ گرامی سیّد ظہیر حسن نقوی اِسی طرح بیٹھ کر آپ کے ساتھ مجلس میں گریہ کرتے تھے اور اُن کا گریہ کا انداز سب کو پسند تھا۔ ایک سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر سیّد ظہیر حسن نقوی ابنِ سیّد دیانت حسین نقوی کی روح کو ہدیہ کریں۔

تیسری مجلس

گدھا اور گھوڑا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر سرنامہ کلام میں سورۂ والتین کی آیات پیش کی جارہی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ''وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ○ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(سورۂ اَلتِّین آیت ۱۔۶)

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طورِ سینا پہاڑ کی، اور اُس سر زمین کی قسم کہ جو امن والی سرزمین ہے، پروردگارِ عالم عالمِ جلال میں جب کوئی بات قسم کھا کر کہتا ہے تو وہ بات انسان کیلئے لمحہ فکریہ ہوتی ہے کہ انسان تو عقل سے کام کیوں نہیں لے رہا کائنات کا بنانے والا میں ہوں میری پکڑ بہت سخت پکڑ ہے لیکن میں اپنے بندوں پر رحم کرتا ہوں میں اُن کیلئے رحیم ہوں، رحمٰن ہوں، کریم ہوں، میں جبار بھی ہوں قہار بھی ہوں لیکن میں ستار بھی ہوں، میں تیرے عیبوں کو ڈھانپتا بھی ہوں، میں تیری خطاؤں کو نظر انداز بھی کرتا ہوں اے انسانو! تمہارے لیئے ہی تو ہم نے انبیاء کو بھیجا اور مسلسل تمہیں سمجھانے کو آئے لیکن تم نے

انہیں قتل کیا انہیں اذیّتیں دیں انہیں تکلیفیں پہنچائیں لیکن واہ رے یہ مخلص میرے بندے جنھوں نے ہم سے کوئی شکوہ نہیں کیا کہ تو نے ہمیں کیوں بھیجا اور اگر بھیجا تھا تو کیوں ہمیں تنہا چھوڑ دیا یہ انسان باز نہیں آتے اور ہمیں پریشان کرتے ہیں لیکن وہ سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے ہدایت کی منزل پر انسان کو انسان بنانے کی کوشش کرتے رہے دراصل پروردگار چاہتا یہی ہے کہ ہم نے تمہیں انسان بنایا ہے تو تم منصب کو پہچانو تم اولادِ آدمؑ ہو تم آدمی بنو تم اس قابل بنو کہ مکرم ہو جاؤ ہم نے تمہیں مکرم بنایا ہے ہم نے تمہاری تکریم تعظیم ملائکہ سے کروائی ہم نے پہلے تمہیں معصوم ملائکہ سے منوایا پھر بھیجا تو تم اپنے منصب سے کیوں گر جاتے ہو یہ قسمیں نہیں بلکہ انسانیت کی تاریخ ہے یہ دنیا کی تاریخ ہے کہ اگر اللہ یہ کہے کہ انجیر کی قسم تو وہ کسی درخت کی قسم نہیں کھا رہا ہے بلکہ یہ بتا رہا ہے یہ عہد آدمؑ کی قسم یہ آدم کا لفظ ہے جو انجیر کے پتوں میں چھپا ہوا ہے۔ ذرا دیکھو تو سہی کیا برے تھے، آدم جنّت میں ہم اُن کو رکھتے کوئی آدم نے خطا نہیں کی تھی کہ ہم آدم کو جنّت میں روک نہیں سکتے تھے تمہاری خاطر ہم نے اُن کو جنّت سے زمین پر اتارا تا کہ نسل آدمؑ کی آگے بڑھے اور تم پیدا ہو جاؤ ہم نے تمہیں دنیا میں بھیجنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ تم صلب آدمؑ میں رہو آدمؑ اگر جنّت میں رہیں گے اور نسل یہاں بڑھے گی تو ظاہر ہے کہ جنّت میں ایسا کوئی سلسلہ نہیں۔ ہم نے یہ سلسلہ زمین کیلئے رکھا ہے ہم نے کہہ دیا تھا آدمؑ اور حوّاؑ سے کہ تم یہاں آرام سے رہو لیکن آدمؑ اور حوّاؑ نے یہ ارادہ کیا کہ جس لئے ہمیں خلق کیا گیا اس لئے کہ آدم کو معلوم تھا کہ یہ وحی ہو چکی کہ " اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً " آدمؑ کو یہ معلوم تھا کہ میں خلیفہ جنّت کیلئے نہیں بنایا گیا۔ جنّت میں کسی کی خلافت نہیں چلتی آدم کو یہ معلوم تھا کہ مجھے

ارض یعنی زمین کا خلیفہ بنایا گیا ہے اور ایک دن ہجرت کرنا ہے یہاں سے اور ہمیں یہاں سے جانا ہے اور یہ تو سب بہانا ہو گیا کہ وہ درخت کیا تھا وہ شجر کیا تھا وہ پھل کیا تھا وہ گندم کا دانہ کیا تھا یہ تو سب تمثیلیں ہیں۔ بس یہ طے ہے کہ یہ آدمؑ کے سفر کا آغاز تھا یہ آدمؑ کی ہجرت کا آغاز تھا اور پھر ہم نے آدمؑ کو حکم دے دیا کہ تم چلے جاؤ یہاں سے لیکن جنّت میں جو رہتا ہے وہ جنّت کی چیزیں جو جنّت میں ہی استعمال کرسکتا ہے اس لئے جنّتی چیزیں جو تمہیں دی گئیں ہیں سب واپس کرنا پڑیں گی چونکہ تم ارض کیلئے ہو اب ارض کی چیزیں جا کر وہاں استعمال کرنا۔ کیونکہ آدمؑ کو خلعت ملا تھا جو شاہی لباس ملا تھا جنّت کا لباس ملا تھا وہ واپس ہو گیا آدمؑ نے محسوس کیا کہ ہم پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں جب لباس نہ رہا تو آدمؑ کو لباس کی ضرورت ہوئی تو انجیر کے پتوں سے اپنا لباس تیار کیا لباس بنایا یعنی کہ آدم لباسِ آدم چھپا ہوا ہے انجیر کے پتوں میں یعنی تمدن کا تہذیب کا آغاز ہوتا ہے پردہ پوشی سے۔

تہذیب کا پہلا نقطہ ہے لباس پہننا جسم کو ڈھاپنا انسان کی حیا کا تقاضہ ہے کہ وہ لباس پہنے لباس انسان کی پہچان ہے لباس انسان کی طہارت ہے لیکن لباس ایسا ہو کہ جو لباس ہو ویسا ہی انسان بھی ہو۔ یہ نہ ہو کہ لباس دوسرا ہو انسان دوسرا ہو۔ پتوں کا سہی اللہ کو وہ بھی پسند آیا کہ کم از کم آدمؑ نے اپنی محنت سے ایک تلاش تو کی۔ ظاہر ہے اُس زمانے میں ملیں نہیں تھیں جولاہے نہیں ہوتے تھے سوت نہیں کاتا جاتا تھا کہ آدمؑ بازار سے جا کے لٹھا تو لا نہیں سکتے تھے۔ اُس وقت تو عقلِ آدمؑ نے کام دکھایا کہ کون سی شے مجھے ڈھانپ سکتی ہے اور جتنے درخت ہیں دنیا میں اُن میں انجیر کے پتے سب سے بڑے ہوتے ہیں ایسے پتے چاہیئے تھے کہ دو چار پتے بھی اُوڑھ لیئے جائیں تو لباس تیار ہو جائے گا آدمؑ نے لباس تیار کیا آدمؑ نے

بھی وہ لباس پہنا حوا نے بھی وہ لباس پہنا یہاں سے تہذیب کا آغاز ہوا تو آدم
نے سبز پتوں سے لباس بنا کر یہ بتایا کہ انسان کیلئے کون سا لباس زیب دے گا
لباس بھی سرسبز و شاداب ہو۔ تو اب قرآن جہاں بھی آپ دیکھیں گے تو جہاں بھی
اللہ نے ذکر کیا کہ جنتیوں کا لباس کس رنگ کا ہوگا تو ہر جگہ یہی لکھا گیا کہ جنّت کا
لباس سبز رنگ کا ہوگا آدمؑ نے سبز ہی کو پسند کیا اب جنّت کا لباس سبز ہی ہوگا اب
تو یہ جنّت کے سردار ہی بتائیں گے ہمارا لباس کس رنگ کا رنگا جائے جب تک دنیا
میں ہیں شہادت کا لباس تو لباس سرخ ہے اب جب جنّت میں پہنچے تو سبز ہے
لباس سبز رنگ امن کی نشانی ہے آدمؑ نے وہ لباس اپنایا گلاب کی پنکھڑیوں کو جوڑ
کر بھی لباس بنا سکتے تھے لیکن آدمؑ نے بتایا کہ ہم زمین پر امن کے پیغمبر بن کے
جا رہے ہیں تہلکہ مچانے نہیں جا رہے ہیں انقلاب بپا کرنے نہیں جا رہے ہیں
خونریزی کرنے نہیں جا رہے ہیں اگر ایسا ارادہ کر لیتے لال لباس پہن کر تو پھر
فرشتے کہتے دیکھئے کہ ان کے ارادے تو نیک معلوم نہیں ہوتے ہم تو پہلے ہی کہہ
رہے تھے کہ یہ خونریزی کریں گے جا کے کہا نہیں سبز لباس سبز امن کی نشانی ہے
عجیب الزام لگایا فرشتوں نے کس کو بنا رہا ہے یہ خونریزی کرے گا تو چونکہ فرشتوں
نے کہا تھا تو شیطان نے اُس کو سچ کر کے دِکھانے کی کوشش کی کہ ہم آدمؑ کی اولاد
سے قتل و غارت کروائیں گے خونریزی کروائیں گے تا کہ فرشتوں کو یہ بتائیں کہ
تمہارا خیال صحیح تھا اُس نے اولادِ آدمؑ کو بہکا دیا اللہ نے کہا نہیں ہمارا دین اس لیئے
نہیں ہے دیکھو تو سہی سبز ہی سبز ہے آدمؑ کا پیغام امن ہے نوحؑ کا پیغام امن ہے
ورنہ کہیں پانی پر کشتیاں چلا کرتی ہیں کائنات کی پہلی کشتی بنی جو آ جائے اس کشتی
میں وہ امن میں ہے وہ نجات پا گیا، نجات کے معنی امن ہے جو کشتی میں نہ آیا وہ

تباہی میں پڑا وہ تباہی میں پڑ گیا کشتی چلی پانی اُبل رہا تھا پانی برس رہا تھا کشتی
جارہی تھی اب لوگ کبھی سفر کریں پانی کے جہاز پر تو زمین میں کشش قدرت نے
یہ رکھی ہے کہ جب جہاز بلند ہوتا ہے تو گھبراہٹ ہوتی ہے دل بیٹھتا ہے کہ ہم اپنی
زمین سے دور ہو گئے جیسے جیسے جہاز لینڈ کرنے لگتا ہے تو زمین سے قریب ہونے
لگتا ہے گھبراہٹ میں کمی ہونے لگتی ہے اس لئے کہ ہم زمین سے قریب آرہے
ہیں یہی پانی کے جہاز کی حالت ہوتی ہے کہ جیسے جیسے لہروں میں سمندر میں جہاز
آگے بڑھتا جاتا ہے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے اور جیسے جیسے ساحل قریب آنے لگتا
ہے دور سے آبادی کے آثار نظر آتے ہیں اطمینان بڑھنے لگتا ہے ایسا دل چاہتا ہے
کہ دوڑ کر زمین کو چھولیں۔ جو لوگ مہینوں سفر کرتے ہیں سمندر کے جہاز پر تو جب
مہینوں کے بعد کوئی جزیرہ آتا ہے تو خوشی کے مارے دل چاہتا ہے کہ کود کر پہنچ
جائیں زمین پر اس لیئے کہ زمین سے اللہ نے ایک محبت برقرار رکھی ہے اُس کی
وجہ یہ ہے کہ جہاں انسان کی قبر بنتی ہے وہیں سے اس کے جسم کی مٹی اٹھائی جاتی
ہے۔ جہاں سے اُس کی مٹی اٹھائی جائے گی اور اُس سے اُس کا پتلا بنے گا اُس کا
جسم بنے گا اُس کو جانا اُس ہی جگہ پر ہے یعنی مٹی جہاں سے نکالی گئی ہے اُس کو
وہیں واپس جانا ہے چونکہ مٹی یہاں سے نکالی گئی ہے اس لیئے ہماری محبت زمین
کیلیئے ہے یعنی کشش کھینچتی ہے خاک خاک کو کھینچتی ہے خاک خاک سے محبت کرتی
ہے مٹی مٹی سے محبت کرتی ہے تو نوحؑ بھی پریشان ہو گئے کہ اتنے دن ہو گئے زمین
نظر نہیں آئی کشتی والے بھی پریشان ہو گئے کہ کب خشکی نظر آئے گی کب زمین نظر
آئے گی ایسے میں نوحؑ نے اپنی کشتی میں حکم الٰہی کے مطابق سب کچھ ڈوبنے والا
تھا تو اللہ نے کہا ہر جانور کا ایک ایک جوڑا رکھ لو ایک شیر کا جوڑا نر اور مادہ ایک ہاتھی

ایک چیتا ایک بکری ایک بھیڑ۔ پرندوں میں سارے پرندوں کا ایک ایک جوڑا تو تیسری منزل میں سب سے نیچے والی منزل میں جانور سب سے اوپری منزل پر حضرتِ نوحؑ اپنی اولاد کے ساتھ تو جس وقت کشتی جارہی تھی پرندے سارے حضرت نوحؑ کے پاس گئے اب سبھی اس اِنتظار میں تھے کہ کب زمین آئے گی کب خشکی نظر آئے گی تو حضرتِ نوحؑ نے کبوتر کو اپنے ہاتھ پر بٹھایا اور اُسے حکم دیا کہ تو پرواز کر اور دیکھ کر آ کہ کہیں خشکی نظر آتی ہے کہ نہیں اُس وقت کشتی کوہ جودی کی طرف بڑھ رہی تھی کوہ جودی وہ پہاڑی تھی کہ جہاں زیتون کے درخت لگے ہوئے تھے گھنا جنگل تھا باغ تھا زیتون کا۔ کبوتر اُڑا اُس مقام پر پہنچا اُس نے ایک زیتون کا پتہ توڑا منقار چونچ میں پتہ پکڑا پرواز کرتا ہوا واپس آیا وہ پتّا لاکر نوحؑ کے قدموں میں رکھ دیا نوحؑ نے پتّا اٹھایا کہا خشکی قریب ہے کبوتر نے اطلاع دی یہ درخت کہیں خشکی پہ لگے ہیں۔ جبھی تو یہ زیتون کا پتّا لایا "وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ" مجھے قسم ہے عہدِ آدمؑ کی مجھے قسم ہے عہدِ نوحؑ کی، کہ جہاں تہذیب و تمدن اب شروع ہوگا جب کشتی ٹھہرے گی اُس تمدن کے آغاز کا پہلا نقطہ زیتون بنا کہ مجھے اُس زیتون کی قسم جس سے تہذیب کا آغاز ہوا کہ یہ وہاں بھی پتّا یہاں بھی پتّا۔ میری کتاب ابھی آئی ہے میر انیسؔ کی شاعری میں رنگوں کا استعمال آج اخبار جنگ میں بھی اُس میں ڈیٹیل (Detail) کے ساتھ تبصرہ دیا ہے تنقیدی صفحے پر اُس میں مَیں نے سبز پتے پر بھی ایک باب لکھا ہے اگر آپ پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک کتاب لکھی گئی یورپ میں اُس کا نام ہے گریٹ ڈیزائن (Great Design) اور اُس میں دنیا کے جتنے سائنس دان تھے وہ بیٹھے اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارا جو سبجیکٹ (Subject) ہے جو موضوع ہے ہم

اُس پر ایک ایک مضمون لکھیں گے جو فزکس کا پروفیسر تھا اُس نے کہا ہم بھی لکھیں گے جو کیمسٹری کا تھا اُس نے کہا ہم بھی لکھیں گے جو ماہر فلکیات تھا اُس نے کہا ہم بھی لکھیں گے۔ جو بیالوجی کا تھا، جیالوجی کا تھا سب نے کہا ایک ایک مقالہ ہم لکھیں گے لیکن ہم اپنے سبجیکٹ (Subject) کے ذریعے یہ تلاش کریں گے کہ کیا کائنات میں کوئی ایسی طاقت ہے جو اس کائنات کو چلا رہی ہے تو اُن کی اتنی ریسرچ تھی اپنے موضوع پر کہ جب انھوں نے لکھنا شروع کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس پوری کائنات کو چلانے والا کوئی ایک بڑی طاقت ہے اور اُس کا نام خدا ہے تو جو باٹنی کا پروفیسر تھا اُس نے سبز پتے پر مضمون لکھا اور اُس نے کہا اگر خدا سمجھ میں نہیں آتا تو باغ میں جاؤ اور ایک درخت کا پتا توڑو اور اُس پتے کو سامنے رکھو اور غور سے دیکھنا شروع کرو کہ باریک باریک رگیں ایسی باریک باریک رگیں یہ خبر دے رہی ہیں کہ یہ اپنے مرکز سے غذا کو لیتا جا رہا ہے جبھی تو سرسبز ہے یعنی ایک پتا سہی جب تک کہ اپنے مرکز سے وابستہ نہیں ہوگا تب تک وہ شاداب نہیں رہ سکتا شادابی کیلئے وسیلے کیلئے کئی شاخوں سے گزرنا پڑے گا شاخوں سے ہوتا ہوا تنے تک پھر جڑوں تک پھر زمین تک اپنی مادر وطن سے غذا لے گا زمین سے غذا لے گا لیکن درمیان میں جڑیں ہیں جڑوں کو عربی میں اصول کہتے ہیں یعنی اصول سے غذا لینا پتا کیا ہے فروع جڑ کو عربی میں کہتے ہیں اصول پتے کو کہتے ہیں شاخ کو کہتے ہیں فروع اور فروع کو غذا چاہئے اصول سے جب تک اصول سے غذا نہیں لیں گے تب تک سرسبز و شاداب فروع نہیں ہو سکتے جب تک توحید عدل، نبوت، امامت، قیامت سے غذا نہیں آئے گی نہ نماز سرسبز و شاداب ہے نہ روزہ ہرا بھرا ہے نہ جہاد ہے نہ زکوٰۃ ہے (نعرہ حیدری...... یا علیؑ)

اے انسان کیا تو مرکز سے کٹ کر چلنا چاہتا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے نہیں ہوسکتا اُس لیئے کہ وہ پتا جو کٹ جائے اپنی شاخ سے وہ زرد ہوجاتا ہے وہ خشک ہوجاتا ہے وہ نذرِ خزاں ہوجاتا ہے پھر بہار اُس کو پسند بھی نہیں کرتی وہ بہار کا حصہ نہیں ہے وہ خزاں کا حصہ ہے جو خزاں کا حصہ ہوتا ہے اس کو جلنا ہوتا ہے خشک پتے بھاڑ میں جھونک دیئے جاتے ہیں جلا دیئے جاتے ہیں سبز پتے شاخوں پر جھولتے رہتے ہیں بولتے رہتے ہیں وہ سانس لیتے رہتے ہیں وہ زندہ رہتے ہیں تو ایک پتّا جب تک سبز ہے اپنا پتہ دے رہا ہے صرف اپنا پتہ نہیں معبود کا پتا دے رہا ہے تو حید کیلیئے جی رہا ہے تو کبھی کبھی انسان پتہ دیتا ہے مجھے دیکھو خدا ہے میں ہوں اس لیئے خدا ہے میں زندہ ہوں میں چل رہا ہوں میں پھر رہا ہوں خدا نے مجھے زندہ رکھا ہے اللہ چاہتا ہے کہ آپ زندہ رہیں لیکن اگر کوئی قاتل آجائے اور کسی کو مارنے کی کوشش کرے اور مار دے تو کیا اللہ نے چاہا نہیں اللہ نے نہیں چاہا جس نے مارا اُس نے اللہ سے ٹکر لی کہ موت تُو دیتا ہے اب دیکھ موت ہم دے رہے ہیں تو بندے کبھی کبھی خدا سے ٹکراتے ہیں یعنی نظامِ خدائی کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں تو شرک وہ کرتا ہے اللہ چاہتا ہے یہ جی جائے بندہ چاہتا ہے یہ مر جائے تو بندہ اللہ سے ٹکرا رہا ہے تو اللہ کہتا ہے ہم سے ٹکراؤ گے ہم سے ٹکرار ہے ہو زندگی ہم دیتے ہیں موت ہم دیتے ہیں اختیار ہم دیتے ہیں جب ہم اختیار دیتے ہیں ہم نے اختیار یہ نہیں دیا کہ انسان انسان کو مار ڈالے انسان انسان کو قتل کر دے اس لیئے کہ انسان انسان برابر ہیں۔ توجہ ہے نا انسان انسان برابر ہیں ہاں ہماری راہ میں قتال ہو ہم نے جتنی بھی خونریزی کا حکم دیا ہے۔ ہم نے وہاں سے حکم دیا جہاں ہم بیچ میں آ گئے اگر ہم نہیں ہیں تو خونریزی بیکار (نہیں سمجھ

رہے ہیں) ارے بھائی ہم نے اگر جانور کی قربانی کا بھی حکم دیا تو ہم نے حکم دے دیا جب تک تم "لاالہٰ الااللّٰہ اللّٰہ اکبر" نہیں کہو گے تم چھری نہیں رکھ سکتے اگر تم نے میرا نام لئے بغیر چھری چلادی تو وہ حرام ہے مردار کھانا حرام ہے وہ اُس وقت حلال ہوگا جب میری بارگاہ میں پیش کیا جائے اور چونکہ جانور اور حیوان تمہارے محکوم ہیں تم میرے محکوم ہو تمہاری قربانی میرے لئے ہے۔ جانوروں کی قربانی تمہارے لیئے ہے لیکن بغیر میرے نہیں۔ ایک جانور چھت سے گرا مر گیا کھا لیجئے نہیں سمجھ میں آیا، ایک جانور سڑک پر جارہا ہو کار اُسے ٹکر مارے وہ گرا مر گیا کھا لیجئے تو حکم کیا ہے قرآن میں حرام ایک بکری پہاڑ سے گری مر گئی کھا لیجئے حرام ایک گائے نے سینگ بکری کو مارا مر گئی کھا لیجئے گرمی پڑ رہی ہے صحرا میں سارے جانور مرے پڑے ہیں آج کی جیسی گرمی نہ جانے کتنے جانور مرے ہوں گے اٹھالائیں سارے قصاب اٹھالائیں اور بیچنا شروع کر دیں گوشت پکڑے جائیں گے یہ حرام ہے بھئی توجہ کیجئے گا لیکن نہیں جانور خرید کر لاؤ چھری تیز ہو کُند نہ ہو، پانی پلا لیا ہو چھری رکھی ہو نرخرا کٹے خون اچھلے ایک وار میں رگ کٹ جائے چھری رک رک کے نہ چلے اللّٰہ اکبر کہا ہو لاالہٰ الااللّٰہ کہا ہو میرا نام لیا ہو اب کھاؤ یہ ہے حلال۔ میں جب تک سمجھاؤں گا نہیں بات آگے نہیں پڑھوں گا۔ پھر دیکھئے کتنے جانور گرمی سے مر گئے وہ اللہ نے مارے لیکن حرام یہ آپ نے اپنے ہاتھ سے مارے یہ حلال مقابلہ دیکھا آپ نے ایک اللہ مار رہا ہے ایک آپ مار رہے ہیں جس کو اللہ مار رہا ہے وہ حرام جسے آپ مار رہے ہیں وہ حلال اپنا اختیار دیکھا بھئی توجہ کیجئے گا اللہ کے مقابلے میں آپ نے اپنا اختیار دیکھا اختیار دینے والا کون وہ اللہ کہ اپنی ماری ہوئی چیز کو حرام قرار دے رہا ہے کبھی کبھی اللہ کا کام بھی

حرام ہوجاتا ہے بندے کا کام حلال ہوجاتا ہے نہیں سمجھ رہے ہیں آپ مرا جانور اللہ نے مارا لیکن آپ کے لیئے حرام آپ نے اللہ کا نام لے کے حلال کیا آپ کے لئے حلال دے دی نہ آپ کو اپنی مرضی ارے تم اللہ کی مرضی کے مالک بن سکتے ہو حسینؑ بیٹا نہیں دے سکتے (نعرۂ حیدری... یا علیؑ) ارے تمہیں اتنا اختیار مل گیا کہ تم لاکھوں جانور سال بھر میں کاٹ ڈالو اور سب حلال اللہ کے مقابلے میں وہ موت دے جانور کو تو حرام ہوجائے تم کھا نہیں سکتے تم حلال کرو تو وہ حلال ہوجائے قرآن میں حدیث میں سورۂ انعام آجائے سورۂ مائدہ میں ذکر ہوجائے سب حلال ہے تم نے حلال کیا ہے تو سب حلال توجہ ہے جا اللہ کی طرف رہا ہے۔ وہ مرے پڑے ہیں جانور انھیں کوئی کھانے کو تیار نہیں اس کی قدر ہورہی ہے آپ کا ثواب بڑھ رہا ہے قربانی آپ نے پیش کی اگر اللہ کسی کی تقدیر میں یہ لکھ دے کہ بیٹا نہیں ملے گا تو کچھ سوچ کر اُس نے لکھا ہے اس لئے جو میں دوں گا وہ اپنی موت مرجائے گا وہ میرے لئے نہیں حسینؑ جو بیٹا دے گا وہ شہادت پائے گا اُس کی قربانی ہوگی ہم قربانی دیتے ہیں حسنؑ اور حسینؑ حج کیلئے جارہے ہیں سامنے ایک مکان نظر آیا صحرا میں پیاسے تھے دونوں شہزادے بھوکے تھے مہمان ہوئے ایک بوڑھی عورت ایک بوڑھا آدمی خوب خاطر کی خوب خاطر کی جب چلنے لگے تو بوڑھی نے کہا کوئی اولاد نہیں ہے، دونوں بچوں نے کہا اب ہم تمہارے مہمان ہوئے ہم نے تمہارا نمک کھایا ہم نے تمہارے یہاں کا پانی پیا دودھ پیا ہم دعا کرتے ہیں اللہ تمہیں بیٹا دے گا نام ہم بتاتے ہیں نام یہی رکھنا تاکہ ہم تمہارے بیٹے کو پہچان تو سکیں، بوڑھی نے کہا کیا نام رکھیں کہا کہ جب بیٹا پیدا ہو حرؑ نام رکھنا لوگ ہم سے پوچھ رہے ہیں حسینؑ کیسے بیٹے دیتے ہیں حرؑ نے اپنی

شہادت پہلے لکھوا کر بتایا کہ مجھے پہچانو شہزادوں نے مجھے ماں باپ کو دیا تھا اے حرؑ تو یہاں بھی آزاد ہے وہاں بھی آزاد ہے حسینؑ جسے عطا کریں وہ غلام نہیں ہوتا وہ آزاد ہوتا ہے وہ حرؑ ہوتا ہے بیٹے عطا کرنے پر آئیں تو کیا کہنا خاطر کی تین بھائی ساتھ تھے حسنؑ بھی حسینؑ بھی عبداللہ ابنِ جعفرؓ بھی مہمان ہوئے جب بھی حج کو جاتے راستے بدل بدل کے جاتے ہادی تھے روشنی پھیلاتے ہوئے جاتے ہر راستے کی خبر گیری کرتے کہاں کون ضرورت مند بہت خاطر کی ضعیفہ نے شہزادوں سے کہا کبھی مدینے آنا ہو تو آنا، آئی مدینے کہا یہاں ایسے ایسے نوجوان رہتے ہیں کہا ہاں رسولؐ کا نواسہ ہے حسنؑ مجتبیٰ پہنچی۔ ایک ہزار بکریاں ایک بکری اس نے کھلائی حسنؑ نے ایک ہزار بکریاں تحفے میں دیں چلی اتنی دیر میں امام حسینؑ آئے کہا یہ ایک ہزار بکریاں ہماری طرف سے دو ہزار بکریاں، عبداللہ ابنِ جعفرؓ آئے کہا ایک ہزار بکریاں ہماری طرف سے حیران ہوگئی کہا کیسے سخی لوگ ہیں ایک بکری کھلائی تھی تین ہزار بکریاں لے کر جا رہی ہوں کیسے لوگ ہیں؟ اب آپ کہہ دیجئے کچھ عطا ہی نہیں کرتے کچھ دے ہی نہیں سکتے یہ کیسی سوچ ہے یہ کیسی فکر ہے نہیں عطا کرنے پر آئیں تو یوں عطا کریں لوگ حدیثیں نہیں پڑھتے فرمایا معصوم نے فرمایا کائنات میں جتنی زمین ہے وہ سب امام کی ہوتی ہے کیوں اس لیئے کہ آیت ہے "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" آدمؑ کو پوری زمین کا خلیفہ بنایا کسی امام کو زمین خریدنے کی ضرورت نہیں یہ پوری ارض اُس کے لئے بنی زمین آدمؑ کی اب آدمؑ کے بعد جو نائب بنے گا اُس کی جب ایک لاکھ گزر جائیں گے تو ساری زمین نبیؐ کی اس لیئے کہ نبیؐ سب سے افضل ہے اب نبی کی اولاد تو جہاں جہاں رحمت سایہ کرے وہ سب نبی کی ملکیت ساری زمین اماموں کی تو اگر کچھ عطا کر

رہے ہیں تو اس میں حیرانی کیا؟ نہیں اوپر چلے جایئے سدرہ سے اوپر سے چھائی ہوئی ہے مرضی ان کی اب سدرہ سے لے کر یہاں تک کائنات میں جو کچھ ہے سب ان کا صدقہ ہے۔ ہوا، پانی، مٹی، آگ یہ سب کیا ہے یہ سب ملیں تو انسان بنے بھئی ہر چیز پر اختیار ان کا ہے تو انسان کاہے سے بنتا ہے اسی مٹی سے یہ تو مٹی کے باپ ہیں ارے باپ ہی تو بیٹا دیتا ہے کس طرح سمجھایا جائے کہ اختیار ان کا ہے تو ان کے اختیار کو کیوں نہیں ماننا چاہتے۔ ہم نے لگا تار نبی بھیجے تم نے قتل کر دیئے یہ عہد آدم یہ عہدِ نوحؑ ہے اب دیکھو تم تو قتل کرتے رہے ہم اپنے انبیاء کا وقار بڑھاتے رہے کبھی کشتی میں بٹھایا کبھی صفا پہاڑ پر بلند کیا کہ پھر جب آئی نبوت ہم نے کوہِ طور پر بلند کیا تمہیں منہ نہیں لگایا تم نے ہادی کو پریشان کیا ہم نے ہادی سے باتیں کیں آ ؤ موسیٰ کوہِ طور پر آ ؤ تم سے باتیں کریں تم سے باتیں کریں گے ہمارا نبی یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ہم سے کہے کہ ہم تجھے دیکھنا چاہتے ہیں تم نے ضد کی تم نے خلل ڈالا بات چیت میں ہماری بات چیت ہوتی تھی اُس پہاڑ کی قسم جس پہاڑ پر ہم اپنے نبی سے اپنے ہادی سے اپنے بندے سے مخاطب ہوئے جہاں ہم نے موسیٰؑ نے سے باتیں کیں۔

"وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ"

مجھ کو قسم ہے طورِ سینا پہاڑ کی جہاں ہم نے موسیٰؑ سے باتیں کیں تو اہم ترین عہد کون سے کہلائیں گے آدمؑ کا پھر نوحؑ کا پھر موسیٰؑ کا عہد ہے اور اب وہ ارتقاء ہے جہاں وَھٰـذَا الْبَلَـدِ الْاَمِیْـنِ امن والی زمین کی قسم اب عہد پیغمبر آ گیا امن کی زمین کیا مکہ جب ہم نے زمین کا نام ہی رکھا ہے امن والی زمین جہاں امین کے معنی امن ہیں اور جو نبی بھیجا ہے وہ رحمت اللعالمین وہ بھی امن ہے حد یہ ہے کہ

ہم نے اُس کی بنیادوں میں امن کو گوندھ دیا جیسے آٹا گوندھتے ہیں اس کے باپ کا نام ہم نے عبدؐاللہ رکھا اللہ کا بندہ اللہ کا بندہ وہ ہوتا ہے جس کی طرف سے امن ہوتا ہے شر نہیں ہوتا فساد نہیں ہوتا خونریزی نہیں ہوتی اس کا باپ بھی امن ماں کا نام آمنہ رکھا آمنہ کے معنی وہ بی بی جو امن والی بی بی گھر میں جو کنیز آئی ہم نے اس کا نام اُم ایمن رکھا جو امن کی ماں ہے، اُس نے پیغمبر کو پالا اب جو ملک لے کر وحی آیا اُس کو ہم نے کہا رُوح الامین جو امن کی روح ہے اور جو ہم نے بیٹی دی تو ہم نے کہا خیر النساء جو عورت کیلئے خیر اور امن ہے، داماد علیؑ خیرِ بشر سب امن ہی امن وحی امن، دین امن، اسلام امن سلامتی تسلیم امن کا مذہب انقلاب فساد خونریزی کا مذہب نہیں ہے اس لیئے قسم کھائی مجھے امن کی قسم۔ شر اور فساد کی قسم نہیں زمین پر فساد برپا مت کرو اور اس کے بعد کہا، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یہ آدمؑ کا دور یہ نوحؑ کا دور یہ موسیٰؑ کا دور یہ ختمیؐ مرتبت کا عہد، تم نے دیکھا نہیں ہم نے انسان کو کتنا اچھا پیدا کیا اُس کے بعد بھی تم سمجھ نہیں رہے ہو اور تم گمراہی کی طرف جا رہے ہو تو جاؤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ اب پسند کیا تم نے اپنے لیئے ذلالت کا راستہ تو سافلین میں چلے جاؤ چلے جاؤ اس لئے پروا نہیں ہے کہ ہمیں معلوم ہے جو ایمان لائے اور جو عملِ صالح کر رہے ہیں وہ تمہارے ساتھ ذلالت کے راستے پر نہیں جائیں گے اور ہم یہ بات قسم کھا کر کہہ رہے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سارے انسان گھاٹے میں ہیں وقت عصر کی قسم، اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ لیکن جو ایمان کے راستے پر جا رہے ہیں جو حق پر جا رہے ہیں جو صبر کے راستے پر جا رہے ہیں وہ مستثنٰی ہیں ہم اُن کو جہنم میں نہیں بھیجیں گے ان کیلئے ہم نے جنّت کو مقدر کر دیا اس

لیئے کہ وہ ہدایت کی منزل کو پہچانتے ہیں اور اُس میں صرف انسان نہیں اگر جانور بھی شامل ہو جائے ہم اُسے بھی جنّت میں لے جائیں گے وہ اصحابِ کہف کا کتا ہی کیوں نہ ہو۔ سات انسان تھے جانور ایک لیکن اُس نے انسانوں کی صحبت میں انسانیت کو سیکھ لیا اس لیئے کہ کتے کا کام ہے بھونکتے رہنا خود اللہ نے قرآن میں کہا کہ تم اُسے روٹی ڈالو جب بھی وہ بھونکے گا روٹی نہ دو جب بھی بھونکے گا اس لئے کہ اُس کا کام بھونکتے رہنا ہے لیکن اُس وقت ان ساتوں نے کہا یہ اگر ساتھ جائے گا تو ہمارا راز کھولے گا تو وہ فصیح عربی میں بولا کہ نہیں جو تم کہو گے وہی ہم کریں گے ہم تمہارا پتہ کبھی نہیں بتائیں گے ہم چپ رہیں گے یعنی اُس نے اپنی فطرت کو بدلا انسانیت کو پسند کیا یعنی حیوان تو انسان بن جائے اور انسان انسان نہ بنے۔ بھئی یہ ہے قرآن میں جب انسان انسان نہیں بنتا تو دیکھو حیوان انسان بننے کی کوشش کر رہا ہے یعنی جانور انسان کی نقل کرتا ہے اور نقل میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتا ہے اور جب ایسی کوئی منزل آتی ہے کہ جہاں جانور پر کوئی الزام لگ رہا ہو اور انسان اُس پر بلیم (Blame) رکھ رہا ہو اُسے مجرم بنا رہا ہو تو وہ بری ہونے کے کوشش کرتا ہے وہ انسان سے وفا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ انسان کی دوستی کا حق ادا کرنا چاہتا ہے اس لیئے کہ اُس کی نظر معبود پر ہے جو انسان نہیں دیکھ سکتے وہ حیوان دیکھ لیتا ہے قرآن میں "وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (سورۂ لقمان آیت ۱۹) سب سے خراب آواز گدھے کی آواز خوفناک اتنی مکروہ آواز کہ جس وقت گدھا بولتا ہے تو کتا بھونکنے لگتا ہے۔ ماہر نفسیات بوعلی سینا سے پوچھا گیا کہ آپ تو حکیم ہیں ذرا بتایئے کہ گدھے کے چیخنے پر کتا کیوں بگڑ جاتا ہے کہا قدرتی

طور پر جس وقت گدھا چیختا ہے تو کتے کے دل میں ایک درد اٹھتا ہے وہ درد اُسے تڑپانے لگتا ہے گدھے کی آواز سے کتّے کے دل میں درد ہونے لگتا ہے تو وہ بھونکنے لگتا ہے ذرا سمجھئے کیا نازک مزاج ہے کتّے کا دل بھئی جب بنانے والا وہی ہے تو انسان کے ذہن پر کیا گزرے گی اُس آواز سے لیکن جب پوچھا گیا بھائی یہ اس طرح چیختا کیوں ہے کہا کہ اس لیئے چیختا ہے تمہیں وہ چیز نظر نہیں آتی جو گدھے کو نظر آتی ہے تم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے گدھا جس وقت شیطان کو دیکھتا ہے چیخنا شروع کرتا ہے گدھے کو شیطان نظر آتا ہے اس لیئے کہ گدھے سے شیطان زیادہ کام لیتا ہے حضرت عیسیٰؑ نے دیکھا کہ کئی گدھوں پر سامان لادے شیطان جا رہا ہے کہا یہ کیا ہے کہا کہ سامان لدا ہے کہا اس گدھے پر کیا ہے کہا ظلم و جور لدا ہوا ہے، کہا یہ کیا ہوگا کہا بادشاہ اس کا خریدار کہا دوسرے گدھے پر کیا لدا ہے، کہا اس پر بغض و حسد لدا ہوا ہے، کہا اس کا کیا کرو گے؟ کہا عالم اس کے خریدار، کہا تیسرے گدھے پر یہ کیا لدا ہے؟ کہا عیاری لدی ہے، کہا اس کے کون خریدار؟ کہا اس کی خریدار عورتیں ہیں، بھئی بُرا نہیں مانیں یہ سب تمثیلیں ہیں ہر ایک پر تھوڑی ہر بات چپک جاتی ہے ضروری تھوڑی کہ ہر عالم حسد خریدے اور ہر عورت شیطان سے عیاری خریدے یہ کوئی ضروری تو نہیں صنف ہے قسم ہے طرح طرح کی مخلوق ہیں طرح طرح کے ذہن ہیں طرح طرح کی سوچ ہے طرح طرح کی نسلیں ہیں طرح طرح کے شجرے ہیں جیسی جیسی عادات ویسی ویسی فطرت اس میں سب شامل نہیں ہیں یہ اکثریت کی بات ہورہی ہے جو گھاٹے میں ہیں اس لیئے برا نہ مانے کوئی دیکھئے ہر عورت فطرتی طور پر اپنے شوہر کو گدھا سمجھتی ہے اور جس کا شوہر گدھا نہیں ہوتا وہ کوشش میں رہتی ہے کب اُس کو

گدھا بنا دوں مثنوی مولانا روم میں واقعہ لکھا ہوا ہے کنیز سے کہا کہ بھئی سنا یہ ہے کہ اگر گدھے کا بھیجا شوہر کو کھلا دو تو گدھا ہو جائے گا۔ گھر میں گدھا پلا ہوا تھا کنیز نے گدھے کا سر کاٹ لیا شیشے کی ایک سینی رکھی تھی پلیٹ اُس میں سر رکھ لیا جب اُس کا بھیجا نکال رہی تھی اس کے شوہر نے دیکھا اُس نے کہا یہ گدھے کا سر یہاں کیوں رکھا ہوا ہے تو بیوی نے کہا ابھی ابھی ایک کوا اِدھر سے اُڑا اُس کی چونچ میں یہ گدھے کا سر تھا اُس نے وہاں سے گرایا تو یہ شیشے کی پلیٹ پر آ گرا، مگر کمال ہے سر گرا اور پلیٹ نہیں ٹوٹی یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا کنیز کہنے لگی بی بی اب بھیجا کھلانے کی ضرورت نہیں ہے صرف سر دیکھتے ہی گدھا ہو گیا۔ اثر اس پہ ہو گیا بڑی بڑی لکھی ہوئی سعدی کی حکایات گلستان بوستان، مولانا روم اور بڑے بڑے صوفیا بزرگوں نے حیوانوں کے ذریعے انسانوں کو نصیحتیں سکھائیں اور چھوٹی چھوڑیئے عوام کی باتیں ایک کتاب ہندوستان کے بادشاہ نے لکھوائی کہ حکومت کا طریقہ بتاؤ بڑے بڑے برہمنوں سے کہا انھوں نے کتاب لکھی تمثیل جانوروں کیلئے جنگل کا بادشاہ شیر اس کا وزیر اُس کا مشیر اور پورے جنگل میں جتنے جانور ہیں اُن کی حکومت وہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ جو اُسے پڑھ لے اُس حکومت کا طریقہ معلوم ہو جائے، اتنی مشہور ہوئی کہ ایران کے بادشاہ نوشیروانِ عادل نے اُس کتاب کو منگوایا ''سنسکرت'' سے فارسی میں ترجمہ ہوا ہوتے ہوتے بڑے بڑے بادشاہوں نے اُس کتاب کو پڑھا نوشیروان کی نسل اُسے پڑھتی رہی محمود غزنوی نے اُس کا ترجمہ کروایا ملا واعظ کاشفی نے اُس کا ''منظوم'' ترجمہ فارسی میں کیا پھر وہ جب ہندوستان پھر واپسی آئی عرب اور ایران سے ہو کر وہ کتاب تو جوش ملیح آبادی کے پردادا ''فقیر محمد گویا'' نے اُس کا انوارِ سہیلی کے نام سے اُردو میں ترجمہ کیا اور وہ

کتاب ایسی ہے کہ کئی ہزار صفحے کی اور اُس میں یہ جتنے آپ لطیفے آپس میں ایک دوسرے کو سناتے ہیں یہ سارے لطیفے جانوروں کے اُس ہی میں سے نکال نکال کر ٹکڑے لوگ سناتے ہیں اور صدیوں سے وہی لطیفے چل رہے ہیں کہ ہاتھی اور شیر میں لڑائی ہوئی ہاتھی نے شیر کو بھگا دیا شیر تھک کے بیٹھ گیا لومڑی آئی کہ بادشاہ کیا حال ہے کہ بھئی اب تو میں بھوکا ہوں اس نے ہاتھی نے مجھے تھکا دیا میری غذا کا انتظام کرو کہا کہاں سے انتظام کریں دیکھئے کوشش کرتے ہیں کہ بھئی اگر انتظام کرو تو اُس میں ہم تمہیں بھی دیں گے لومڑی تو تھی ہی لالچی عیار اُس نے کہا یہ دامنِ کوہ میں گدھا رہتا ہے کہا اُسے ہنکا کے لے آؤ وہ گئی کہا محنت کرنا پڑے گی بادشاہ سلامت تو کہا کہ جاؤ محنت کرو پہنچی اُس نے کہا کہ آپ کو نہیں معلوم آپ یہاں دامنِ کوہ میں رہتے ہیں ایک بڑی اچھی چراگاہ ہے وہاں کیا کیا پھل ہیں سبزہ زار ہے سیر بھی کریں چریں بھی ٹھنڈی ہوا سے صحت بھی اچھی ہو جائے گی آپ بڑے کمزور ہو گئے ہیں جب بہت لالچ دی تو کہا چلو آگے آگے گدھا پیچھے پیچھے لومڑی لیکن جیسے ہی شیر کے مکان کے قریب گدھا پہنچا شیر اتنا بے قرار تھا کہ نکل آیا اور گدھے پر حملہ کر دیا گدھا الٹے قدم واپس ہو گیا بھاگ گیا لومڑی نے بڑی باتیں سنائیں کہ بادشاہ سلامت آپ کو بھی اتنی جلدی پڑی تھی کم از کم اُس کو اپنے دروازے کے قریب تو آنے دیتے آپ نے بے صبری کی اور وہ بھاگ گیا کہا اب کیا ہوگا میری بھوک کا یہ عالم ہے میں پریشان ہوں کیا کروں کہا یہ تو میرا ہی کام ہے کہ میں دوبارہ اُسے واپس لاؤں اس منزل پر سوچئے یہ لطیفہ یہاں پر ختم حکایت یہاں پر ختم۔ اگر گدھے کو معلوم ہے کہ شیر یہاں بیٹھا ہے اب واپس لانا لومڑی کا کام ہے تو سوچئے کہ جانوروں میں کتنی عیار ہے کہ اب اگر گدھے کو

واپس لے آئے، یا تو وہ پکا گدھا ہے یا اپنی عیاری میں یہ کامل ایک فیصلہ کرنا پڑے گا پہنچی وہ اور اُس نے کہا دیکھو ایسا ہے کہ تم وہاں سے بھاگ آئے اچھا پھنسانے کے چکر میں تھیں ہم کو اور تم شیر کو کھلانے لگی تھیں کہا نہیں ایسا نہیں ہے تم سمجھے نہیں بات اس جنگل میں ایک جادوگر رہتا ہے اُس نے اُس چراگاہ پر قبضہ کیا ہوا ہے جادوگر نے وہ طرح طرح کی شکلیں بنا کر ڈراتا ہے، یہ سب تصویریں ہیں آنکھوں کا دھوکا ہے بیوقوف بنایا ہوا ہے اچھا تو چلو پھر کیا ہے جب صرف تصویریں ہیں تو کیا گدھا واپس آ گیا لومڑی لے آئی اور آہستہ آہستہ شیر کو کہہ دیا کہ جلدی نہ کرنا دیکھو بالکل قریب آ گئی شیر کے گھر کے تو شیر نے نکل اُس پر حملہ کیا اُسے چیر پھاڑ دیا اور اُس کے بعد گوشت کھایا اور پھر دریا کے کنارے پانی پینے چلا گیا اِدھر شیر صاحب گئے اُدھر لومڑی نے اُس کا جگر اور دل نکال کے آرام سے کھایا اب شیر واپس آیا اُس نے کہا جو خاص چیز تھی اس کی وہ تم کھا گئیں میں پانی پینے گیا میں انتظار میں تھا کہ پانی پی کے آؤں گا تو اس کا دل کھاؤں گا اس کا جگر کھاؤں گا کہا بادشاہ سلامت اس کے نہ دل تھا نہ جگر اگر دل اور جگر ہوتا اُس کے اِدھر آتا کیوں یہ ہے عیاری کا کمال اب آپ دیکھئے کہ حکایت کے ذریعے انسان کو سبق سکھایا جا رہا ہے۔ تو بچوں کو ابتدا میں جو جانوروں کی کہانیاں پڑھاتے ہیں وہ اس لیئے کہ جانوروں کے ذریعے انسان تہذیب سیکھے انبیاء کو حکم دیا کہ جانوروں کو چراؤ انسان کو حکم دیا اُن کی کہانیاں ان کے قصے پڑھو تاکہ تمہیں سبق حاصل ہو یعنی ہم نے کوئی جانور غلط نہیں بنایا حلال تو اس لیئے ہے کہ قربانی میں گوشت کھاؤ، جو بار برداری والے ہیں وہ بار برداری کے لئے لیکن جو درندے ہیں وہ ہمارے کام کے نہیں ہیں لیکن نہیں ہیں کام کے ہیں کہ اُن کی حکایات سنو

اُن کے عادات و اطوار کا مطالعہ کرو اس لیئے یورپ میں امریکہ نے اس پر زور لگا دیا کہ کئی کئی چینل بنا کر جانوروں کا مشاہدہ کر کے دنیا کو دِکھائیں کہ انسانو! دیکھو اِن جانوروں کے اطوار اور آج اس دنیا میں جبکہ ہم کہانیاں پڑھا کرتے ہیں ہم قرآن میں یہ قصے پڑھا کرتے ہیں کس جانور کی کیا عادت ہے اگر ہم یہ مشاہدہ کریں صرف اس نظریئے سے دیکھیں کہ علم حیوانات کیا ہے تو آج آپ ایک عشرہ نہیں اگر میں علمِ حیوانات پر دس عشرے پڑھوں تو آپ گھبرائیں گے نہیں آپ کا لطف بڑھتا جائے گا اس لیئے کہ یہ ایک علم ہے جو کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے علم حیوانات آج دنیا کے ہر کالج ہر یونیورسٹی میں پڑھایا جا رہا ہے کہ سیکھو علمِ حیوانات کیا ہے آج چودہ سو برس کے بعد ہر کالج اور اسکول میں یہ سبجیکٹ (Subject) بن گیا کل قرآن یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے تو سورے کے سورے رکھ دیئے یہ بقرہ ہے گائے کا سورہ یہ سورۂ مائدہ ہے یہ سورۂ انعام ہے، گھوڑوں کا سورہ مکڑی کا سورہ یہ چیونٹی کا سورہ یہ شہد کی مکھی حشرات ارض کو سمجھو اور حد یہ ہے اس منزل پر اس علم کو رکھا علوم آلِ محمدؐ میں کہ یہاں دنیا کا کوئی انسان اس منزل تک پہنچ نہیں سکتا دانشور اور عالم کہ ایک ایسی حدیث آپ کو سنا رہے ہیں امام جعفر صادقؑ دیکھیئے آج سائنس نے دریافت کی اور یہ حدیث چودہ سو س پہلے کی فرماتے ہیں کہ اتنے قسموں کے جانور اللہ نے پیدا کیئے ہیں کہ ہم تم گنتی نہیں کر سکتے بات ختم ہوگئی نا لیکن نہیں اس سے اُس کی قدرت ظاہر نہیں ہوئی ابھی قدرت ظاہر نہیں ہوئی اب دیکھیئے قدرت ظاہر ہوگی اسے کہتے ہیں امام معصوم کا مقصد ہے توحید کو منوانا ایک قول سے توحید منوالیں یہ ہے معصوم کا کمال فرمایا اے انسان تیرے تصور میں جس طرح کا بھی انسان ابھرے خاکہ بنے

جیسا خاکہ تو بنا سکے بنا لے وہ بھی مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے یعنی عقلِ انسانی میں جتنی شکلیں آئیں حیوانوں کی سب اللہ نے بنائی ہیں کہیں نہ کہیں ہو گی دیکھئے اب کیسے آپ کو سمجھاؤں وہ کون سا جانور دریافت ہو رہا ہے بھئی کبھی تھا اور اب ختم ہو چکا کیا نام ہے بھئی ''ڈائناسور'' اب تو دِکھائی نہیں دیتا اُس کی ہڈیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کے ڈھانچہ جوڑ کے اُس پہ ربڑ چڑھا کے اور اُس کے منہ سے آگ نکال کے فلمیں بن رہی ہیں یہ ڈائناسور (Dinasour) کبھی تھا ہاتھی سے بڑا چھپکلی جیسا ہاتھی سے بڑا تصورِ انسانی میں اُس کا خاکہ آیا امام نے کیا فرمایا ہے، تھا جو بھی سوچو گے ویسا جانور ہے اور ایک اور حدیث آپ کو سنا دوں یہ آپ کے بڑے کام آئے گی یہ حدیث سوچ رہا تھا کہ پہلی مجلس میں سنا دوں لیکن اس وقت یاد آیا اور اس کو یاد رکھئے یہ ہر سبجیکٹ (Subject) میں ہر جگہ خطابت مجلس اور علمِ آلِ محمدؑ مدحِ علیؑ میں ہر وقت یہ حدیث کام آئی جس چیز کو تم نے نہیں دیکھا جو تمہاری نظر سے نہیں گزری تو ضروری نہیں کہ تم اُس کا انکار کرو تمہیں حق نہیں ہے کہ تم اُس کا انکار کرو اگر علیؑ کی کسی مدح کو تم نے کسی سے نہیں سنا اور کتاب میں نہیں پڑھا تو تمہیں حق نہیں ہے کہ تم انکار کرو کہیں نہ کہیں ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہشام آئے۔ صحابی امام چھٹے امام کے صحابی کہا یہ جو تم نے بغداد کی مسجد میں مناظرہ کیا کہ تیرے آنکھ ہے تیرے کان ہیں تیرے ناک ہے اور تم نے توحید کو ثابت کر دیا کسی کتاب میں پڑھا تھا تم یہ جو جیت کر آئے ہو مکالموں سے بغداد سے یہ جو تمہارا شور ہو رہا ہے تم بڑے عالم سب جیت گئے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہا نہیں مولا نہیں مجھ سے سنا تھا امام پوچھ رہے ہیں مجھ سے سنا تھا کہا نہیں مولا کہا تو پھر کیسے دلیل قائم کی کہا کہ میں بولتا جا رہا تھا اور کوئی دل سے کہتا جا رہا تھا ہشام اب

یہ کہہ اب یہ کہہ دیکھئے یہ ہے خطابت یہ جو لوگ جملے پکڑتے ہیں یہ کیا پڑھ دیا وہ کیا پڑھ دیا اگر دلیل کے ساتھ بات ہو رہی ہو دوسری بات اگر بات محکم ہے دلیل کے ساتھ تو پھر بولنے کا کسی کو حق نہیں ہے کیا پڑھا وہ کیا پڑھا علیؑ کو بڑھا دیا حسینؑ کو بڑھا دیا یہ نہیں اب بات سنئے ہشام تم نے ہم سے سنا کہا نہیں کتاب میں پڑھا کہا نہیں یعنی ایک ایسی چیز ہشام نے استعمال کی جو نہ کسی کتاب میں ہے نہ امام سے سنی اور امام شاباش دے رہے ہیں تو خطابت میں بعض وہ چیزیں پڑھی جاتی ہیں کہ جو نہ کسی کتاب میں ہیں اور نہ کسی امام سے سنی گئیں لیکن پڑھی جاتی ہیں آپ کون بولنے والے امام نے اجازت دی لیکن دلیل کے ساتھ کہا تو سنو ہشام تم جو کچھ بولے ہو لفظ بہ لفظ اسی طرح یہ بات توریت میں بھی لکھی ہے انجیل میں بھی لکھی ہے زبور میں بھی لکھی ہے جب ہمارا چاہنے والا بولتا ہے تو ملک اُس کی زبان پر زبور، انجیل، توریت کو جاری کر دیتا ہے اس سے کیا پریشانی ہے آج کی حد تک گفتگو ہوئی زیادہ دیر آپ کا وقت نہیں لوں گا بس اب وقت ختم ہوا ظاہر ہے کہ اس ماحول میں بھی آپ نے اُسی طرح سنا جیسے کل مجلس سن رہے تھے اور یہی ایک پہچان ہے محبتِ علیؑ کی کہ محبت میں جو غرق ہوتا ہے سرشار ہوتا ہے اُسے زمانے کی ہوا نے اپنے تھپیڑوں سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں ہوا کیا برا آشوب زمانے کی ہوا کیا ہے بڑے بڑے زمانے جھیلے ہوئے لوگ بتا کر گئے قنبرؓ میثمؒ بتا کر گئے کمیلؒ بتا کر گئے......؟ زمانے کی ہوائیں ہمیں ڈھکیل نہ سکیں یہ آندھی اور طوفان کے جھکڑ ہمیں پریشان نہیں کر سکتے محبت اپنی جگہ محبت مدد اس لیئے کرتی ہے کہ علیؑ کی محبت معجزہ ہے۔ محبت معجزہ ہے اور یہ محبت جس طرح انسانوں میں ہے اسی طرح جانوروں میں بھی ہے اور چونکہ جانوروں میں آ گئی محبت علیؑ کی اس لیے اللہ

نے جانوروں کی مدح کی کہ دیکھو تم سے زیادہ امام کی معرفت یہ جانور رکھتے ہیں ، جانور رکھتے ہیں یہ گھوڑا چلتے چلتے رک جائے ، گھوڑا چلتے چلتے رک جائے امام تو زمین پہچانتا ہے ارے امام کا گھوڑا تو کبھی وہاں آیا ہی نہیں یہ رکا کیسے لیکن حسینؑ نے چاہا کہ بتائیں اس لیئے کہ پچیس گھوڑے رسولؐ خدا کے ۶۱ھ میں امام حسینؑ کے پاس موجود تھے جس دن گھوڑے پر مجلس پڑھیں گے پچیس گھوڑوں کے نام بتائیں گے اور کہاں کب نبیؐ اُن پر سوار ہوئے تو اُس وقت بارہ گھوڑے حسینؑ کے ساتھ تھے ایک بدلا دوسرے پر بیٹھے تیسرے پر بیٹھے ، چوتھے پر بیٹھے بارہ گھوڑے بدلے مگر کوئی آگے نہیں بڑھتا یعنی اُس زمین کو ہر جانور جانتا ہے مشہور یہ ہے کہ انسان سے زیادہ جانور زمین کو پہچانتا ہے لیکن گھوڑے کو کیا معلوم کہ اس زمین پر کیا ہونے والا ہے لیکن آپ دیکھیں قدرت نے اُس کی حس میں کون سا عنصر ڈال دیا کہ اُس کے قدم کربلا کی زمین پر رُک گئے وہ کیا دیکھ رہا تھا۔ اُسے کیا نظر آرہا تھا تو آپ خود سوچیں وہ گھوڑا کیسا گھوڑا ہوگا یا وہ گھوڑے کیسے گھوڑے ہوں گے اور لکھا بڑے بڑے علماء نے لکھا، عماد زادۂ اصفہانی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ جب شامِ غریباں یہاں آئی تو لاشے ہی لاشے تھے لیکن سارے گھوڑے جو زخمی تھے بے انتہا زخمی تھے تیروں سے چھلنی تھے تلواروں کے زخم تھے سارے گھوڑے میدان میں ایک جگہ جمع ہو گئے ، علی اکبرؑ کا گھوڑا ، قاسمؑ کا گھوڑا ، کا گھوڑا یہ کیا بتایا جانوروں نے ، انسان سر کاٹ کے لاشوں کو پامال کر کے رقص کر رہے ہیں خوشیاں منا رہے ہیں ، باجے بج رہے ہیں ، روشنیاں ہو رہی ہیں ، سب کھانے کھا رہے ہیں اور لاشے یہاں سے وہاں تک بکھرے پڑے ہیں اور یہ کچھ قیدی پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں اُن میں بچے بھی ہیں ، عورتیں بھی ہیں ، اور یہ

انسان یہ انسان ہیں تو حیوان یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم کس مقام پر ہیں سارے گھوڑے جمع ہوئے اور امام رضاؑ کے حوالے سے عمادزادہٴ اصفہانی لکھتے ہیں سب گھوڑے دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے اور اُس کے بعد سارے گھوڑوں نے بیٹھنے کے بعد ایک ساتھ مل کر رونا شروع کیا رونا شروع کیا اور جو وہ آواز نکالتے تو فضا میں جب وہ آواز تیرتی تو ایسا لگتا آواز آئی ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ روتے روتے تمام گھوڑوں میں پھر کربلا کی زمین پر اپنے تمام منھ کو چہروں کو پٹخنا شروع کیا زمین سے منھ کو پٹخنا شروع کیا جیسے ماتم کر رہے ہیں منھ کو پٹختے جاتے اور چیختے جاتے روتے جاتے، کہتے ہیں جب صبح لشکر یزید کے لوگ اس ارادے سے نکلے کہ لشکر حسینؑ کے جتنے گھوڑے ہیں انھیں گرفتار کر کے اُن پر قبضہ کر کے اُن پر بیٹھ کر کوفے کی طرف چلیں تو جب وہاں آئے تو دیکھا سارے گھوڑے مرے پڑے ہیں، سارے گھوڑے مرے پڑے ہیں، لیکن عباسؑ کا گھوڑا جو اِن گھوڑوں میں نہیں تھا جو فرات کے کنارے اپنے صاحب کی لاش کے پاس فرات کے کنارے رات بھر رویا جب فرات کے پہرہ دار آئے تو عباسؑ کے گھوڑے مرتجز کو پکڑ لیا اور پکڑ کر ابن سعد کے پاس لائے جب سارے سر نیزوں پر بلند کئے گئے کہ اب قافلہ چلے تیار ہو کر تو عباسؑ کا سر بھی ایک نیزے پر بلند کیا اور جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا وہ حسینؑ کے سر والے نیزے کے قریب عباسؑ کے سر کا نیزہ لے کر آیا کہ دونوں بھائیوں کا سر ساتھ چلے جیسے ہی حسینؑ کے سر کے قریب عباسؑ کا سر آیا عباسؑ نے نیزے کی انی سے اپنے آپ کو گرا لیا۔ سر کو اپنے آپ سے زمین پر گرا دیا کئی بار ایسا ہوا کہ نیزے کی نوک پر عباسؑ کا سر بلند ہو لیکن عباسؑ کا سر اپنے آپ کو نیزے سے زمین پر گرا دیتا تھا زمین پر تازیانہ لے کر شمر سیّد سجادؑ کے پاس

آیا اور کہا کہ تمہارے چچا کا سر نیزے کی انی پر کیوں نہیں ٹھہرتا تو رو کر کہا چچا کی وفا کا کمال ہے کہ آقا کے ساتھ غلام نہیں چاہتا کہ برابر برابر چلے ارے میرا چچا بہت وفادار ہے کہا اچھا اگر عباسؑ کا سر نیزے کی انی پر نہیں ٹھہرتا ایک رسی لائی گی اور عباسؑ کے گلے میں اُسے باندھ کر عباسؑ کے گھوڑے کی گردن میں عباس کا سر باندھا گیا اور گھوڑے کو تیز دوڑاتے چلے لیکن گھوڑا عباسؑ کا تھا جب دوڑتا تو بار بار اپنے سر کو اُٹھاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیز دوڑنے میں میرے آقا عباسؑ کا سر زمین سے ٹکراتا جائے لیکن جب سکینہؑ نے دیکھا پکار کر کہا ارے میرے عمو کا سر ہے ارے میرے عمو کا سر مجھے دے دو لیکن ہائے شمر کی گھڑکیاں، تازیانے اور معصوم شہزادی، کان زخمی، کُرتا جلا ہوا...... ماتم حسینؑ.....................

چوتھی مجلس

قرآن اور مچھلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرہ چہلم کی چوتھی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ "انسان اور حیوان" سرنامہ کلام میں سورۂ والتین کی آیات پیش کی جا رہی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ "وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(سورۂ اَلتِّیْن آیت ۱۔۶)

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طورِ سینا پہاڑ کی، اور اُس سر زمین کی قسم کہ جو امن والی سرزمین ہے، ہم نے انسان کو بہت اچھا پیدا کیا لیکن یہی انسان جب راہِ ذلالت پہ چلا اور گمراہی کو پسند کیا اور سرکشی پر آمادہ ہوا اطاعت معبود سے انکار کیا تو ہم نے اس کو سافلین میں ڈال دیا گمراہی میں ڈال دیا، اسفل بنا دیا اشرف الانبیاء کو اللہ نے منزلِ ہدایت پر انسانوں کی طرف بھیجا کہ تم ہی ان کو انسان بناؤ حضورؐ نے حیوان صفت انسانوں کو چند برسوں میں انسان بنایا

جنھیں انسان بنانا مشکل تھا یہ بات ہے تو سامنے کی لیکن انتہائی غور طلب اور فکر پرور بات ہے کہ زیادہ تر انبیاءؑ کو شام، عراق اور عرب کے دوسرے ملکوں میں بھیجا لیکن ختمیؐ مرتبت کو حجاز عرب کے ایک خاص خطے میں بھیجا حکم دیا کہ یہاں سے تمہاری نبوت کا آغاز ہوگا اور یہ وہ خطہ تھا کہ جہاں اپنی جہالتوں پر عربوں کو ناز تھا یعنی آخری نبی اور آخری پیغام اہم ترین پیغام اہم ترین کتاب اور سب سے عظیم نبیؐ جس مقام پر بھیجا جا رہا ہے اس کہ معنی کے وہاں تبلیغ کرنا آسان نہیں وہاں مشکل کام ہے تبلیغ کرنا اس لیئے آخری نبیؐ کو بھیجا گیا یعنی اگر ہمارے نبیؐ کی جگہ یہاں موسیٰؑ کو یا عیسیٰؑ کو یا داوٗدؑ کو بھیج دیا جاتا تو کبھی بھی نہ یہ انسان بنتے نہ مسلمان بنتے اور ہر نبیؐ عاجز آجاتا پتہ چلا سب سے مشکل قوم تھی جو انسان بننے کو تیار ہی نہیں تھی وہاں سب سے آخری عظیم نبیؐ کو بھیجا گیا کہ کام بہت مشکل ہے اور ہم کو یقین ہے کہ یہ کام تم کر کے دکھاوٗ گے اور نبیؐ نے وہ کام دس برس میں اور تیرہ برس میں کر کے دکھا دیا زیادہ عرصہ بھی نہیں لگا پچاس سو برس بھی نہیں لگے۔ تیرہ برس میں انھیں انسان بنا دیا جب وہ انسان بن گئے مدینے کے دس برس میں انہیں مسلمان بنایا۔

کتنا مشکل کام تھا تیرہ برس میں انسان بنایا اور دس برس میں مسلمان بنایا اب جب اتنی محنت کر لی کہ انسان بھی بن گئے اور مسلمان بھی بن گئے تو اب نبیؐ نے غدیر کے دن اعلان کیا کہ اب تم صاحب ایمان بھی بن جاوٗ لیکن اس سے اندازہ کریں کہ ضدیں اتنی سرائیت کر گئی تھیں کہ انسان اور مسلمان بننے کے باوجود اس منزل پر واپس ہو گئے اور بس یہ چاہا کہ کافی ہے کہ ہم انسان ہیں اور مسلمان ہیں اور کافی ہے قرآن تو یہ ضد تھی اب سوچئے کہ ایک ضد رہ گئی تو ایسی کتنی ضدیں تھیں

جن کو رسولؐ اللہ نے ختم کیا آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کتنے نبی آئے کسی قوم میں ایسا نہیں تھا کہ اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دے یہ واحد قوم ہمارے نبی کی ہے اور یہ قوم تو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیتی تھی اس عادت کو چھڑانے کے لیے اپنے محبوب ترین نبیؐ کو بیٹے سے محروم رکھا اور وہ یہ شکوہ نہیں کرتا کہ تو نے ہر نبی کو بیٹا دیا لیکن ہم کو تو بیٹا نہیں دے رہا ہے اس لیئے کہ اُسے معلوم ہے یہ حرکت چھڑانا مشکل ہے اس لیئے ہمیں بیٹی دی گئی ہے تا کہ انہیں ہم یہ بتائیں کہ بیٹی کی عظمت کیا ہے کم از کم ہمارے نبیؐ نے اُن سے یہ تو منوالیا کہ بیٹی کا احترام کیا ہے اور آج کوئی مسلمان بیٹی کی محبت سے انکار کرنے کو تیار نہیں ہے اگر یہ عادت نہ چھٹتی تو کیا ہوتا یہ تصور کریں اور کیا ہو رہا ہوتا۔ بیٹے کی محبت ابراہیمؑ نے پیدا کروائی اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری رکھ کر اُس کو ہمارے نبی نے مسلسل کر دیا کہا بھائی یہ ٹھیک ہے بیٹے کی عظمت تو تم سمجھ رہے ہو صدیوں سے لیکن بیٹی کی عظمت کو ہم سمجھائیں گے وہ ہم منوائیں گے اور نبی نے چند برسوں میں منوا بھی لیا اور آخری پیغام میں یہ ہے کہ بیٹی کے گھر پر رک کر درود اور سلام پڑھنا دروازے پر پانچ مہینے مسلسل پانچ وقت آیۂ تطہیر کی تلاوت یہ ہے میری بیٹی کا دروازہ اُس کی تعظیم کروا کے سمجھایا کہ اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ انسان اپنی اپنی بیٹیوں کا احترام تو کرنے لگا لیکن دل میں ایک بغض تھا جو بغض بعدِ نبی نکل گیا رسولؐ کی بیٹی نے اس کی پرواہ بھی نہیں کی کہا تم ایسا کر رہے ہو اور ہم تمہاری بیٹیوں کے لیے یہ کر رہے ہیں کہ یہ قیامت تک کے لیئے اپنے حقوق کی پاسدار ہو جائیں دیکھئے رحمت اللعالمینؐ کی بیٹی کا عمل کہ ہر مسلمان اپنی بیٹی کا حق ادا کرے، حق سے محروم نہ کرے کامیاب ہو گئی رسولؐ کی بیٹی آج ہر انسان ہر مسلمان مرنے سے پہلے اپنی اپنی بیٹیوں کا حق دینے کو تیار ہے

اور حق چھیننے کو کوئی تیار نہیں ہے، یہ ہے رسولؐ کی بیٹی کا عمل کہ یوں انسان کو انسان بنایا۔ یہ ہے حقوقِ انسانیت حیوان نہ بن جانا ارے حیوان بھی اپنی اولاد کا خیال رکھتا ہے حیوان بھی اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے یہ تو نبی نے کہا فتح مکہ کے دن اپنی اولاد کو دفن نہ کرنا زندہ نہ گاڑ دینا ہم بیعت اِس بات پر لے رہے ہیں، شرط لگائی یعنی نبی نے مکے والوں سے کہا کہ وعدہ کرو اب تم اپنی بیٹی کو نہیں گاڑو گے یہ ہے انسانیت کا احترام کروانا وہ جو طٰہٰ ہے، جو حٰمٓ ہے یٰسین ہے جو احمدؐ مرسل ہے، جو مجتبیٰؐ ہے، جو مرتضیٰؐ ہے۔ جو مصطفیٰؐ ہے، جو مختارِ کُل ہے، جو سردار عالم ہے، بشیر ہے، نذیر، ہے سراجِ منیر ہے، یہ ساری صفات انسانیت کو دیں جو خُلقِ عظیم کا مالک ہے اُس کی جبین پر کبھی شکنیں نہیں آتیں چونکہ وہ رحمت ہے سراپا رحمت ہے وہ تمہیں دیکھ کر منہ نہیں پھر لیتا وہ جانتا ہے کہ انسان کیا ہے بحیثیت انسان کو انسان سمجھا اور انسان بنایا وہی انسان جب سطح سے گر گیا تو اپنے نبی کو وہ وہ باتیں کہیں کہ انسان حیوان کو بھی نہیں کہتا یعنی وہ باتیں حیوان بھی نہیں کرسکتا جب وہ باتیں کہی گئیں تو پھر اللہ نے اُس کی تردید کی قرآن میں :-

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ○

مجھ کو ''ن'' کی قسم مجھ کو قلم کی قسم اور مجھ کو اُس تحریر کی قسم جو مستقبل میں لکھی جائے گی اور اپنے رب کی نعمت کے سبب تمہارا نبی دیوانہ نہیں ہوا۔ یعنی یہ تمہیں انسان بنا رہا ہوں اور تم اسے دیوانہ کہہ رہے ہو ہم قسم کھا رہے ہیں اس منزل پر ''ن'' کی قسم اور قلم کی قسم اور لکھی جانے والی تحریر کی قسم ہم نے اِس پر نعمتیں نازل کی ہیں تم اسے دیوانہ کہہ رہے ہو، یعنی پروردگار کسی الزام کی تردید میں قسم کھائے مفسرِ تفسیر میں اپنی یہ بحث لکھتا ہے یہاں ''ن'' سے کیا مراد ہے۔ قلم تو سمجھ میں آیا کہ

اُس کی قسم ہے۔ یہ ''ن'' کیا شروع میں ہی بحث اُلجھ گئی آگے جاننا ہے کہ یہ قلم اور کاغذ کیا ہے اور دیوانگی کا الزام کس نے لگایا اُلجھا دو انسان کو کہ کیا ہے ''ن'' اب بحث ہونے لگی کہنے لگے سمجھ میں نہیں آرہا ہے متشابہ ہے چونکہ قرآن میں جنابِ یونسؑ کو ذوالنون کہا گیا یعنی مچھلی والا ''ن'' کے معنی مچھلی یعنی مچھلی اور قلم کا حالانکہ کوئی جوڑ ہی نہیں ہے تحریر سے تو قلم کا رشتہ ہے کہ وہ تحریر کی قسم جو لکھی جائے گی لیکن اب قلم سے مچھلی کا رشتہ نہیں بنتا لیکن مفسر اصرار کر رہا ہے کہ یہاں ''ن'' کے معنی ہیں مچھلی کے اور یہاں جنابِ یونسؑ کو مخاطب کیا گیا ''ن'' یعنی یونسؑ کی قسم، قلم کی قسم اور لکھی جانے والی تحریر کی قسم نبیؐ اپنے رب کی نعمت کے سبب سے دیوانہ نہیں ہے مجنون نہیں ہے ہر مفسر تفصیل کے ساتھ کہتا ہے کہ عبرانی زبان میں مچھلی کو ''ن'' کہتے ہیں اور ''ن'' کی شکل مچھلی کی طرح ہوتی ہے یعنی مچھلی کی آنکھ جو ہے وہ ''ن'' کی طرح ہے گویا آنکھ میں نقطہ رکھ دیا یعنی مچھلی کی آنکھ میں جو نقطہ ہے وہ ''ن'' کی طرح ہے اس کا مطلب یہ ''ن'' سے مچھلی مراد ہے تو آج کی مجلس کا موضوع مچھلی ہے تو مچھلی کو حیوانوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ مچھلی دریا میں تالاب میں نہروں میں چشموں میں اور سمندروں میں پائی جاتی ہے اب تک ایک اندازے کے مطابق چالیس ہزار قسمیں تلاش ہو چکیں ہیں اور بعض وہ مچھلیاں ہیں بھاری بھرکم ہاتھی سے بھی بڑی کہ وہ مچھلیاں بڑے بڑے جہاز الٹ دیتی ہیں یعنی مچھلی کا تذکرہ اتنا اہم ہے کہ اگر ''ن'' کی بحث نہ بھی کرتے، قرآن میں تو بھی چھ مقامات پر مچھلی کا تذکرہ کیا ہے خدا نے قرآن میں جب تمام مفسرین نے لکھ دیا تو ہم نے بھی تسلیم کر لیا کہ ہاں ''ن'' سے مراد مچھلی ہے لیکن باقی جو آیات ہیں اب تسلیم تو اس لیئے کیا کہ ہمیں مچھلی پر تقریر کرنا ہے یہ نتیجہ تو بعد میں برآمد ہوگا کہ

یہاں کا نون جو ہے وہ مچھلی ہے یا نہیں لیکن باقی چھ مقامات پر جو مچھلی کا تذکرہ ہے اُن پر بھی تو نظر رہے کہ وہ کیا ہیں یعنی مچھلی کیا ہے اور مچھلی کا ذکر قرآن نے کیوں کیا؟

مچھلی کا ذکر قرآن میں پہلا مقام سورۂ کہف میں قرآن میں جہاں مچھلی کا ذکر ہوا اور جنابِ موسیٰؑ سے کہا گیا کہ جا کر جنابِ خضرؑ سے ملاقات کرو وہ آبِ حیات کے پاس تمہیں ملیں گے راستہ بھی بتا دیا گیا جب حضرت موسیٰؑ چلنے لگے تو یوشع بن نون کو بھی ساتھ لے گئے پھر نون آ گیا یوشع بن نون کو ساتھ لے لیا اور کہا ایک بھنی ہوئی مچھلی لے لو وہ مچھلی بھون کر یوشع نے ایک برتن میں رکھ لی اور دونوں چلے ایک مقام پر سمندر کے کنارے یوشع بن نون نے مچھلی نکالی کہ صاف کر کے موسیٰؑ کے سامنے رکھیں وہ مچھلی یوشعؑ کے ہاتھ سے نکلی اور پانی میں گئی یعنی سمندر میں کود گئی یوشع نے واقعہ کو بھلا دیا سفر شروع ہو گیا، کافی آگے نکل گئے مگر راستہ نہ ملا تو موسیٰؑ نے پوچھا وہ مچھلی کہاں ہے تو یوشع نے کہا میں بنا رہا تھا میرے ہاتھ میں سے نکلی اور سمندر میں پہنچ گئی کہا وہی تو مقام ہے جہاں سے ہم راستہ بھولے غلط راہ پر ہم چل دیئے جدھر مچھلی گئی ہے اُدھر ہمیں جانا ہے تب خضرؑ ملیں گے خضرؑ سے ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰؑ کو علم ملے علم کا راستہ مچھلی نے بتایا اب وہاں سے موسیٰؑ واپس ہوئے اب جہاں مچھلی پانی میں کودی تھی وہاں سے صحیح راستے کا تعین کیا اور وہاں سے اُس مقام پر پہنچے جہاں پر حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی اور موسیٰؑ کو علم ملا ایک مچھلی کی جان بھی بچ گئی ایک نبی اور اس کا نائب خضرؑ سے ملے تو علم ملا نبی کو کہ مچھلی زندہ نہیں تھی بھُنی ہوئی تھی لیکن پانی کو دیکھ کر اُس میں زندگی آ گئی تو اس لیئے عربوں نے یہ مثل رکھ دی "اسمك في الماء" مچھلی کی زندگی پانی سے اور پانی مچھلی سے عربوں کی مثلیں بڑی گہری ہوتی ہیں عربی زبان میں اور

اُس کے بڑے معنے ہوتے ہیں اُتنی سچی ہوتی ہیں کہ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہوتی اب یہ تو قرآن کی آیت ہے کہ بُھنی ہوئی مچھلی زندہ ہوگئی دیکھئے کہاوت کتنی سچی ہے کہ اگر مچھلی مر بھی جائے تو پانی کو دیکھ کر زندہ ہو جاتی ہے اس لیئے کہ مچھلی پانی کے ساتھ اور پانی مچھلی کے ساتھ پرانی مثل قرآن میں مفسرین کو وہاں کام آئیں جہاں قرآن کی آیات سمجھانا پڑیں اور انسانوں کو سمجھانا اتنا مشکل تھا کہ انسانوں کو سمجھانے کے لئے زیادہ تر مثالیں حیوانوں سے لی گئیں یعنی اب تک انسانوں کو ہدایت دے رہا ہے حیوان کتنی عجیب بات ہے اب قرآن نے کہا

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○ (سورۂ شوریٰ آیت ۲۳)

میں تم سے کچھ نہیں مانگتا اجر رسالت سوائے اس کے تم میرے قربیٰ سے مودّت کرو مفسر نے سمجھا دیا "قُلْ کیا ہے، لَّآ کیا ہے اَسْئَلُكُمْ کیا ہے۔ اِلَّا کیا ہے مودّت کیا ہے قربیٰ کیا ہے لیکن پوری آیت میں جو سب سے زیادہ مشکل لفظ ہے جس کا سمجھانا مشکل ہے وہ ہے سب سے چھوٹا لفظ "فی" اب دیکھئے قل کہہ دو لا نہیں چاہتا تم سے سوائے اس کے کہ تم میرے قربہ سے مودّت کرو لیکن لفظ بیچ میں آیا فی یہ نہیں سمجھ میں آرہا تھا یعنی "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" یہ جو "فی" القربیٰ کی فی ہے نا یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا یہ پرانی کہاوت کام آئی سمجھانے کے لیئے فی کے دو معنی اِس لئے سمجھنے میں اشکال ہوا، شکوک ہوئے فی کے ایک معنی کہ کوئی خرابی ہے کوئی فی ہے اور دوسرے فی کے معنی باریکی یعنی اس فی میں کوئی باریکی ہے یعنی یہاں فی کے معنی ہیں کہ اس میں

کوئی نکتہ ہے "مودۃ فی القربیٰ" قربیٰ سے مودت کرنے میں اے انسان تیرے لیئے کوئی نکتہ ہے اُس لفظ میں اسے سمجھنا ہے تو مفسرین نے کہا یوں سمجھو "السّمکُ فی المآء" پانی مچھلی کے ساتھ مچھلی پانی کے ساتھ تو "مودۃ فی قربیٰ" مودّت قربیٰ کے ساتھ اور قربیٰ مودّت کے ساتھ یعنی فی کو سمجھو مچھلی کے ساتھ پانی مچھلی کے ساتھ فی کا لفظ لگا ہے سمجھو کوئی باریکی ہے کوئی نکتہ ہے وہ نکتہ سمجھایا کہ وہ نکتہ کیا ہے مچھلی پانی میں زندہ ہے مچھلی پانی سے نکالی گئی مرگئی مچھلی کی روح مچھلی کی زندگی اور حیات پانی سے ہے پانی سے نکالا اب چونکہ پانی سے مودّت ہے تو پانی سے نکل کر مرتی ہے اور شہادت کی موت مرتی ہے۔ کبھی مچھلی کھائی آپ نے بازار سے لائے لاکر کیا کرتے ہیں یہ کہ "لا الٰہ اللّٰہ اکبر" پڑھتے ہیں نہیں پڑھتے کیوں نہیں پڑھتے کیا بغیر حلال کیئے کھا لیتے ہیں حالانکہ ہر جانور حلال کر کے کھاتے ہیں اور مچھلی کے حلال کرنے کا ذبیحہ کیا ہے کہ صاحب حکم ایسا ہی ہے کہ تو کیا کہتے ہیں نئی مچھلی پانی سے نکلی اور ذبح ہوگئی حلال ہوگئی یہی تو دلیل ہے کہ جانور ذبح ہوتا ہے جب حلال کیا جائے مچھلی ذبح ہوتی ہے جب پانی سے جدا ہو۔ اِدھر پانی سے جدا ہوئی حلال ہوئی تو پانی میں جب تک ہے تو زندہ ہے اگر نکالنے کے بعد پانی میں پھر ڈال دیں اور پانی میں جا کے وہ مرجائے تو حرام ہے پانی میں مرجائے تو حرام آپ کے ہاتھ میں آجائے تو حلال تو یہ اختیار اللہ نے آپ کو دے دیا کہ اگر آپ کے ہاتھ میں مچھلی آجائے تو بغیر ذبح کئے حلال اللہ تمہیں اتنے اختیارات دیئے بیٹھا ہے آلِ محمدؐ کے اختیارات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہے ہیں اتنا بدبخت ہے یہ انسان کہ اللہ سے سارے اختیارات لے کر استعمال کر رہا ہے اور آلِ محمدؐ کے اختیارات کا انکار

کر کے حیوان سے بدتر بنتا جارہا ہے میرا موضوع آپ تک پہنچ رہا ہے نا۔ (صلوٰۃ)

مچھلی پانی کے ساتھ اور پانی مچھلی کے ساتھ قربیٰ سے مودّت کرو محبت کرو کیسی کہا جیسی مچھلی کو پانی کے ساتھ اور پانی کو مچھلی کے ساتھ دو طرفہ محبت ہے پانی مچھلی کو کھینچ لیتا ہے مچھلی پانی کی طرف بڑھ جاتی ہے یہ کیسی محبت ہے یہ ایسی محبت ہے نہ ختم ہونے والی محبت یوشع بن نون نے بھون لیا تھا مچھلی پک چکی تھی اور بھُن چکی تھی پک چکی تھی لیکن پانی دیکھا کود گئی قرآن کہہ رہا ہے، اللہ کہہ رہا ہے کیا محبت ہے مچھلی کو پانی سے سورۂ کہف میں پڑھ لیجئے تمام مفسرین یہی سمجھا رہے ہیں کیسی محبت ایسی محبت جیسی مچھلی کو پانی سے اور پانی کو مچھلی سے گلا کٹ جائے گھر لٹ جائے تکلیفیں پہنچائی جائیں مر جاؤ کٹ جاؤ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ مودّت ختم نہ ہو ویسی مودّت جیسی پانی کو مچھلی اور مچھلی کو پانی سے مودّت ہے مچھلی لائے تم کٹ گئی ٹکڑے ہوئے بھونی تم نے پھر کھائی تم نے پیاس لگی پانی یہ پانی پیا تو کہا بھئی خیریت تو ہے کہا آج مچھلی کھائی اس لیے پیاس لگ رہی ہے یہ بھی محاورہ بن گیا یعنی مچھلی پیٹ میں ختم ہو گئی ہضم ہو گئی مگر ہے کہ پانی مانگے جا رہی ہے پانی سے رشتہ نہیں توڑ رہی شکم انسان میں پہنچی مگر پانی مانگ رہی ہے یہ مودّت ہے۔ تو محبِّ اہلِ بیتؑ شکم قبر میں پہنچا مودّت پکار رہی ہے یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ، رشتہ مودّت کا نہیں ٹوٹے گا، مرنے کے بعد بھی مودّت پکارے گی، میت ہے لیکن رشتہ نہیں توڑ رہی ہے ارے حیوان سے سمجھایا جائے انسان کو مچھلی سمجھا رہی ہے اے انسانو! مودّت کو سمجھو میں پانی پر مرتی ہوں تم قربیٰ سے محبت نہیں کرتے میری زندگی پانی میں ہے اور اے انسان تیری زندگی قربیٰ کی محبت میں ہے اگر مجھے پانی سے مودّت نہیں تو میں مردہ ہوں اور اگر تجھے قربیٰ سے مودّت نہیں تو تو مُردہ ہے تیرا

پانی قربیٰ کی مودّت اور میرا پانی دریاؤں اور سمندر کا پانی۔ پانی ایک علم ہے اور پانی علم کا راستہ ہے ابھی کیا سنایا تھا مودّت علم کا راستہ ہے مودّت علم مجسم ہے اگر علم نہیں تو جہالت ہے اور جہالت موت ہے اور علم زندگی ہے جہل موت ہے اور علم زندگی ہے مودّت زندگی ہے مودّت کی ضد کیا ہے کفر موت ہے ایمان زندگی ہے اور ایمان مودّت ہے مودّت زندگی ہے نہ خود آلِ محمدؐ کبھی مرتے ہیں نہ اپنے چاہنے والوں کو مرنے دیتے ہیں یہ سب کون بتا رہا ہے۔ یہ سب مچھلی سمجھا رہی ہے مچھلی بتا رہی ہے چلو ''نٓ'' کے معنی مچھلی ہی سہی یعنی مچھلی کا لفظ رکھ کر بتایا کہ اے مچھلی تو ہی بتا کہ کیا ہے قلم کیا ہے وہ تحریر جو قلم سے لکھی گئی کہ جب قلم مانگا گیا تو کہاں لکھی گئی لکھی جائے گی جب قلم مانگا کاغذ مانگا تو کیا کہا گیا میں کیوں بتاؤں کہ کیا کہا گیا قرآن بتائے گا کیا کہا گیا تو خدا نے یہ کہا یہ میرا نبیؐ دیوانہ نہیں ہے مجنون نہیں ہے چلو مچھلی سہی مچھلی سے کم از کم یہ تو پتہ چلا کہ قلم کیا ہے اور کاغذ اور تحریر کیا ہے اور وہ دیوانگی کا الزام کیا ہے ایک یہ سورۂ کہف اور دوسرا مقام جہاں مچھلی کا ذکر ہوا سورۂ یونسؑ قرآن میں ہے دسواں سورہ یونسؑ نبی کے ساتھ یہ ہوا کہ ایک وقت میں انسانوں سے بیزار ہوئے دوسرے وقت میں انسانوں سے محبت کی جو انسانوں سے محبت کرے اُس کا نام ہی یونسؑ پڑ جاتا ہے اس لیئے یونسؑ نام ہو گیا قصہ کُل اتنا کہ اللہ نے بیان کیا کہ قوم یونسؑ بڑی سرکش قوم تھی بہت سمجھایا بہت تبلیغ کی قوم نہ مانی آخر میں بہت عاجز آ گئے انسانوں سے محبت کرنے والے یونسؑ انسانوں ہی سے پریشان ہو گئے اپنے دو شاگردوں کو جنھیں بچپن سے پالا تھا ایک نام تنوخا اور دوسرے کا نام روبیل تھا۔ ایک عابد تھا اور ایک عالم تھا دونوں کو بلا کر پوچھا کہ اب اس قوم کے ساتھ کیا کیا جائے اور میں نے یہ طے کیا کہ ان

کے لیئے اللہ سے عذاب کی دعا کروں یعنی ان کے لیئے بد دعا کردوں اور یہ سب تباہ اور برباد ہو جائیں تنوخا جو عابد تھا اُس نے کہا بالکل آپ ان کے لیئے اللہ سے عذاب طلب کیجئے اور روبیل جو عالم تھا اُس نے کہا آپ اللہ سے عذاب نہ طلب کیجئے ہوسکتا ہے یہ راہِ راست پر آجائیں تو اللہ نے یہاں پر عابد اور عالم کا فرق دکھایا کہ عابد صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے اُسے انسانوں سے دلچسپی نہیں ہے تو وہ وہی کرے گا جو اُسے کرنا چاہیئے عالم علم سیکھتا ہے انسانوں کی خدمت کے لیئے عالم کو انسانیت کا خیال ہوتا ہے حالانکہ اُس نے غلط بات نہیں کہی نبی کہہ رہا ہے کہ عذاب مانگوں یعنی انسانوں سے جب نبی بھی عاجز آجاتا ہے تو عذاب کی بددعا کرتا ہے اے پروردگار ان پر عذاب نازل فرما لیکن عالم کہتا ہے ٹھہریئے ٹھہریئے شاید انسان بن جائیں عالم کر کیا رہا ہے ہر وقت علم کا درس ہو رہا ہے، علم سے بیزار لوگوں پر کوئی غصہ نہیں آرہا ہے کسی کو بزم سے نہیں نکال رہے شاید انسان بن جائیں یہ ذکر سن کر، اس میں اللہ کا ذکر ہے ایک نہ ایک دن بن جائیں گے، جبر نہیں، زبردستی نہیں علم زبردستی نہیں کرتا۔ "وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِین" ہم نے پہنچا دیا سمجھا دیا سمجھ میں آئے مانو، سمجھ میں نہ آئے نہ مانو، جب ضرورت پڑے گی پھر آؤ گے، بہتر بار آؤ گے اور بہتر بار کہو گے یا علیؑ اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا علم معجزہ ہے علم عاجز کر دیتا ہے جیسے موسیٰؑ کو خضرؑ کے سامنے عاجز کر دیا موسیٰ کو کیا پتہ علم کی منزل ہے یہاں صبر چاہیے وہ کہہ رہے ہیں یہ کیا یہ کیا لیکن یہ کہہ رہے ہیں یہ علم کی منزل ہے یہاں صبر کرنا ضروری ہے بے صبر علم حاصل نہیں کرسکتا حضرت یونسؑ کا شاگرد جو عالم تھا اُس نے کہا نہیں عذاب کی دعا نہ طلب کریں سدھر جائیں گے ٹھیک ہو جائیں گے لیکن روبیل کی بات

حضرت یونسؑ نے نہیں مانی کہا پروردگار اس قوم پر عذاب آجائے اور یہ قوم تباہ ہوجائے میں تو چلا اب ان پر عذاب آجائے گا یہ سب فنا ہوجائیں گے ساحل پہ پہنچے سامنے کشتی کھڑی تھی اُس میں بیٹھ گئے یہ تو چلے کشتی میں اور اُدھر عذاب آیا یعنی قرآن نے کہا کہ اتنا نزدیک تھا عذاب کہ پوری قوم ہاتھ بڑھا کر محسوس کرلے اتنا قریب تھا عذاب جب عذاب کو دیکھا تو سب بھاگے ہوئے روبیل کے پاس آئے کہا اب کیا کریں کہا اب بھی توبہ کرلو عذاب ٹل جائے گا عالم کا علم دیکھا آپ نے عابد یہ باتیں نہیں بتا سکتا وہ صرف عبادت کرسکتا ہے اگر کسی کو شک ہے تو پھر سمجھاؤں قرآن سے فرشتوں نے کہا پروردگار ہم تیری عبادت کرتے ہیں کہا تم اپنے دعوے میں اگر سچے ہو تو یہ نام بتاؤ اور لے جاؤ خلافت لیکن آدمؑ سے کہا تم بتاؤ آدمؑ عالم تھے فرشتے عابد تھے خلافت عالم کو ملتی ہے عابد کو نہیں ملتی۔ فرق کیا ہے عابد اور عالم میں عابد صرف اپنی ذات کے لیئے عبادت کرتا ہے اور عالم پوری انسانیت کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اگر عابد سے کہیں کہ دعا کریں ہمیں دو کروڑ روپے مل جائیں وہ کبھی دعا نہیں کرے گا وہ آپ کے لئے دعا نہیں کرے گا وہ کہے گا اپنے لئے دعا کیوں نہ کروں عابد بخیل ہوتا ہے عالم بخیل نہیں ہوتا وہ اپنے علم کو لٹا دیتا ہے اس لئے کہ علم بانٹنے سے بڑھتا ہے روکنے سے نہیں بڑھتا روبیل نے کہا توبہ کرو قوم نے کہا کیسے کریں کہا بچوں سے ماؤں کو جدا کرو جتنے بھی انسان اور حیوان ہیں سب کے بچوں کو ماؤں سے الگ کرو اور اُس کے بعد زمین پر سر رکھ کر گڑگڑا کر رو کر دعا کریں پروردگار ہم سے غلطی ہوئی ہمیں معاف کردے ہم نے اپنے سارے کفر کے عمل چھوڑ دیئے تو کریم ہے ہم پر سے یہ عذاب ہٹالے اتنا روئی قوم سجدے میں گر کر اور بچے ماؤں سے جدا ہو کر اتنا

روئے اتنی چیخ و پکار زمین پر ہوئی اتنا گریہ ہوا کہ اللہ کو وہ گریہ پسند آ گیا عذاب ٹل گیا جہاں گریہ زیادہ ہوتا ہے اللہ کا عذاب ٹل جاتا ہے اب تک جو انسانیت پر سے عذاب ٹلا ہوا ہے وہ اس لیئے ہے کہ امام باڑوں سے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں گریہ ہو رہا ہے مسلمانوں سے کہو تم سجدے کرو شکرانے کے کہ ہم گریہ کر کے اور رو کر عذاب کو ٹال رہے ہیں ورنہ عذابِ الٰہی اتنا قریب ہے کہ ہاتھ سے چھو لو تو روبیل کے مشورے پر قومِ یونسؑ نے جو گریہ کیا تو عذاب ٹل گیا پتھر برسنے والے تھے عذاب ٹل گیا جب عذاب ٹل جاتا ہے تو برکتیں ہی برکتیں شروع ہو جاتی ہیں جب زمین پیاسی ہوتی ہے تو پانی مانگتی ہے اور آسمان کے پانی سے زیادہ قیمتی پانی آنکھ کا ہوتا ہے۔ بادل ہٹے تو آنکھیں برسیں آنکھیں برسیں تو برکتیں برسیں یہ جوہر ہے وہ بھی اللہ نے بنایا یہ جوہر بھی اللہ نے بنایا وہ پانی سمندر سے آ کر برستا ہے یہ پانی لہو سے بن کے برستا ہے یہ خون سے بنتا ہے زمین خون ہی تو مانگتی ہے اور زمین کی طلب کیا ہے۔ یا شہادت یا آنسو روئے تو عذاب ٹلا اب قوم تو آرام سے رہنے لگی جنابِ یونسؑ کشتی پر بیٹھے ایک بڑی وہیل مچھلی آئی اور اُس نے کشتی کو گھیرا یہ قرآن ہے قرآن ملاح نے کہا اس کشتی میں کوئی گناہ گار بیٹھا ہے اس لیئے کشتی عذاب میں ہے مچھلی کبھی اِدھر سے حملہ کرتی ہے کبھی اُدھر سے حملہ کرتی ہے یہ کشتی کو اُلٹ دے گی تو یونسؑ نے کہا کوئی ہے ایسا بندہ تو قرعہ اندازی کرو اب جس کا نام نکل آئے اُسے مچھلی کے حوالے کر دو تو قرعہ ڈالا جانے لگا تو ملاح نے کہا کوئی ہماری کشتی میں ایسا غلام بیٹھا ہے جو کہ اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے قیمتی جملہ ہے کہ کوئی غلام جب اپنے آقا سے بھاگتا ہے تو کوئی چیز سلامت نہیں رہتی۔ یعنی یہ اللہ نے کہا بڑا عجیب جملہ ہے کہ کشتی میں کوئی غلام ایسا ہے جو اپنے آقا سے بھاگا

ہے۔تو معصوم سے پوچھا گیا امام نے کہا مالک اللہ تھا اور غلام یونسؑ تھے تو یونسؑ اپنے آقا یعنی خدا سے بھاگے تھے تم بھی تو علیؑ کے غلام ہو کبھی بھی اپنے آقا سے نہیں بھاگنا عذاب میں آجاؤ گے اس لیئے کہ یہ عذاب نبی کو نہیں چھوڑتا تو تمہاری حقیقت کیا ہے جب کہہ دیا آقا تو ہیں آقا، بھاگنا نہیں ہے، قرعہ یونسؑ کے نام نکلا جتنے بھی کشتی میں تھے سب نے اُٹھا کر یونسؑ کو پھینکا مچھلی نے منھ پھیلایا اور یونسؑ کو نگل لیا موضوع مچھلی ہے نا اِدھر یونسؑ کو نگل کر مچھلی چلی اور گہرائی تک جاتی رہی لکھتے ہیں کہ تمام سمندروں اور دریاؤں کی سیر کی، مچھلی کے شکم میں یونسؑ ہیں سمندروں کی سیر خود بھی کی اور یونسؑ کو بھی کرائی اب یونسؑ سمجھے یہ کیا ہو گیا سات دن تک یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں رہے اب کیا کریں اسے تو اپنے صاحب کو سیر کرانی تھی مچھلی کا صاحب کون حضرت یونسؑ اس لیئے قرآن میں ان کو مچھلی والا صاحب کہتے ہیں۔

مچھلی سیر کرا رہی ہے اپنے صاحب کو آیت نے یہی کہا مچھلی نے اپنے صاحب کو سیر کرائی تو مچھلی ہوئی صحابی اور یونسؑ ہو گئے صاحب اور یہ صحابی تو ہو سکتا ہے مفسر نے یہاں نون کے معنی مچھلی اس لئے لکھے ہوں گے کہ قلم کی قسم اور صحابی کی قسم قلم کی قسم قرطاس کی قسم کسی نے کہا کہ رسولؐ دیوانے ہو گئے (نعوذ باللہ) اب سمجھ میں آگیا ''ن'' کے کیا معنی ہیں اب سمجھ میں آیا تو اپنے صاحب کو سیر کرائی اور سات روز۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورۂ انبیاء آیت ۸۷)

پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ بس ایک تسبیح تھی اُس تسبیح کو یہ طاقت دی ہے اللہ نے کہ تم پر کوئی مصیبت پڑے تو ایک تسبیح یہ یونسؑ والی پڑھ لو۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ○ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ○ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ○ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ○ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○

(سورۂ صافات آیت ۱۳۹ تا ۱۴۸)

''اور اِس میں شک نہیں کہ یونسؑ بھی پیغمبروں سے تھے۔ وہ وقت یاد کرو جب یونسؑ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے تو اہل کشتی نے قرعہ ڈالا تو انہی کا نام نکلا اور یونسؑ نے زک اٹھائی اور دریا میں گر پڑے، تو ان کو ایک مچھلی نگل گئی، اور یونسؑ خود اپنی ملامت کر رہے تھے، پھر اگر یونسؑ خدا کی تسبیح اور ذکر نہ کرتے تو وہ قیامت تک مچھلی ہی کے پیٹ میں رہتے، پھر ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا، اور وہ تھوڑی ہی دیر میں بیمار نڈھال ہو گئے تھے، اور ہم نے ان پر سایہ کیلئے ایک کدو کا درخت اگا دیا، اور اس کے بعد ہم نے ایک لاکھ بلکہ ایک حساب سے زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا، تو وہ لوگ ان پر ایمان لائے پھر ہم نے بھی ایک خاص وقت تک ان کو چین سے رکھا''۔

اللہ نے کہا مچھلی کے پیٹ میں یونسؑ یہ پڑھ رہے تھے حضرت علیؑ سے کسی نے سوال کیا بتایئے وہ کون ہے کہ جس کو قبر نے اپنا صاحب سمجھ کر سیر کرائی، پتہ چلا

توریت اور انجیل میں مچھلی کے پیٹ کو قبر تصور کیا جارہا تھا اور قبر میں یونسؑ پہنچ چکے تھے مچھلی کا پیٹ مثل قبر ہے اور قبر اپنے مالک کو سیر کروا رہی ہے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے سبب یونسؑ ایسے ہو چکے تھے جیسے گوشت کا لوتھڑا جب مچھلی نے اُگلا وہ ایسے تھے جیسے ابھی بچہ پیدا ہوا ہو، مہینے اور برسوں لگے ٹھیک ہونے میں جہاں مچھلی نے اُگلا وہاں کدّو کی بیل اُگی اُس کے پتوں کی ہوا سے ان کے جسم کی کھال مضبوط ہوئی حکمت میں کدّو کے پھول ایسے انسانوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں جہاں لُنجے ہو جائیں۔

جن کا جسم ناکارہ ہو جاتا ہے قدرت نے خود علاج کیا وہ بیل سوکھ گئی کہا پروردگار ایک تو سایہ تھا وہ درخت بھی سوکھ گیا دھوپ بہت تیز ہے کہا اب دھوپ برداشت نہیں ہو رہی ہے میرے بندوں کو عذاب میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اس وقت احساس نہیں ہو رہا تھا کہ اُن کے ساتھ کیا ہوگا آج دھوپ کا احساس ہوا اب سمجھئے آلِ محمدؐ کیا ہیں خود مصیبت کی دھوپ میں رہتے ہیں اور انسانیت کو بچا لیتے ہیں یہ حسینؑ ہیں جو کربلا کی دھوپ میں ہیں، کیا ہے نبوت، کیا ہے امامت، کیا ہے فکر کیا ہے سوچ، قرآن کہتا ہے مچھلی لیئے لیئے یونسؑ کو پھری یہاں تک کہ سمندر کی تہہ میں گئی زمین کی اُس تہہ میں پہنچی کہ جہاں موسیٰؑ کے دور میں قارون کو دھنسایا گیا تھا مع اپنے خزانے کے یعنی وہاں قارون کو اس کے خزانے سمیت دھنسایا جارہا ہے جہاں فرشتے اُس پر عذاب نازل کر رہے تھے مچھلی قارون کے قریب سے گزری تو قارون کے کان میں آواز آئی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ فرشتوں سے کہا قارون نے یہ آواز ہم نے سنی آلِ عمرانؑ جیسی ہم اس آواز سے آشنا ہیں یہ تسبیح کی آواز ہے کیا آلِ عمران زندہ ہیں فرشتوں نے کہا

نہیں حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تسبیح پڑھ رہے ہیں کہا مجھے اجازت دو میں اللہ کے اس بندے سے بات کروں قدرت نے فرشتوں سے کہا عذاب روکو میرا مجرم میرے نبی سے بات کرنا چاہتا ہے فرشتے رُکے حضرت یونسؑ سے قارون نے پوچھا کچھ خبر ہے تمہیں عمرانؑ کی اور ہارونؑ کی کہا ہارونؑ مر گئے اور موسیٰؑ کہا وہ بھی مر گئے کہا ان کی اولاد سب مر گئے قارون نے کہا ہائے افسوس آلِ موسیٰؑ اور ہارون میں کوئی نہ رہا جیسے ہی اُس نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اولاد پر آہ کی اللہ نے کہا اب عذاب روک دو اس لیئے کہ اس نے ہمارے بندوں کے غم میں ہائے کہا ہے یہ واقعات انسانیت سکھاتے ہیں جو انسان اپنے نبی کی اولاد کے غم پر شہادت پر آہ نہیں کرتا وہ انسان نہیں ہے اس لیئے کہ حیوان بھی آہ کرتا ہے قارون کے عذاب میں کمی ہوگئی۔ اس لیئے کہ آہ کی بس مچھلی کے پیٹ سے سات دن کے بعد یونسؑ کو مچھلی نے اُگل دیا اللہ نے کہا اگر یونسؑ تسبیح نہ کرتے تو ہم قیامت تک یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھتے۔ قصہ ختم ہوگیا آپ نے سن لیا تفسیر کہاں ہوئی معصوم سے پوچھا گیا مولا قصہ تو پورا سامنے آگیا لیکن جو عالم ہوگا وہ کیا پوچھے گا یہ تو بتایئے مچھلی کے پیٹ میں ڈالا کیوں گیا وجہ کیا تھی کسی نبی پر اس طرح اللہ نے عتاب نہیں کیا یہ کیا ہے معصوم نے فرمایا، مولائے کائنات علی ابنِ ابی طالبؑ نے کہا سنو آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کوئی نبی ایسا نہیں کہ جب اُسے نبوت دی جارہی تھی تو سب سے اقرار لیا گیا محمدؐ کی نبوت پر اور علیؑ کی ولایت پر اقرار کرو ہر نبی پر ہماری ولایت کو پیش کیا گیا جب یونسؑ کو اللہ نے ہماری ولایت پیش کی تو چند لمحے کے لیئے قبول کرنے سے پہلے رُکے تھے صرف اتنا کہا تھا پروردگار علیؑ کو دیکھا نہیں تو کہہ رہا ہے ولایت علیؑ کو مانو حکم ہوا مانو کیونکہ سوال کیا کہ دیکھا نہیں جرح کی، اُس

کی وجہ سے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں جانا پڑا تو جب نبی کی معافی نہیں تو تمہاری حیثیت کیا اور چوتھے امام علی ابنِ الحسینؑ نے کہا کہ ہم نے سنا کہ علیؑ نے یہ کہا کہ چند لمحوں کی دیر کی تھی یونسؑ نے ولایتِ علیؑ کے اقرار میں تو اس لیئے مچھلی کے پیٹ میں ڈالا گیا یہ سچ ہے کہا دیکھنا چاہتے ہو سوال کرنے والا عبداللہ ابنِ عمر اور اصحاب بھی تشریف فرما ہیں کہا اُٹھو سارے صحابیوں کو اُٹھایا دوش پہ عبا ڈالی ابھی زمین پہ چل رہے تھے کہ اصحاب نے محسوس کیا کہ اب پانی پہ چل رہے ہیں چاروں طرف پانی دیکھا گھبرا گئے صحابی، امام نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں گھبراؤ نہیں پانی پہ چلتے چلتے سمندروں کو طے کیا اور ایک بار آواز دی یونسؑ کی مچھلی کا نام لے کر تجھے زین العابدینؑ بلا رہا ہے مچھلی باہر آئی امام نے کہا بتا تو نے یونسؑ کو کیوں نگلا تھا کہا ولایتِ علیؑ کے ماننے میں دیر کی اگر انسان کی سمجھ میں نہ آئے ولایتِ علیؑ تو مچھلی جیسا حیوان بتائے کہ ولایت علیؑ کیا ہے جہاں انسان اپنی مثالوں سے سمجھانے نہ پائے وہاں حیوان کی مثالوں سے سمجھا دو خود ہی سمجھ میں آجائے گا اور انسان چونکہ حیوان کی جلدی سے مثال سمجھ بھی لیتا ہے بچوں کی کتابوں میں دیکھیئے اگر حرف کو پہچنوایا تو جانوروں کی شکلیں بنائیں تا کہ بچّے کو یاد ہو جائے وہ تصویر سے حرف کی پہچان ہو جاتی ہے اب ''م'' سے مرغا تو بچہ نے حرف کو بھی پہچانا اور جانور کو بھی پہچانا معلوم ہوا انسان کو حیوان کی تصویروں سے حرف سمجھ میں آتے ہیں آلِ محمدؐ اللہ کے حرف ہیں خدا پہچنوا رہا ہے حرف سے ذات کو۔

آلِ محمدؐ لفظ ہیں تو اللہ کہتا ہے لفظ بھی پہچانو حرف بھی پہچانو سواری چلی مکّے سے ناقے پہ زینبؑ، قافلہ بڑھ رہا ہے عبداللہ ابنِ عباسؓ آگئے بڑھے کہا مولا اگر آپ جا ہی رہے ہیں تو عورتوں اور بچوں کو کیوں لے جا رہے ہیں عماری کا پردہ ہلا کسی

نے عماری کی لکڑی پر ہاتھ رکھا کہا عبداللہ بڑا اچھا مشورہ میرے بھائی کو دے رہے ہو کیا بھائی سے بہن کو چھڑانا چاہتے ہو تا کہ حسینؑ زینبؑ کو واپس کر دیں، سنو! عبداللہ ابنِ عباس زینبؑ حسینؑ کے ساتھ جی ہے اور حسینؑ ہی کے ساتھ مرے گی قولِ معصومہ ہے خطیب اعظم قبلہ سبطِ حسن صاحب اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے سامنے پیش کر دیا گیا منبر سے جواب دیجئے کہ زینبؑ نے کہا ہے کہ بھائی کے ساتھ جی ہے اور بھائی کے ساتھ مرے گی عصرِ عاشور کو بھائی تو مر گیا زینبؑ تو زندہ رہیں کہا جب بھائی مرا تو زینبؑ بھی مر گئیں دیکھئے منبر ہے اور دلیل دے رہے ہیں خطیبِ اعظم نے کہا جب حسینؑ کی شہادت ہوئی تو اُسی وقت زینبؑ مر گئیں دلیل یہ ہے کہ جب مچھلی کو پانی سے نکالو تو وہ مر جاتی ہے مچھلی کا ذبیحہ یہ ہے کہ اُسے پانی سے جدا کر دیا جائے زینبؑ کی زندگی چادر میں تھی پردے میں تھی جب چادر چھنی زینبؑ مر گئیں تو عصرِ عاشورہ کو بھائی بھی مر گیا اور بہن بھی مر گئی زینبؑ کی شہادت چادر کا چھننا ہے کیا سمجھ رہے ہو زینبؑ زندہ تھیں ارے جس کا پردہ چھن جائے کیا وہ زندہ رہے گی کبھی ٹھنڈے دل سے بیٹھ کر سوچنا وہ قدرت کی طاقت تھی جو زینبؑ کو زندہ رکھے ہوئے تھی اگر کسی ماں کا ایک مر جاتا ہے تو خبر سنتے ہی ماں پر دل کا دورہ پڑ جاتا ہے ہاجرہؑ نے صرف اتنا دیکھا کرتا پہناتے ہوئے کہ گلے پر چھری کا نشان لگ گیا کہا ابراہیمؑ میرے والی یہ اسمٰعیلؑ میرے بچے کی گردن پہ نشان کیسا ہے کہا حکمِ الٰہی سے یہاں چھری رکھ کر چلائی تھی تو بے اختیار روئیں ہیں بی بی سات دن تک روتی رہیں ارے میرے بچے کے گلے پر اگر چھری چل جاتی تو کیا ہوتا یہ کہتی کہتی ماں مر گئی ارے ماں مر گئی اس خیال سے کہ اگر چھری چل جاتی اور زینبؑ اٹھارہ لاشے دیکھے اور سب جوان ہوں گود کے پالے۔ بھتیجے، بھانجے،

بیٹے، عبداللہ ابنِ جعفرؑ نے کہا شہزادی چہرہ نہیں پہچانا جا رہا ہے جب مدینہ میں زینبؑ آئی ہیں اُس وقت عبداللہ ابنِ جعفرؑ نے پوچھا ارے شہزادی یہ بال سفید ہو گئے کہا عبداللہ ابنِ جعفرؑ اُس کی صورت کیا پہچانی جائے جس کے سامنے اٹھارہ لاشیں ہوں جس کے سب مار ڈالے گئے ہوں عصرِ عاشور کو چادر چھن گئی ہو اور زینبؑ بے پردہ ہو گئی ہو کوفے کا بازار شام کا بازار میں ترتیب کے ساتھ چہلم تک آپ کے ذہن کو مصائب میں بھی لے کر جاتا ہوں جیسے جیسے چہلم قریب ہونے لگتا ہے کوفہ و شام کے حالات دربار میں داخلہ قید خانہ قید خانے میں بی بی سکینہؑ کی شہادت اسیروں کا چھوٹنا چہلم کا دن اسیروں کا قبر حسینؑ پر آنا یہ ترتیب ہر سال رکھتا ہوں اُسی ترتیب سے تاریخیں قریب آتی جا رہی ہیں شام کا بازار آ گیا جنھوں نے زیارت کی ہے جو شام گئے ہیں بازار آج بھی قائم ہے دربار یزید کا آج بھی قائم ہے عجیب بات چوتھے امام نے بتائی فرمایا کہ کم از کم عورتیں جو کوفے میں تماشہ دیکھنے آئیں تھیں اُن میں زیادہ تر عورتیں وہ تھیں جو ہمیں دیکھ کر رونے لگیں بعض عورتیں چادریں لائیں بعض عورتیں وہ تھیں جو سکینہ بی بیؑ کے لیئے پانی لائی تھیں یا خرمے لاتی تھیں مگر رو کے کہا ہائے شام کی کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو ہماری ہمدرد ہو بلکہ جب شام کے بازار میں ہم آئے تو چاروں طرف سے عورتوں نے پتھر مارنے شروع کیئے کچھ انگارے پھینک رہی تھیں اور وہی وقت تھا کہ ایک مکان کی چھت پر سات عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں سب کے ہاتھ میں پتھر تھے ایک عورت نے پتھر پھینکا نیزے پر حسینؑ کا سر تھا وہ پتھر حسینؑ کی پیشانی پر لگا سر سے لہو بہا وہی وقت تھا بس وہی وقت بی بی زینبؑ نے اپنے بالوں کو ہاتھوں پر لیا اور چاہا عذاب کی بدّ دعا کریں تو سرِ حسینؑ سے آواز آئی زینبؑ بدّ دعا نہ کرنا ہمیں معلوم

ہے بہن تم کس مصیبت سے گزر رہی ہو تم رحمت اللعالمینؐ کی نواسی ہو زینبؑ دیکھیے بہت مشکل منزل تھی یہاں اگر بی بی بدّدعا کر دیتی شام والے عذاب کو ہاتھ سے چھو لیتے۔

لیکن واہ رے صبرِ زینبؑ اور وہ سیّد سجاد کا بیان ''الشام، الشام، الشام''۔ کہا سب سے زیادہ مصیبتیں شام میں پڑیں راوی نے پوچھا کیا ہوا کہا بس کیا بتاؤں جب دربار کا دروازہ قریب آ گیا اور اشقیاء رسیاں لائے ہیں اور انہوں نے ہمیں جانور کی طرح رسیوں میں باندھنا شروع کیا اور رسیوں کو کھینچتے ہوئے چلے جیسے ترک و دیلم کے غلاموں کو کھینچتے ہوئے لے جایا کرتے تھے اس طرح ہم سب کو لے کر چلے یہ دربار کا چھوٹا سا بیان نہیں کہ ختم ہو جائے لیکن آج کی حد تک بات ختم ہو رہی ہے کسی مقام پر زینبؑ نے سیّد سجادؑ سے یہ نہیں کہا کہ میں آگے نہیں بڑھوں گی میں آگے نہیں جاؤں گی لیکن جب باب الساعت پر پہنچیں کئی دن دربار سجانے میں لگائے گئے تھے تو کیسے لگائے کرسیوں پہ کرسیاں لگائی گئیں سات سو کرسیاں وہ تھیں جو سرخ مخمل کی تھیں اُس پہ وزرا بیٹھے تھے اور سات سو کرسیاں وہ تھیں جو چاندی کی تھیں جن پر سفراء بیٹھے ہوے تھے اور سات سو کرسیاں سونے کی تھیں جن پر یزید کے سارے مشیر بیٹھے ہوئے تھے سب سے آگے ایک ہزار وہ آدمی تھے جنھیں ذربفت کا لباس پہنایا گیا تھا جن پر یہ ذمہ داری تھی کہ ایک ہزار کی پلٹن سرِ حسینؑ کو یزید کے سامنے پیش کرے انھیں سجایا گیا تھا اور اُن کے سر پہ تاج رکھے گئے تھے کہ سب سے پہلے سر لے کر یہ داخل ہوں گے اُنھیں طشتیہ کہتے تھے سر اُن کے طشت میں رکھے ہوئے تھے چاروں طرف کنیزیں اور غلام کھڑے ہوئے تھے اور یزید تخت پر تھا اور سامنے شطرنج بچھی ہوئی تھی شطرنج

کھیلتا جاتا تھا اور دربار کی مشہور رقاصہ مرجانہ ہاتھ میں انار کی تھالی لیئے ہوئے یزید کے منھ میں پھینکتی جاتی اور رقص کرتی جاتی اور یزید کہتا جاتا ہے کہیں جہنم کہیں جہنم نہیں ہے آج ہم نے بدلہ لے لیا محمدؐ سے بدلہ لے لیا کوئی آخرت نہیں ہے بنی ہاشم نے ملک کے لیئے کھیل کھیلا تھا نہ کوئی وحی آئی نہ فرشتہ آیا سرور و کیف میں اشعار پڑھتا جاتا اور کہتا جاتا جام پہ جام ہمیں دیتے جاؤ شراب کی صراحی سے جام انڈیلے جاتے اور یزید کو جام پیش کیئے جاتے شراب لٹ رہی تھی ایسے میں زینبؑ نے سیّد سجادؑ سے کہا اے زین العابدینؑ تیری پھوپھی اس دربار میں نہیں جائے گی رونے کے لیئے ساری زندگی یہ جملہ کافی ہے اب تم تصور میں خود سوچو کہ علیؑ کی بیٹی نے کیا کہا کہ اے بیٹا سیّد الساجدینؑ تیری پھوپھی اس دربار میں نہیں جائے گی کیا سخت منزل تھی زینبؑ کے لیئے۔ جب زینبؑ رکیں تو پورا کارواں رک گیا چاروں طرف سے شمر کے حکم پر اشقیاء تازیانے لے کر آگے بڑھے یہ وہ منزل تھی کہ زینبؑ کو جلال آیا چاروں طرف مڑ مڑ کے کہتی تھیں اُمّ لیلیٰؑ گھبرانا نہیں اگر اکبرؑ نہیں ہے تو زینبؑ ہے پھر کہا اُمِّ فروہؑ اگر قاسمؑ نہیں ہے تو گھبرانا نہیں زینبؑ ہے۔ اُمّ کلثومؑ و سکینہؑ اگر عباسؑ نہیں تو گھبرانا نہیں زینبؑ ہے اے میرے بیٹے سیّد سجادؑ گھبرانہ جانا زینبؑ ہے راوی کہتا ہے اُس وقت ہم نے زینبؑ کو علیؑ کے جلال میں دیکھا اور ایک ایک بی بی کو صبر کی تلقین کرتی جاتی تھیں جب دیکھا کہ سب قریب آگئے تازیانے لے کر تو اک بار رُخ کیا نجف کا اور کہا سیّد سجادؑ جب میرا بابا اکیس رمضان کی شب میں زمانے سے جارہا تھا رات ہو چکی تھی مجھے بلایا کہا زینبؑ قریب آؤ میرا سر سینے پر رکھا تھا اور مجھ سے کہا تھا اے زینبؑ بھرے دربار میں جانا ہے تو میں نے پوچھا تھا اے بابا کیا میں بھرے دربار

میں جا سکوں گی تو کہا تھا اے زینبؑ مجھے پکارنا میں ضرور آؤں گا بس اک بار پکارا اے شاہِ نجف آپکی بیٹی باب الساعت تک آ گئی بابا وعدہ پورا کیجئے اب میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ مولا نے کیا آ کے کہا جملے یہ ہیں کہ اک بار کہا زینبؑ خلق محمدؐ نے تیرے سر پہ سایہ کیا صبرِ فاطمہؑ تیرے بازو کو تھامے ہے شجاعتِ حسینؑ تیرے پیچھے ہے خلقِ حسنؑ تیرے ساتھ ہے عباسؑ کا جلال تیرے آگے ہے بڑھ جا زینبؑ علیؑ آ گیا۔

آئے دربار میں روتے ہوئے جس وقت اسیر — دیکھ کر سیدِ سجادؑ کو بولا وہ شریر
سرکشی کر کے نہ سر بر ہوئے مجھ سے شبیرؑ — شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تم کو حقیر

بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا
پنجتن اُٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا

سن کے یہ آ گیا بنت شہِ مرداںؑ کو جلال — تھرتھرا کر کہا کیا بکتا ہے او بد افعال
صاحبِ عزت و توقیر محمدؐ کی ہے آل — کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئے گا زوال

بے قدر جو ہم کو سمجھا تو خطا کرتا ہے
دیکھ مصحف میں خدا کس کی ثناء کرتا ہے

آلِ احمدؐ کو حقارت سے نہ دیکھ او مقہور — سب پہ ظاہر ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کا نور
مار کر سبطِ پیمبرؐ کو یہ نخوت یہ غرور — خیر نہ ہم دور نہ تُو دُور نہ محشر ہے دُور

حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئے گا
باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائے گا

جلال تھا زینبؑ کو بھرے دربار میں خطبہ دیا قیامت کا خطبہ آواز دی نبی عبدالمطلبؑ کی بیٹیوں کو تو نے بھرے دربار میں بلایا نامحرموں نے بنی ہاشم کی

بیٹیوں کو جن کو سورج کی کرن نے کبھی نہیں دیکھا چادریں چھین کر دربار میں بلایا زینبؑ تجھ سے اور امید رکھ بھی کیا سکتی ہے اس لیئے کہ تیری دادی وہ ہے کہ جس نے میرے جد حمزہؑ کا جگر چبایا تھا ہندہ تیری دادی ہے تیرا خون اور گوشت حرام سے بنا ہے زنِ زانیہ کے بیٹے تو نے زینبؑ کو دربار میں بلایا، اور رونے کو کافی ہے بس رونے کو کافی ہے دو چار جملے اور تقریر ختم ہوگئی یہ وہ وقت تھا کہ زینبؑ پر جلال تھا شہزادی کے خطبے کا جلال دربار میں چھا گیا ہزاروں کا مجمع تھا سفراء تھے وزراء تھے مگر سناٹا چھا گیا تھا یزید کا سر شرم سے جھک گیا اب کیا کرے اتنے میں ایک سونے کی چھڑی ایک غلام نے لا کر دی اور سامنے طشت میں زہراؑ کے لال کا سر تھا جب زینبؑ کے خطبے سے سناٹا چھا گیا یزید ایک بار جھکا اور غلام سے کہا چھڑی مجھے دے کیا پڑھنے جا رہا ہوں کس طرح سنو گے اپنے اوپر غم طاری کرو تصور میں کچھ سوچو کیا ہونے والا ہے آوازوں کو بلند کرو، کسی اپنے مردے کو یاد کرو، ماں کو یاد کرو، باپ کو یاد کرو حکم امام جعفر صادقؑ ہے کوئی اپنی مصیبت یاد کرو کربلا تصور میں لاؤ روضہ تصور میں لاؤ عباسؑ کے کٹے ہوئے ہاتھ تصور میں لاؤ علی اکبرؑ کا زخمی سینہ تصور میں لاؤ قاسمؑ کی پامال لاش تصور میں لاؤ کچھ دل سے سوچو تصور تو کرو اک بار سونے کی چھڑی لے کر اُس کپڑے کو ہٹایا اور چھڑی کو لے کر حسینؑ کے ہونٹوں پہ رکھا اب آگے نہیں بتاؤں گا چھڑی کو کیسے جنبش دی بس اتنا سن لو زید بن ارقم صحابی رسولؐ اٹھے کہا اے یزید کیا کرتا ہے میں نے دیکھا ہے رسولؐ نے ان ہونٹوں کو بوسہ دیا ہے ارے کیا بے ادبی کر رہا ہے چھڑی ہٹا لے یہ صحابی ہی کہہ سکتا تھا اب وہ بی بیؑ جو جلال سے خطبہ دی رہی تھی اک بار آنسو چھلک پڑے ارے عورت سمجھ کے مجھے دھمکی دے رہا ہے دربار میں بیٹھے ہوئے عیسائی

اور یہودی ہٹ گئے راس الجالوت جو روم کا سب سے بڑا راہب تھا اُس نے کہا عیسائیوں کا سب سے بڑا راہب میں ہوں تو نے دعوت نامہ بھیجا تھا میں آ گیا رات کو میں سو رہا تھا میں نے خواب دیکھا مسلمانوں کے نبی نے آ کے خواب میں کہا اے راس الجالوت تجھے جنّت مبارک ہو تو میں پورے دن یہ سوچتا رہا کہ مسلمانوں کا نبی مجھے جنّت کی بشارت دے لیکن آج سمجھ میں آ گیا کہ اس بشارت کا راز کیا تھا اے یزید سن ہمارے یہاں جو گرجا ہے اُس گرجا میں حضرت داوٴدؑ کی تینتیسویں پشت میں ہوں لیکن سن اس گرجا میں حضرت داوٴدؑ کے گدھے کا کُھر لٹکا ہوا ہے اس کے نیچے سے لوگ جاتے ہیں تو سر جھکا کے جاتے ہیں اک نبی کی سواری کے کھر کا یہ احترام ہے میں تینتیسویں پشت میں ہوں جب میں گزرتا ہوں لوگ میری خاک قدم اٹھا کے سر پہ رکھتے ہیں ارے نبی کی اولاد میں تینتیسویں پشت میں یہ احترام ارے تیرے نبی کی یہ تیسری پشت یہ فاطمہؑ کا لال حسینؑ اور تو نے اُس کا گلا کاٹا اور یہ علیؑ کی بیٹی اور کھلے سر کبھی کوفہ میں کبھی شام میں کبھی دربار میں یزید نے حکم دیا اس بوڑھے کا گلا کاٹو تو کہا میرا خواب سچا ہو گیا اک بار آواز آئی اے راس الجالوت فاطمہؑ آ گئیں تجھے جنّت کی بشارت ہو تو نے اپنی جان میرے لال پر فدا کی تو نے میرے بیٹے کی نصرت کی

❁ ❁ ❁

پانچویں مجلس

ناقۂ صالحؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ وآلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر انسان جسے اللہ نے اشرف المخلوقات کہا اور ان انسانوں میں اشرف ترین نبی کو ہدایت کے لیئے بھیجا زمین کا شرف بڑھ گیا تو اُس نے اپنے محبوب کو اپنے حبیبؐ کو اس سرزمین پر اُس قیمتی نور کو جو عرش کی زینت تھا انسانوں کی ہدایت کے لیے اس زمین پر بھیجا یعنی وہ چاہتا تھا کہ یہ انسان جو میری ایک مخلوق ہے جو میری پسند سے تخلیق پارہی ہے صرف اس لیے کہ میں فرشتوں کو عرش پہ رہنے والوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں عاجز نہیں ہوں میں ایک ایسی قوم کو تخلیق کرسکتا ہوں جو تم سے افضل ہے جانے کیا خیال معصوم فرشتوں کو آگیا تھا کون سا سودا شیطان کے دماغ میں بھر گیا تھا اللہ نے اپنے ارادے سے انسان کو بنایا اُس کو اپنے مخلص بندوں پر اتنا اعتماد تھا کہ اگر سب سرکش ہوجائیں تو مجھے پروا نہیں اس لیئے کہ اسے ناز ہے کہ میرے مخلص بندے میرے ہی رہیں گے چاہے سارے انسان گمراہی میں چلے جائیں اور جو نقصان میں رہیں گے اُن سے ہم

جہنم بھر دیں گے اور جہنم ہم نے بنالیا ہے اور جو اس نبیؐ کی ہدایت پر چلتے رہیں گے اُن کے لیئے جنّت ہے انسان اُس کی اپنی تخلیق اور انسان کے مزاج کا بھی مالک اسے معلوم ہے کہ یہ انبیاء کو کیسے پریشان کریں گے کہاں کہاں عاجز کرنے کی کوشش کریں گے ان کی بھلائی کے لیئے وہ زبان کھولے ان کے فائدے کے لیئے خطبے سنائے اور یہی پلٹ کر نبی پر اعتراض کرے ذرا سوچئے کہ انسان اپنے مفاد کی منزلوں کو نہیں پہچانتا کتنا سرکش ہے یہ انسان کتنی سرکشی پر آمادہ رہتا ہے میں اگر کچھ کہوں تو جو مجلس میں آتے ہیں جو مجلس سنتے ہیں اُن کے فائدے ہی کی تو باتیں ہوتی ہیں لیکن وہ اگر یہ تلاش کریں کہاں غلط پڑھا کہاں غلطی ہوئی انہیں صرف غلطی تلاش کرنا ہے اچھی باتوں سے نصیحت نہیں حاصل کرنا ہے بلکہ اپنی ذہانت دکھا کر غلطیاں نکالنی ہیں یہ کون سی فطرت ہے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے اگر ہم پڑھیں اور اگر کوئی کہے کہ یہ غلط ہے تو بھئی ایک چیز غلط پڑھی پچاس تو صحیح پڑھیں اُن پچاس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ایک غلطی یعنی مرغے کی ایک ٹانگ پکڑلی ایک ہوتی ہے وہ ایک ٹانگ اُٹھالیتا ہے، نوکر نے مالک کو جا کر دکھا بھی دیا اُس کی پلیٹ میں جب ایک ٹانگ آئی کہا دوسری ٹانگ کہاں ہے کہا مرغے کی ایک ہی ٹانگ ہوتی ہے کہا جھوٹا ہے کہا چلیئے دربے میں دکھادوں، وہ لے گیا مرغا دربے میں ایک ٹانگ پر کھڑا تھا کہنے لگا دیکھئے ہے نا ایک ٹانگ یعنی ہم اچھی بری سب باتیں حیوان سے لے کر انسان کو سمجھاتے ہیں یعنی انسان کو کبھی کوا سمجھاتا ہے، کبھی مرغا سمجھاتا ہے، کبھی چیل سمجھاتی ہے، کبھی انسان کو بندر سمجھاتا ہے، کبھی لومڑی بتاتی ہے اب یہ اللہ سمجھا رہا ہے پیغمبر سمجھا رہے ہیں ہم نہیں سمجھا رہے ہیں۔ اب پیغمبر خطبہ دے رہے ہیں کہ اللہ تمہیں جنّت میں ایک کرسی

پر بٹھائے گا اور تم دیکھنا جس کرسی پر اللہ تمہیں بٹھائے گا جب تم ارادہ کرو گے تو کرسی بلند ہو جائے گی اور جب تم ارادہ کرو گے تو کرسی نیچے ہو جائے گی یعنی تمہارے ارادے پر تمہاری کرسی چل رہی ہوگی یہاں تمہاری کرسی تمہارے ارادے پہ نہیں چلتی اس کرسی کی وجہ سے تمہیں تختہ دار پر جانا پڑتا ہے اگر یہ کرسی یہاں کی بڑھتی ہے تو قید خانے تک جاتی ہے یا پھانسی کے پھندے تک جاتی ہے ہم نے ایسی کرسیاں بنائی ہیں جو تمہارے ارادے کے تابع ہیں نبی تقریر کر رہے تھے لوگوں نے ہڑبونگ کردی

ہم نہیں مانتے اس طرح کی کرسی نہیں ہوتی اب نبی کی بزم میں ہڑبونگ ہو جائے تو اگر مجلس میں ہو جائے تو حیرت کی بات نہیں یعنی پیغمبر کی غلطی پکڑ رہے ہیں نبی اُن کے لیئے کہہ رہا ہے کہ اللہ تمہیں یہ کرسی پیش کرے گا نبی پہ اعتراض ہوا یہ کرسی تو نہیں ہو سکتی جنّت میں یہ کرسی کیسے ہو سکتی ہے تو جبرئیل امین آئے اور ایک آیت لے کر اور کہا ان سے کرسی کی بات نہ کیجئے بلکہ یہ آیت سنا دیجئے۔

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (سورہ غاشیہ آیت ۱۷)

ان سے کہیئے کہ تم کیوں نہیں غور کرتے تم کیوں نہیں سوچتے کہ اللہ نے اونٹ بھی تو بنایا ہے اچھی خاصی کرسی مل رہی تھی اونٹ بھیج دیا جنّت کی کرسی پہ راضی نہیں تھے اور اونٹ پر راضی ہو گئے تو اللہ کہتا ہے تم یہ چال چلو گے اگر کرسی سمجھ میں نہیں آئی تو اونٹ سے سمجھو کیوں نہیں نظر کرتے کہ اونٹ لیٹا ہوا ہے اور ایک دم جو اُٹھتا ہے تو ایک دم بلند ہو جاتا ہے جب تک زمین پہ تھا پہنچا تھا تم نے دیکھا وہ کس طرح بلند ہوا جیسے اونٹ لیٹے سے فوراً اُٹھ جائے اسی طرح جنّت کی کرسی ہے یہ بھی تو ہم نے بنایا ہے تم نے تو اونٹ نہیں بنایا اُس کی گردن دیکھو اُس کی لمبائی اس

کی کتنی لمبی گردن بنائی اگر لمبی گردن بنائی ہے تو ہماری اس میں حکمت ہے ہم نے امرودوں کے باغات عربوں کو نہیں دیئے ہم نے سیب کے باغات عربوں کو نہیں دیئے ہم نے اونچے اونچے کھجوروں کے درخت عربوں کو دیئے وہ اس لیئے دیئے کہ اگر اونٹ انہیں دیکھیں تو شرما جائے اگر ہندوستان اور پاکستان کی طرح انگوروں کی بیلیں ہوتیں امرود کے باغات ہوتے گلاب اور چنبیلی کے درخت لگے ہوتے اور ہر قسم کے پودے ہوتے آپ لگاتے جاتے آپ بوتے جاتے عرب کے اونٹ ان کو چرتے جاتے چرتے جاتے اس لیئے ہم نے کھجور کے درخت اونچے بنائے کہ وہاں تک اونٹ کا دہن نہ جا سکے اگر کھجور کے درخت بیلوں کی طرح انگوروں کی بیلوں کی طرح ہوتے تو کتنی مشکلات ہوتیں اور سب دعائیں مانگ رہے ہوتے کہ سارے اونٹوں کو اللہ موت دے دے اگر موت ہوجاتی اونٹوں کی تو اور پریشانی میں اضافہ ہوتا عرب کے صحرا کا اونٹ کو جہاز کہا جاتا ہے ہاتھ پیر کٹ جاتے سامان کس طرح لاتے سفر کس طرح کرتے میل وملاپ خاندان قبیلے ایک دوسرے سے کس طرح ملتے صحرا ہی صحرا ہے عرب میں مٹی اڑتی ہے پانی ہوتا نہیں اگر گھوڑے پر بیٹھ کر سفر کریں گھوڑے کو پانی چاہیئے خچر پر سفر کریں سفر کے دوران خچر کو پانی چاہیئے عرب میں پانی ہے نہیں کتنی مشکلات پیدا ہوجاتیں تو یہ اونٹ ہے جو پندرہ دن بھی پیاسا رہ لیتا ہے ایک مہینہ بھی پیاسا رہ لیتا ہے کیونکہ پندرہ دن کا پانی تو اسٹاک (Stock) کر لیتا ہے آپ چلاتے جائیں اونٹ ہے کہ صحرا میں چلتا جا رہا ہے کھانے کے لیئے گھوڑے گدھے اور خچر کو ہری بھری گھاس چاہیئے گھوڑے کو چنے کی دال چاہیئے عرب میں چنے کی دال اور گھاس کہاں جب پینے کا پانی ہی نہیں کہاں تک ہندوستان سے منگوا منگوا کر کھلاتے تو

اللہ نے ایسا جانور بنا دیا کہ جو کچھ عرب میں ہوتا ہے وہی کھائے تو ہوتا کیا ہے کانٹے دار درخت کھاتا ہے وہ صحرا میں بہت ہوتے ہیں ہم نے تمہیں پریشان نہیں کیا بلکہ اونٹ بنا کر بڑا آرام دیا ہے۔ یعنی جانور بنایا تو اُس کی غذا میں بھی حکمت رکھی اور اتنا وزن اٹھالیتا ہے کہ کئی آدمی بیٹھ جائیں اسے پالتے بھی ہو اور اسے رزق حلال بھی قرار دیا اگر یہ ایک اونٹ حلال کیا جائے تو پورا قبیلہ کھالے کتنی آسانیاں دیں تم نے اونٹ پر نظر کیوں نہیں کی قرآن میں جگہ جگہ اونٹ کا تذکرہ شدت کے ساتھ ہوا ہے اور خصوصاً جناب صالحؑ نبی کے بارے میں کئی بار تذکرہ کیا ہے، بلی کو خواب میں کیا نظر آئے اور مزیدار بات یہ ہے کہ اگر عرب والے مثالیں اور دلیلیں مانگتے تھے تو اپنے مزاج کے مطابق اگر آپ اُن کو گلاب کے پھول کی مثال دیں گے وہ سمجھ میں نہیں آئے گی مثال اُن کو ایسی چاہیئے جو اُن کے مطلب کی ہو جناب صالحؑ کو بھیجا گیا قوم ثمود پر ہدایت کرتے رہے سمجھاتے رہے وہ ماننے کو تیار ہی نہیں کہاں ہے خدا ہاں اگر تمہارا خدا ہے تو یہ سامنے والی پہاڑی پھٹ جائے اور اُس میں سے ایک اونٹنی نکلے تو ہم تمہارے اللہ کو مانیں گے یعنی کسی اور جانور کا نام نہیں لیا اونٹنی ہی کا نام لیا خود ثمود کے نزدیک یہی تھا کہ سب سے اونچی اور بڑی چیز اونٹ ہے اے صالحؑ تمہارے خدا کو جب مانیں گے جب اس پہاڑ کے اندر سے اونٹنی آئے یہ جو سامنے پہاڑی ہے یہ شگافتہ ہو جائے اور اس میں سے اونٹنی نکلے اونٹ نہیں اللہ کو منوانے کے لیے انبیاء کو کتنے جانوروں کو استعمال کرنا پڑا انسان اس غلط فہمی میں ہے کہ ہم اللہ کو منوا رہے انسان سے زیادہ حیوان نے اللہ کو منوایا ہے اس لیے کہ وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے اللہ کہتا ہے اے انسانوں اگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تو حیوانوں کو دیکھو یہ تو ہمیں رب مان

رہے ہیں یعنی انسان اتنا عقلمند ہونے کے باوجود نبی کہہ رہا ہے کہ خدا کو مان لو نہیں مانیں گے جب اونٹنی نکلے گی تو مانیں گے یعنی اُس کی وحدانیت کی عظمت تو دیکھئے بھاگ کر کہاں جاؤ گے ہمارے عقیدے سے تمہیں ماننا پڑے گا توحید کا عقیدہ اگر سطح سے گرو گے تو ہم حیوان سے سمجھائیں گے ایک اور شرط لگا دی اونٹ اگر نکلے گا تو بچہ باپ کے ساتھ نہیں رہتا ماں کے ساتھ رہتا ہے اس لیے کہا کہ اونٹنی پہاڑ سے نکلے یعنی چالاکی دیکھیں اونٹنی بھی نکلے اور ساتھ میں اس کا بچہ بھی نکلے دودھ پیتا بچہ بھی ہو اور اونٹنی بھی ہو جنابِ صالحؑ نے کہا اونٹنی تو ہم نکال دیں گے اگر تم نے نہیں مانا تو عذاب آئے گا عجیب بات یہ ہے کہ سورۂ شمس میں اس ناقے کی شہادت کی خبر ہے۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا (سورۂ شمس آیت ۱۳)

اس سورہ میں اونٹنی کی شہادت بیان ہوئی ہے اور وہی سورہ عید کی نماز میں مسلمانوں کو پڑھنا پڑتا ہے یعنی عید کی نماز پڑھانے والوں کو یہ خبر نہیں کہ یہ سورہ ہم کیوں پڑھ رہے ہیں عید کا دن شہادت کی خبر اور شہادت بھی اونٹنی کی تو ناقے کی خبر عید کے دن پڑھو عبادتِ الٰہی میں یعنی عبادتِ الٰہی میں اونٹ کا تذکرہ کرو نماز میں یہ شرک نہیں ہو رہا ہے شرک تو ہے مگر نہیں ہے اس لیئے کہ یہ کلام خدا کا ہے قرآن کا سورہ ہے یعنی کیا یاد کرو عید کے دن ناقے کا ذکر کیوں ہوتا کہ عید سمجھ میں آئے ناقے سے عید جو ہے وہ ناقے سے ہے، عید جو ہے وہ جانور سے ہے۔ عید جو ہے وہ اونٹ سے ہے بچوں نے کیا کہا ہماری سواری نبی نے کہا میں اونٹ بنتا ہوں عید کا دن تھا اسے کہتے ہیں عید میر انیسؔ مرثیہ لکھ رہے تھے بند کا پانچواں مصرع نہیں لگ رہا تھا، باپ نے پوچھا تو کہا منزل یہاں تک آگئی کہ نانا نے

بچوں سے کہا اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہیں، میر انیسؔ کے والد میر خلیقؔ نے کہا لکھو۔

جب آپ روٹھتے ہیں تو مشکل سے منتے ہیں
اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہیں

شبیہ اونٹ بنا نبی عید کے روز بچوں کے لیے اس لیے عید کی نماز پڑھتے وقت سورہ وہ رکھا کہ اونٹ یاد آئے اور اونٹ کے سوار یاد آئیں وہ تو نبی کا صالحؑ کا اونٹ تھا یہاں تو نبی خود اونٹ بنا بچوں کے لیئے تو ان بچوں کو پہچانو اور صرف یہی ضد مہار کہاں ہے نہیں کہ بچے سوار ہوئے بلکہ نبی نے زلفیں دیں اونٹ کی مہار کی طرح یہی نہیں بلکہ اونٹ کی طرح نبی نے آواز بھی نکالی ''العفو العفو'' جانور کی بولی بولے بچوں کے لیئے۔ مرثیہ نگاروں کے ہاں ایک لغت ہوتی ہے جس میں جانوروں کی بولیاں لکھی ہوتی ہیں بچے کو پہلے وہ بولیاں سکھاتے ہیں۔ پھر وہ مرثیہ نگار بنتا ہے۔ تو کسی کو کیا معلوم کہ اونٹ کیا کہتا ہے جب رسولؐ بولے تو دنیا کو پتہ چلا کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے ''العفو العفو'' معاف کردے معاف کردے جبریل آئے اور کہا اگر اور ایک مرتبہ کہہ دیا تو جہنم کی آگ بجھ جائے گی بچے سوار ہیں اور آپ اونٹ کی بولی بول رہے ہیں نبی کہہ رہے ہیں ''العفو العفو'' مغفرت فرما مغفرت فرما تو یہ بچوں کی فرمائش ہے جب ہی تو رسولؐ کہہ رہے ہیں معلوم ہوا بچوں کی فرمائش پر جہنم بجھ جاتا ہے اب سمجھو کیا ہیں حسنؑ اور حسینؑ خوش کر کے تو دیکھو حسنؑ اور حسینؑ کو نبی خود اونٹ بن گئے وہاں قومِ ثمود یہ کہہ رہی ہے کہ پہاڑی پھٹے اور اونٹنی نکلے بچہ بھی ساتھ ہو قرآن میں پورہ سورہ ہے جگہ جگہ عاد جنابِ ہود کی قوم، ثمود جنابِ صالحؑ کی قوم اتنی قدیم کہ اللہ نے کہا کہ اتنی ترقی تو تم کر بھی

نہیں سکتے جتنی ترقی ان قوموں نے کی اور وہ فرمائش کر رہے تھے کہ اللہ پہ ایمان تب لائیں گے جب یہ سامنے والی پہاڑی پھٹ جائے اس میں سے ایک اونٹنی اور اُس کا بچہ نکلیں جنابِ صالحؑ نے اپنے عصا سے پہاڑی کی طرف اشارہ کیا پہاڑی پہلے لرزی اور پہاڑ کے لرزنے کی وہ چیخ جیسا کہ آثارِ ولادت میں ماں صدا دیتی ہے یہ ماں کی ممتا کی آواز تھی اور پھر وہ پہاڑی پھٹی اور اُس میں سے اونٹنی نکلی اور ساتھ میں اُس کا بچہ دونوں ٹہلتے ہوئے آرہے ہیں نبی نے پوری قوم کو جمع کیا اور اعلان کیا یہ سامنے جو تالاب دیکھ رہے ہو اس تالاب میں سے ایک دن تم پانی پیو گے اور ایک دن اونٹنی اور اُس کا بچہ پانی پیئے گا جس دن اونٹنی اور اس کا بچہ پانی پیئے گا اُس دن تم نہیں پیو گے اللہ نے یہ حکم دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے اس حکم پر انسان نے کتنا عمل کیا اور حیوان نے کتنا عمل کیا اب ہوا کیا کہ جس دن انسانوں کا دن ہوتا اونٹنی پانی کو منہ نہ لگاتی لیکن جو دن اونٹنی کے پانی پینے کا تھا اُس دن انسان بگڑ گئے کہا یہ اونٹنی ہمارا حق چھین رہی ہے اور کبھی حیوان نے انسان سے یہ نہیں کہا کہ تم نے ہمارا حق چھینا لیکن یہ انسان حرص کرتا ہے حیوان سے کہ یہ ہمارے حصّے کا پانی پی جائے گی حالانکہ سیراب ہو رہے ہیں لیکن قومِ ثمود یہ سمجھ رہی ہے کہ حق ہمارا مارا جا رہا ہے حق ہمارا چھن رہا ہے انسان کی یہ عادت خراب ہے قطار میں لگا ہے، پہنچے گا وہیں یہ کام ہو جائے گا یہ میرے آگے کیوں ہے میں اس سے آگے کیوں نہیں ہوں یہ عادت خراب ہے گاڑی جا رہی ہے یہ آگے آگے کیوں جا رہا ہے ہم اس کے آگے کیوں نہیں جا رہے ہیں یہی دو چیزیں پاکستان میں ہڑ بونگ کا سبب ہیں راستہ ایک ہے جانا اُس کو بھی ہے صبر آپ کو بھی نہیں ہے جلدی کرنا یہاں کے لیے تو بڑی جلدی ہے وہاں کے لیے بھی کچھ جلدی

ہے یا نہیں جہاں موت کی منزل آئی اس کو بھی بھیج دو اُس کو بھی بھیج دوں تو کیا تو
زندہ بیٹھا رہے گا تیری بھی پکڑ ہے یہ ہے انسان حالانکہ بلاتا ہے اور پکڑ اُسی کی
ہے اس کو کیوں چھوڑا ہوا ہے کون کس طرح بسر کر رہا ہے تو وہ سمجھ رہا ہے میری عمر
اللہ بڑھا رہا ہے ہر آدمی یہ سوچ رہا ہے میں سب کو مرتے دیکھ رہا ہوں اور میری
عمر بڑھ رہی ہے تیری پکڑ سخت ہے اس لیئے چھوڑا ہوا ہے یہ حرص انسان کی میں
جی جاؤں سب مر جائیں کانے سے پوچھا اکبر بادشاہ نے کیا چاہتے ہو آنکھ ٹھیک
ہو جائے یا سب تمہارے جیسے ہو جائیں کہا جان کی امان پاؤں تو بیان کروں کہا
کیا چاہتے ہو کہا سب میری طرح ہو جائیں یہ ہے انسان کی سوچ تو ہر عیب دار کیا
چاہے گا سب میرے جیسے ہو جائیں۔ جو سب سے اعلیٰ ہیں وہ بھی میرے جیسے
ہو جائیں اپنے ماں باپ کافر تو نبی کے ماں باپ بھی کافر علیؑ کے ماں باپ بھی
کافر سب میرے جیسے ہو جائیں ارے تم ان کے جیسے کیوں نہیں بنے رسولؐ
ہمارے جیسے تھے تم ان کے جیسے کیوں نہ بنے انہیں اپنے جیسا کیوں بنا رہے ہو یہ
احساس کمتری ہے تو آپ نے دیکھا کہ یہ حرص ہے انسان میں، اونٹنی پانی پینے آئی
یعنی قیدار ایک نو جوان بیس بائیس برس کا لڑکا نیلی آنکھیں اور شجرہ اُس کا یہ کہ اُس
کے باپ کا پتہ نہیں حلال زادہ نہیں تھا حرام زادہ تھا کون مارے گا کہا ہم ماریں
گے اونٹنی کو یہ ہمارا پانی پی جاتی ہے نبی سے پوچھا گیا نبی صالحؑ کی اونٹنی کا قاتل
کون کہا جس کی ولادت میں نجاست تھی جو حلال زادہ نہیں تھا اُس نے اونٹنی کو مارا
جیسے ہی اونٹنی کو مارا بچہ اونٹنی کا چیخا ماں کا قتل دیکھ کر بچہ چیخا جیسے ہی اُس بچے نے چیخ
ماری اور سامنے کی پہاڑی پھٹی اور بچہ اُس میں داخل ہو گیا یعنی اُس پہاڑ میں ماں
کی ممتا تھی یعنی بن ماں کے بچے کو پہاڑ نے اپنے سینے سے لگا لیا یعنی کیا بتایا یہ

انسان پتھر سے زیادہ سخت دل ہے پتھر میں محبت پیدا ہو جاتی ہے اس انسان میں محبت نہیں ہے اور جیسے ہی بچہ چیخا زلزلہ آیا اور اُس بچّے کی چیخ پر آسمان سے پتھر برسنا شروع ہو گئے اور ایسا عذاب آیا کہ ملائکہ نے اس زمین کے خطے کو اُٹھا کر آسمان پر لے جا کر زمین پر اُلٹ دیا ایک قوم ایک اونٹ کی شہادت پر تباہ کر دی گئی عید کے دن یہ پڑھا جاتا ہے اُس قوم پر اللہ نے لعنت کی اور برباد کی فرمائش کی تھی کہ ناقے کو بلاؤ اس کا نام ہے جیسے آپ کہتے ہیں ۔ روح اللہ، عین اللہ، ید اللہ، جنب اللّٰہ، اللہ نے اپنی طرف نسبت رکھ کر کہا "ناقة اللّٰہ" اللہ کی اونٹنی یعنی میری اونٹنی اور جو قوم میری اونٹنی کو مار دے میں جینے نہیں دوں گا اللہ کی اونٹنی کو قوم قتل کر دے تو اللہ اُس کو برباد کر دیتا ہے تو جو اللہ کا محبوب ہو اور محبوب کا محبوب بیٹا ہو اُسے مسلمان قتل کر دیں تو اللہ کیا کرے گا جانور سے سمجھو حیوان سے سمجھو کہ انسان کا رتبہ کیا ہے ہم نے حسینؑ کو پسند کر لیا تم سمجھے کہ تم ہماری پکڑ سے نکل گئے مختار تو ایک جھلک تھی ہم نے جہنم کو دہکا رکھا ہے تمہارے لیئے یہ عرب والے باز نہیں آئے دیکھ چکے تھے اونٹنی کی شہادت کا عذاب کہ قوم پر کس طرح پتھر کی صورت میں عذاب آیا یہ ہمارا نبی اس لیئے قرآن سنا رہا تھا کہ انسان بن جاؤ ہاں اگر اللہ منسوب کر لے کوئی جانور تو وہ قابلِ احترام ہے لیکن اگر تم بناؤ گے تو وہ قابلِ احترام نہیں وہ سامری کا گیوسالہ ہے بس مجھے یہاں تک گفتگو کرنا ہے مجلس تو ہو گئی اس میں مصائب ہیں اس لیئے کہ اونٹنی مری اور مصائب ہوئے پانچ دس منٹ ہیں میرے پاس، انسان باز نہیں آیا یعنی اونٹنی اللہ کی بچہ اونٹنی کا بھی اللہ کا لیکن انسان اگر خود بنا لے تو کیا ہوگا یہ ہوگا کہ سترہ ہجری میں مدینے میں ایک اونٹ لایا گیا اونٹ کا نام تھا عسکر بن کنعان جیسے ہی وہ اونٹ آیا اونٹ والا کہنے

لگا خرید لو سلمان فارسیؒ نے کہا لے جاؤ اسے یہ شیطان ہے تیاری ہو رہی تھی اس وقت ایران کو فتح کرنے کی لشکر نکلنے والا تھا تو شیطان نے سوچا کہ جب لشکر نکلے گا تو اونٹ بکے گا اب یہاں اونٹ کوئی نہیں خریدے گا سلمانؑ نے کہا اسے لے جاؤ حوأب پہ بکے گا پندرہ برس انتظار کیا ہے اونٹ بیچنے کا قیمت بڑھتی گئی بڑھتی گئی ضرورت تو ہے سواری کی مکہ سے واپسی ہے جانا ہے بصرے راستے میں اونٹ نظر آیا کہا بیچو گے کہا کون لے گا کہا کس کے لیئے کہا تمہاری اماں کے لیئے کہا میری اماں تو گھر میں حقہ پی رہی ہے، کہا بات کو سمجھو تو سہی قیمت منھ مانگی لی حدیثیں اونٹ کا کیا نام ہے اس کا پتہ چلا اونٹوں کے نام ہوتے تھے رسولؐ کی کچھ حدیثیں ایسی بھی تھیں کہ حیوان بھی بغیر نام کا نہیں ہے تو کیا پریشانی ہے ہر حیوان نام رکھتا ہے اچھے حیوانوں کے بھی نام ہیں اور برے حیوانوں کے بھی نام ہیں، نـاقة الـلّـه ہے، عسکر بن کنعان ہے، یہ ہیں حیوانوں کے نام کیا حیرانی ہے اچھے جانور کا نام، ذوالجناح، اچھے جانور کا نام مرتجز ہے، اچھے جانور کا نام عقاب ہے۔ اچھے جانور کا نام میمون ہے کیا پریشانی ہے وہ اللہ کا جانور یہ نبی کے جانور کہا کیا نام ہے اس کا کہا عسکر بن کنعان کہا "انّا لِلّٰه وَانّا الیهِ راجعون" یہ کیوں کہا آپ نے کہا نبیؐ سے میں نے سنا ہے کہ جب عسکر آئے تو بیٹھنا نہیں میں نہیں بیٹھوں گی عسکر پر لے جاؤ لے گئے تو کجاوہ اُتار لیا لوہے کا بہترین کجاوہ اُس کی عماری تیار ہوئی اس پہ زرہ بکتر سجایا گیا نقشہ بدل دیا گیا کہا دوسرا لائے کہا ہاں حالانکہ تھا وہی بیٹھیے تشریف رکھئے وہ تو گیا بیچ کر نبی کی اک حدیث ہے کہ اونٹ ہے عرب کی سواری لیکن نسلِ شیطان سے پیدا ہوئے ہیں جب تک مخلص بندے نہ استعمال کریں تو یہ اطاعت گزار نہیں ہوتے کسی وقت بھی اندر کا جو شیطان اندر ہے وہ

باہر آ سکتا ہے یہ نبی کی حدیث ہے کہا جب ان پر شیطان آ جائے تو یہ چراہ گاہ میں بھاگ جاتے ہیں وقت نہیں ہے اگر چاہوں تو پانچ مجلسیں صرف اونٹ ہی پر پڑھ سکتا ہوں ابھی ہاتھی باقی ہے جنگل کا راجہ شیر باقی ہے اور بہت سارے جانور پرندے باقی ہیں مگر کیا کروں ختم کر رہا ہوں بس یہ میرے آخری جملے ہیں تو آج کی حد تک موضوع کو کامل کر دوں چلا وہ منزل آئی تالاب آیا کتے بھونکے کہا اونٹ روکو جگہ کا نام کیا ہے اس واقعہ سے سینتیس برس پہلے رسولؐ نے کہا تھا تم میں سے کسی ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے مجھے نہیں معلوم کہ سینتیس برس سے پہلے وہ کتے پیدا ہو چکے تھے یا نہیں لیکن ان کتوں کو علم تھا کہ آج ہمیں بھونکنا ہے یہ بھی حیوان وہ بھی حیوان اُس نے بتایا کہ راستہ غلط کہا واپس چلو چالیس آدمیوں کی جھوٹی گواہی دلوائی گئی، سواری آگے بڑھ گئی میدان میں آئی مالکِ اشترؒ نے علیؑ سے پوچھا کیا دیکھ رہے ہیں کہا اونٹ گیوٗسالہ سامری دیکھ رہا ہوں اگر رہ گیا تو پوجا شروع ہو جائے گی پہلے اسے ہٹاؤ مالکؒ آگے بڑھے محمد حنیفہؒ آگے بڑھے تو دس ہزار ہاتھ آگے بڑھے تو دس ہزار ہاتھ کٹ گئے، علیؑ نے کہا یہ گیوٗسالہ سامری ہے موسیٰؑ نے ستر ہزار کو حکم دیا تھا آپس میں کٹ مرو یہ بھی ستر ہزار مالکِ اشتر آگے بڑھے صرف ایک ٹانگ مالکِ اشتر کاٹ سکے کہا محمد ابنِ ابی بکر جلدی کرو جاؤ تم جاؤ بجلی چمکی کوئی گیا سوار نیزہ سینے میں مارا الٹ گیا اونٹ بجلی چمکتی ہوئی واپس آئی کہا کون ہے نقاب ہٹا تو دیکھا حسن مجتبیٰؑ تو میں کہوں گا حسن مجتبیٰؑ نے بُت پرستی کو روکا ہے یہی دشمنی تو تھی راستہ روک کر کہا لاشہ ہم نبی کے پہلو میں نہیں دفن ہونے دیں گے تو آنے والی آئی اور خچر پہ بیٹھ کے آئی تو عبداللہ ابنِ عباس نے کہا آج خچر پر بیٹھ کر آئی ہو کل ہاتھی پر بیٹھ جانا۔ راستہ روکا میت کا سواریاں بدلتی رہیں جانور

بدلتے رہے لیکن اللہ اکبر اُن جانوروں کا کیا کہنا جو آلِ محمدؐ کی معرفت رکھتے تھے جن میں شیطان حلول کیئے ہوئے نہیں تھا لیکن اگر شیطان بھی حلول کیئے ہوئے ہوتا تو وہ بھی تابع ہو جاتا تھا کیا بیان کروں جب زینبؑ کی سواری آئی کوفے کے بازار میں تو لاکھوں کا مجمع ہے باجے بج رہے ہیں شور ہے کہ کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی اک مرتبہ زینبؑ نے کہا اے شمر یہ شور ختم کرادے کہا زینبؑ یہ لاکھوں کا مجمع ہے کس طرح شور کو رکواؤں کہا دیکھ اگر تو نہیں روک سکتا تو میں علیؑ کی بیٹی روکوں گی شہادت کی انگلی اٹھائی اور اشارہ کیا مجمع کی طرف بجتے ہوئے باجے رک گئے حال یہ تھا کہ اونٹ جو قدم اٹھا رہے تھے اور اُن کے گلے میں جو گھنٹیاں بج رہیں تھیں اونٹوں کی گردنیں ساکت ہو گئیں محمدؐ کی بیٹیوں کے سروں پر چادریں نہیں تھیں پردے نہیں تھے اور بے کجاوہ اونٹوں پر بٹھایا گیا تھا اہلِ حرم کو وہ بیبیاں جن کی گودیوں میں بچّے تھے یعنی حکم یزید یہ تھا کہ قافلے کو جتنی جلدی ہو سکے لے آؤ ایک مہینے کا راستہ سترہ دن میں پورا اسی طرح ہوا کہ اونٹوں کو تیز دوڑایا گیا جب اونٹوں کو تیز دوڑایا ایک مہینہ کا راستہ سترہ دن میں طے کیا اتنی تیز دوڑائے گئے کہ تو ہوا کیا جب آپ کربلا سے کوفے اور کوفے سے شام کی طرف سفر کریں گے تو آپ دیکھیں گے چھوٹی چھوٹی قبریں ننّھی ننّھی قبریں راستے میں بنی ہوئی ملیں گی ارے جب اونٹ تیز دوڑے تو ماؤں کی گودیوں سے بچّے گرے اور مائیں چلاّ رہی تھیں یا علیؑ میرا بچہ، ارے میرا بچہ، اہلِ بیتؑ مدینے جب آئے تو گودیاں اُجڑی ہوئی تھیں یہی تو اُمِ کلثومؑ نے کہا تھا نانا جب ہم مدینے سے گئے تھے تو ہماری مانگ بھی آباد تھی اور گودیاں بھی آباد تھیں اب جو آئے ہیں مانگیں اُجڑ گئیں اور گودیاں خالی ہو گئیں بس ایک چراغ بچا تھا اہلِ حرم کا شام تک گئی سکینہؑ جس

سے اہلِ حرم کا دل بہل جاتا لیکن قیامت یہ ہوئی کہ قید خانے میں سکینہؑ کا ایک ایک دن ایسا گزرا اور جب شام ہوتی تو قید خانے کے دروازے پر آ کر کھڑی ہو جاتی اور اپنی پھوپھی کے قریب آ کے کہتی کہ پھوپھی اماں یہ پرندے کہا جاتے ہیں کہا بی بی یہ پرندے اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ رہے ہیں کہا پھوپھی اماں سارے پرندے اپنے گھر جا چکے سکینہؑ اپنے گھر کب واپس جائے گی بابا کب ملیں گے چچا کب آئیں گے یہی تو تڑپ تڑپ کے ماں کہتی تھی سکینہؑ جب گھر جانے کا دن آیا ارے سکینہؑ اٹھو ہم سب گھر جا رہے ہیں کیا مدینے نہیں جاؤ گی۔

چھٹی مجلس

کتّا، ہاتھی اور ابابیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ''انسان اور حیوان'' کے عنوان سے گفتگو یہی ہے کہ قرآن انسان کیلئے نازل ہوا اور انسان کی فلاح اور بہبود کیلئے پیغمبر آتے رہے اُسی سلسلے کی آخری کڑی قرآن ہے اور محمدؐ آخری پیغمبرؐ ہیں چونکہ نبوت ختم ہو رہی تھی تو آخری پیغام ایک کامل پیغام تھا اور انسان کو یہ بتانا تھا کہ تمہیں کیوں بنایا گیا تمہاری تخلیق کیوں ہوئی تمہیں اس دنیا میں کیوں بھیجا گیا انسانیت کا منصب کیا ہے انسان کو کیا کام کرنے ہیں اور سب سے بڑھ کر انسان کو انسان کا کس طرح خیال رکھنا ہے سب سے پہلے انسانیت مذہب ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو یہ نہ سمجھے کہ اس کے کچھ حقوق نہیں ہیں کچھ چیزوں میں اللہ نے تمام انسانوں کو مساوی قرار دیا کچھ حقوق ایسے ہیں کہ جن میں با اعتبار مذہب اگر کوئی ممتاز ہو جائے مثلاً کافر نجس ہے کلمہ پڑھ لے تو طاہر ہو جاتا ہے قرآن کے اعتبار سے یعنی یہاں نجاست اور طہارت انسان کے لئے منصب بن گئے کمتری ہے نجس ہونا افضیلت ہے طاہر ہونا شرط ہے کلمہ۔ اس

طرح یہودی، عیسائی، کافر، مشرک، مسلمان اپنے آپ کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں اپنی شریعت اور اپنے آئین کے مطابق کہ ہم افضل ہیں لیکن کچھ مقامات ایسے ہیں کہ جہاں انسان ایک دوسرے سے افضل نہیں ہے بلکہ برابر ہے مثلاً اللہ نے جتنی نعمتیں پیدا کی ہیں تو اُس میں یہ حکم نہیں ہے کہ یہ نعمتیں صرف مسلمانوں کیلئے ہیں اس میں ہر انسان کا برابر کا حق ہے ہم نے ہوا بنائی ہے تا کہ تم سانس لے سکو اور جی سکو تو ہم نے یہ شرط نہیں لگائی ہے کہ ہوا صرف مسلمان کیلئے ہے اور وہی سانس لے۔ ہوا سب کیلئے برابر ہے یہودی ہو، کافر ہو مشرک ہو، ہندو ہو، مجوسی ہو، مسلمان ہو اپنے حصّے کی برابر برابر لے سکتے ہیں ہوا کو سانس کیلئے جتنی چاہے استعمال کریں وافر مقدار میں کمی نہیں ہوگی یہاں شرط نہیں پانی ہم نے خلق کیا ہے ہماری سب سے بڑی نعمت ہے زندگی کا مزا پانی میں ہے لیکن یہ شرط ہم نے نہیں لگائی کہ جو کلمہ پڑھے گا وہی پانی پیئے ہمارے دریاؤں سے اس میں سب کا حق برابر ہے۔ مسادی تو جتنی بھی نعمتیں ہیں سورج کی روشنی ہے ہوا ہے چاند کی چاندنی ہے ستاروں کی چمک ہے درختوں کی ہوائیں ہیں فضائیں ہیں کھیت ہیں باغات ہیں اناج ہے پھل ہیں سبزیاں ہیں جانور ہیں اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ صرف مسلمانوں کو ملے گا اور کسی کو نہیں ملے گا اور کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ ان چیزوں کو مسلمان ترسنے لگتے ہیں مشرکوں کو زیادہ مل جاتا ہے اُس کی وجہ ہے اُن کے اعمال اور اُن کو بھیک مانگنا پڑتی ہے یہودیوں سے گیہوں ختم ہو گیا ہے بھجوا دیجئے چاول ختم ہو گئے بھجوا دیجئے فلاں چیز نہیں ہے ہمارے ملک میں ترس رہے ہیں بھجوا دیجئے مسلم ممالک کو امریکہ چاول اور گیہوں بھجواتا ہے افریقہ کے ممالک کو ایشیا کے ممالک کو تو اگر شرط لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ پھر کیا ہوتا

اگر فقہی مسئلہ ہو جاتا حلال و حرام کا کہ کافر کے ہاتھ سے گیہوں نہیں لے سکتے تو کیا ہوتا مشرک کے ہاتھ سے چاول نہیں لے سکتے تو کیا ہوتا آسٹریلیا سے گائے اور بکرے نہیں منگوا سکتے حرام ہے مشرک کے ہاتھ سے لینا تو کیا ہوتا یعنی خدا پہلے یہ دیکھتا ہے کہ یہ سب انسان ہیں اور ہمارے بندے ہیں اُس کے بعد کلمے کی منزل آئے گی پھر آپ مسلمان بنیں گے تو اکڑ یئے گا کہ ہم سب سے بہتر ہیں ہم سب سے افضل ہیں ٹھیک ہے آپ سب سے افضل ہیں لیکن کچھ چیزوں میں آپ برابر ہیں یہاں شرط کفر و شرک اور ایمان اور اسلام کی نہیں ہے اور صرف یہودی عیسائی مجوسی اور کافر نہیں اس میں ہم نے جانوروں حیوانوں کو بھی برابر کر دیا جتنا پانی انسان پئے گا اُتنا ہی پانی حیوان بھی پئے گا جتنی سانس انسان لے گا اتنی ہی سانس حیوان بھی لیں گے جتنی نباتات انسان استعمال کرے گا حیوان بھی استعمال کریں گے۔ آپ شرط نہیں لگا سکتے حیوان پر کہ پانی نہیں دیں گے ہمارے حصے کا پانی حیوان کو کیوں ملے ہمارے حصے کا اناج حیوان کو کیوں ملے نہیں کلمہ پڑھ لیا تم نے ٹھیک ہے تم افضل ہو گئے اب تمہاری ذمہ داری زیادہ بڑھ گئی اگر تمہاری کوئی سواری ہے جانور ہے اور تم نے اُس پر اپنے سفر کو طے کیا تو حدیث پیغمبر کی یہ آئے گی کہ جب اپنی منزل پر اتر جاؤ تو پہلے اپنی سواری کے جانور کو کھانا اور پانی ڈال دو پھر آرام کرنا پہلے ذبح کے وقت بھی پہلے پانی پلاؤ، جانور کے حقوق بڑھ گئے ہیں انسان سے، خدمت کر رہا ہے حیوان کی، کیوں اس لئے کہ حیوان انسان کو عزت عطا کر رہا ہے تمہارے نامۂ اعمال میں قربانی لکھی جا رہی ہے تم ہمیں حلال کر کے ثواب کما رہے ہو ہماری وجہ سے تم ایک سنت کو پورا کر رہے ہو تو تمہیں ہمارا بڑا خیال رکھنا پڑے گا تو اللہ نے جانور کی عزت

بڑھادی اس منزل پر دیکھو خیال رکھنا خرید کے جانور لائے ہو کوئی دن ایسا نہ ہو کہ اس کو دانہ نہ ملے پانی نہ ملے حدیث ہے جبھی تو جب بکرا خریدتے ہیں تو گھاس بھی خرید لیتے ہیں اور اگر بڑوں کو خیال نہ ہو تو بچے زیادہ ضد کرتے ہیں کہ چلئے بکرے کیلئے گھاس لائیے یعنی بچوں میں یہ احساس زیادہ ہوتا ہے کہ بھوکا ہے اور یہ تو فطرت کی باتیں ہیں گھر کی باتیں ہیں ایسا تو نہیں کہ آپ بقرہ عید نہیں مناتے پھر حکم رکھ دیا قرآن میں حدیث میں نہیں قرآن میں جب قربانی کیلئے جانور کو لے چلو تو ایسا نہ ہو کہ تم جانور سے آگے بڑھ جاؤ جانور آگے چلے گا تم پیچھے چلو گے جانور آگے چلے تم پیچھے چلو اب جس جانور کو تم لے جا رہے ہو ذبح کرنے کے لئے اُس کے گلے سے جو رسی بندھی ہے سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا اُس کے گلے سے جو رسی بندھی ہے وہ قابلِ احترام ہے قدموں سے مس نہ ہو جائے شعائر اللہ ہے اللہ کی نشانی ہے وہ رسی بھی اللہ کی نشانی ہے جس سے بکرا بندھا ہوا ہے اب اُس کا سینگ اُس کا سر اُس کے کھر سب پاک ہو گئے سڑک پر پھینک نہ دینا حقدار کو پہنچا دینا قربانی کا گوشت ہے پاکیزہ ہے حیوان نے اپنی عظمت منوالی قربانی دے کر ایک جانور قربانی دے تو خدا کی نظر میں اتنا عظیم ہو جائے جب انسان قربانی دے گا تو کیا ہو گا پھر اُس کی قربانی کیا ہو گی اس لئے کہ اللہ کہتا ہے دستورِ دنیا ہم نے یہ بنا دیا کہ ہر شے دوسری شے سے افضل ہے جو حاکم ہے وہ محکوم کو استعمال کرے گا سب سے کمتر چیز کیا جمادات پہاڑ، پتھر، مٹی، زمین اُس سے افضل نباتات، نباتات سے افضل حیوانات حیوانات سے افضل انسان، انسان سے افضل ربّ تو اب کیا ہو گا نباتات جمادات سے افضل تو اب نباتات زمین سے کھینچ لیں اپنی غذا اس لیئے کہ زمین محکوم ہے نباتات افضل ہے حیوانات نباتات

سے افضل ہیں اس لیئے حیوان کھا جائے پتیاں اور درخت اکھاڑ کر اس لیئے کہ نباتات حیوانات کے محکوم حیوانات افضل نباتات سے حاکم وہ محکوم یہ۔ اب انسان حاکم حیوان محکوم اس لیئے جانور کو انسان کھا جائے حلال کرے گلا کاٹ دے اللہ انسان سے افضل تو مانگے اللہ قربانی کہ لاؤ بیٹا دو کیا حیرانی۔ اُس وقت حیرانی نہیں ہوئی جب حیوان نے پتوں کو کھایا جب انسان نے حیوان کو کھایا جب اللہ کہہ رہا ہے کہ اب ہم تمہیں اپنی راہ میں قربان دیکھنا چاہتے ہیں تو کیا پریشانی۔ بھاگے ہوئے ہیں جہاد کے میدان سے ساری قربانیاں اپنے محکومین سے لے لیں جب بڑے حاکم نے کہا اب تم قربانی دو تو جہاد کے میدان سے بھاگ گئے جان عزیز ہوگئی۔ اس لیئے جہاد پر زور دیا آؤ میدان میں کود پڑو میدان میں ہم قربانی مانگ رہے ہیں کیوں ہمارے لئے قربانی نہیں دو گے یہ ہے انسان کی فطرت اپنے محکوم پر حکومت جتاتا ہے اور جب اُس سے بڑا والا اپنی حکومت جتانا چاہتا ہے تو انکار کر دیتا ہے یہی تو جھگڑا غدیر میں ہوا ماننے کو تیار نہیں، نہیں ہم بنائیں گے کیوں بنائیں گے جو ہم کہیں وہ کرو جو ہم چاہیں ویسے ہو ہمیں تو اس کے راز کا بھی پتہ نہیں کہ یہ کرے گا کیا تو کیا کیا اُس نے چار برس اُس نے کیا کیا کاہے کیلئے پریشانی جھک مار کے ہار کے پھر وہیں گئے نا یہی کام پچیس برس پہلے کر لیتے پچیس برس پہلے کر لیتے سلمانِ فارسیؓ نے کہا اگر تمام مسلمان پہلی مرتبہ علیؑ کی خلافت پر متفق ہو جاتے تو یہ عالم ہوتا کہ جو انسان پرندے کو صدا دیتا ہاتھ پر آ کر بیٹھ جاتا چاند اور ستاروں کی سیر کر رہا ہوتا علیؑ پچیس برس میں انسان کو وہاں پہنچا چکے ہوتے جہاں سے آدمؑ آئے تھے پچیس برس لیٹ ہو گئے مسلمان اب ایک جنگ ہوتی ہے فساد ہوتا ہے سب پچاس سال پیچھے ہو گئے کیوں اب یہ تجزیہ کیوں کرتے ہو کہو نہ

کہ وہ پچیس سال اب لاکھ برس بن گئے ہیں جیسے جیسے زمانہ بڑھتا جائے گا وہ پچیس برس کھینچ کر نقصان بنتے جائیں گے انسان پیچھے ہوتا جائے گا مسلمان اُس سے بھی پیچھے ہوتا چلا جائے گا کیوں گنوائے وہ پچیس برس علیؑ نے تو ایک مسکراہٹ میں وہ پچیس برس ٹال دیئے ابرو پر شکن نہ آنے دی مسکرا کے رہ گئے علیؑ کی مسکراہٹ نہ سمجھے علیؑ کی مسکراہٹ نہ سمجھے۔ بی بیؑ کی صدا کو نہ پہچانا شہزادیؑ کی صدا کو نہ پہچانا کیا تھا فدک لیا تھا۔ وہیں کیوں گئیں لینے کہ تجھ ہی کو وکیل بنا رہے ہیں تجھ ہی کو جج بنا رہے ہیں تجھ سے لینے آئے ہیں اُس نے چھینا ہے اُس سے کیوں بات کر رہی ہیں کہا نہیں بات یہی ہے ہم مستحکم کر رہے ہیں تم نے ایک فیصلہ کر لیا تو اب تم یہاں سے ہٹنا نہیں، نہیں سمجھے آپ، ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہو اُس کے نیچے بم لگا ہو اور اُس کو نہ معلوم ہو اور آپ کو معلوم ہو اور آپ کے مکان کے کاغذات اُس نے چھین لئے ہوں تو آپ کیا چاہیں گے نیچے بم لگا ہے کاغذ وہ دے نہیں رہا ہے آپ کیا کریں گے آپ چاہیں گے کرسی پر بیٹھا رہے یہ ضد پر اڑا ہوا ہے کاغذ دے نہیں رہا ہے اب بیٹھا رہے ایک نہ ایک دن یہ بم پھٹ جائے گا تجھے پتہ نہیں اور اگر آپ ذرا سا اشارہ دیتے خطرہ ہے تیرے لیئے تو کرسی سے کود بھی جاتا کاغذ بھی دے دیتا لیکن اب چونکہ بیٹھ گیا اب کیوں بتائیں نیچے بم ہے اب کاغذات نہیں چاہئیں اب ہمیں کاغذات نہیں چاہئیں اب تو ہم بم کو دیکھ رہے ہیں کب پھٹے گا بھئی سمجھے ایک آدمی کرسی پر بیٹھ گیا بیٹھ گئے منصب نہیں تھا حرام کام کیا اب بیٹھے رہو اترنا نہیں ہم آ رہے ہیں آ کے مستحکم کریں گے تاکہ کرسی ملے نہ ہم شہادت مانگیں گے قانون کی بات کریں گے زمانہ تماشا دیکھے گا اَسْفَلَ سٰفِلِیْن ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْن ذلالت کے راستے کو اپنا لیا اب ہم ادھر ہی

ڈھکیلتے چلے جائیں گے یہ میں اس آیت کے معنی بتارہا ہوں (نعرۂ حیدری.. یاعلیؑ)

جب پہلی منزل پر نہ سمجھے تو اب کیا سمجھو گے اکڑا ہوا ہے ہم کرسی پر بیٹھے ہیں تجھے کیا پتہ نیچے بم لگا ہے نیچے جہنم کا دھانہ ہے تجھے پتہ ہی نہیں غلط جگہ بیٹھ گیا غلط جگہ بیٹھ جانے کو کیا کہتے ہیں ظلم جب ظلم کرتا ہے کوئی تو اُسے سمجھایا نہیں جاتا اول روز شیطان نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا یہ کہہ کر کہ میں آگ سے خلق ہوا یہ مٹی سے تو اللہ نے سمجھایا نہیں کہا جا ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ راستہ اُس نے دِکھایا حالانکہ منصب نہیں تھا لیکن انسان اُس راستے پر چلا جب چلا تو ذلالت کے راستے میں غرق ہوتا چلا گیا علیؑ کی مسکراہٹ کیا تھی تم یہ سمجھ رہے ہو کچھ ہم سے چھن گیا نہیں انسانیت کا منصب تم سے چھن گیا۔ تم سے چھن گیا اب حیوان تم سے پوچھے گا تم جواب نہ دے سکو گے تمہارے پاس جواب نہ ہوگا کوشش یہ کرنا چاہیئے کہ تم حیوان سے افضل نظر آؤ تم نباتات سے افضل نظر آؤ لیکن تم گرتے چلے جارہے ہو گرتے چلے جارہے ہو تو کیا کام تھا اولیا کا انبیاء کا تم انسان ہو بس یہ سمجھ لو کہ تم انسان ہو یہی انسان سمجھ نہ سکا کہ ہم انسان ہیں کُل یہ چھوٹا سا کام کرتے تھے انبیاء بس یہ سمجھ لو کہ تم انسان ہو اور وہی سمجھتے نہیں تھے کہ ہم انسان ہیں جنہوں نے سمجھایا ہم انسان ہیں تو وہ ایمان کے دسویں درجے تک پہنچ گئے اور جب وہ دسویں درجے تک پہنچ گئے تو نہ اُنھیں لشکر چاہیئے نہ فوج نہ اُنھیں بنک بیلنس چاہیئے نہ خزانے وہ چیک نہیں کاٹیں گے وہ تنخواہیں نہیں بانٹیں گے وہ پولیس کا محکمہ نہیں بنائیں گے وہ C.I.A. کا محکمہ نہیں بنائیں گے بس ہم ہیں انسان ہم ہی انسان ہیں۔ ہم ہی مسلمان ہم ہی سلمانؓ ہم ہی صاحبِ ایمان ہم ہی غلام کُلِ ایمان دے دو گورنری جاؤ مدائن کے گورنر بنا رہے ہیں چوری بہت ہورہی ہے ڈاکے بہت پڑرہے ہیں

انسان اپنی سطح سے گر گیا ہے ایک دوسرے کو لوٹ رہا ہے گاڑیاں تو تھیں نہیں جو چھینے ایک دوسرے کے اونٹ چھین لے جاتے تھے گاڑیاں لے کر غائب ہو جاتے ہیں کہاں صدیوں جھگڑا چلتا ہے کبھی کہیں برآمد ہوگی سکھر سے حیدرآباد سے کون لے گیا کیا پتہ دشمنی کس سے کریں اونٹ پہ برسوں لڑائی ہوتی تھی میرا اونٹ لیا ہے اب تمہارے پوتے کو ماریں گے اونٹ کیوں چُرایا۔ یعنی نسلٌ بعدِ نسلٍ دشمنی جاتی تھی ایک حیوان کی وجہ سے چوری اور ڈاکے کی وجہ سے پورے شہر میں ہنگامہ افراتفری دہشت گردی ایک دوسرے کو کاٹے دے رہے ہیں ایک دوسرے کے گھر میں کودے جا رہے ہیں ڈاکے ڈال رہے ہیں چوریاں کرر ہے ہیں سلمان فارسی تم جاؤ جاؤ گورنری سنبھالو کہا ہم تو نہیں جائیں گے ہم نہیں جائیں گے سپاہیوں کو بھیجیں کہا پکڑ کے اُس کو لے جاؤ کبھی کبھی گورنری ایسے بھی ملتی ہے زیر حراست کر کے کھینچ کے لے جاؤ بننا ہے گورنر جب کھینچ کر لے چلے تو کہا اچھا علیؑ کی طرف سے لے چلو کوئی بات تو کرلیں کوئی بات تو کرلیں دروازے پر پہنچے تو دیکھا علیؑ کھڑے ہوئے تھے سلمانؓ نے کہا مولاؑ کھینچ کر لے جا رہے ہیں گورنری دے رہے ہیں مدائن کی کہا جاؤ کہا مولا بچا لیجئے ارے اس کام سے مجھے بچا لیجئے کہاں گورنری کہاں مجھے عبادت سے فرصت نہیں ہے یہ مجھے گورنری میں پھنسا رہے ہیں کہا اب تو بننا پڑے گا کہا مولاؑ کس بات کی سزا مل رہی ہے دیکھئے جو دس درجے پر فائز ہے اُس کے لئے گورنری سزا ہے عذاب ہے لوگ سمجھیں کیسے بھئی اُس کو اتنا بڑا منصب ملا ایمان کے دسویں درجے پر انسانیت ایمان کے درجے ختم ہو گئے۔ پھر اُس کے اوپر کل ایمان ہے دس درجے ایمان ہوتا ہے آخری درجہ ہے دسواں درجہ اُس پہ ہیں سلمانؓ جو دسویں درجہ پر فائز ہو

گورنری کیا ہے مدائن کی کہا مولاؑ کس بات کا عذاب ہے کیوں مجھے گورنری مل رہی ہے علیؑ مسکرائے کہا سوچ لیا تھا تم نے دل میں ایک خیال لائے تھے تم کہا کہ کیا مولاؑ کہا بس ایک دن تم نے یہ سوچا تھا کہ اگر علیؑ کا حق ہے تو تلوار کیوں نہیں نکالتے یہ اُس کی سزا ہے دسویں درجے پر حیرانی کا یہ عالم کہ تلوار کیوں نہیں نکالتے کیوں سوچا ایمان کی منزل پر آکر یہ کیوں سوچا یہ اس کی سزا ہے ولایت علیؑ بہت دور ہے علیؑ کے کسی کام پہ شک بھی کرے تو اس کے لیئے گورنری عذاب بن جاتی ہے (نعرۂ حیدری.... یا علیؑ) جاؤ جاؤ بھگتو گورنری ایک مٹی کا لوٹا ایک جٹائی لپیٹ کے اونٹ پر بیٹھ گئے پہنچے مدائن میں شور تھا گورنر، نیا آرہا ہے اب جو داخل ہوئے مدائن میں لوگ دیکھ کے ہنسے یہ بوڑھا کھوسٹ دو ڈھائی سو برس کا سفید ڈاڑھی دبلا پتلا یہ گورنر ہے بڑے بڑے آئے اُن کی گورنری چلی نہیں بھگا دیا ہم نے ان کی گورنری کیا چلے گی کارندے سرکاری اہل کار بڑھے کہا چلیئے گورنر ہاؤس کہا کیسا گورنر ہاؤس ہم مسجد میں رہتے ہیں ہم نے گھر ہی نہیں بنایا ہم کبھی گھر میں رہے ہی نہیں اپنی ہانڈی خود پکاتے ہیں چٹائی پہ سوتے ہیں رات و دن عبادت کرتے ہیں ہمیں محل سے کیا کام گورنر ہاؤس سے مسجد میں اتریں گے لیجیئے لوگ اور ہنسے کہا گورنر مسجد میں رہے گا اتر گئے مسجد میں جب سرکاری عہدے دار منصب دار آتا ہے تو حاشیہ بردار ملنے آتے ہیں مجمع لگ گیا کیا شکایات ہیں کہا صاحب رات بھر ڈاکو پریشان کرتے ہیں ڈاکے پڑتے ہیں چوریاں ہوتی ہیں راستے میں قافلے لٹ جاتے ہیں کوئی اُدھر سے نکل نہیں سکتا گھر میں کوئی سو نہیں سکتا رات بھر پہرا دینا پڑتا ہے گھروں میں ڈاکو کود جاتے ہیں کہا یہی شکایت ہے کہا ہاں کہا آج سے نہ چوریاں ہونگی نہ ڈاکے پڑیں گے گویا آڈر دے دیا بغیر فائل کے بغیر دستخط کے

لال فیتے کی فائل آگے نہیں بڑھ رہی فائلیں رک جاتی ہیں راستے میں اس لیئے کہ فائیلوں کا واسطہ قائداعظم سے پڑتا ہے اس لیئے سب کی فائلیں پھنسی رہتی ہیں اسلام آباد تک جاتی ہی نہیں سلمانؑ نے کہا کہ فائل وائل نہیں بس ہمارا آڈر فائینل نہ ڈاکے پڑیں گے نہ چوریاں ہونگی آج کی رات یہاں ابھی تین سال چاہئیں سب ٹھیک کرنے میں وہ بھی تین سال۔ ارے پانچ لے لیتے دو لے لیتے تین میں تو کبھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ (نعرۂ حیدری...... یاعلیؑ) نہیں ڈاکے نہیں پڑیں گے خوب ہنسے لوگ مسجد میں بیٹھے ہیں نہ کسی کوتوال کو بلایا نہ تھانے دار کو ایس ایچ او سے مشورہ نہیں کیا ڈی ایس پی D.S.P کو بلایا نہیں کمشنر سے بات نہیں کی یہ ڈاکے روک لیں گے۔ سلمانؑ نے بتایا کہ ان کو بلا کر کیا کریں گے ان کی وجہ سے تو ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ آڈر میرا ہے مجھے کسی کی ضرورت نہیں خوب ہنسے جب سب اُٹھنے لگے تو سلمان نے کہا خبردار آج کی رات کوئی اپنے گھر سے نہ نکلے یہ میرا آڈر ہے جو نہیں نکلنے والا تھا اُس نے بھی نیت کر لی کہ نکلیں گے کیوں منع کر رہے ہیں اِن کے منع کرنے سے ہوگا کیا یعنی نکلیں گے، اس لیئے تاکہ مذاق اڑائیں گے۔ اچھا تو نکلو، نکل کے کیا کرلو گے اگر پیغمبر نے منع کیا آج کی رات کوئی اپنے گھر سے نہ نکلے کوئی نہ نکلے اور اگر کوئی نکل آئے تو اعلان تو اپنوں میں کیا تھا مسلمانوں سے کہا تھا کوئی نکلے نہ کافروں کو تھوڑی یہ معلوم تھا کہ یہ آرڈر (Order) آیا ہے تو پیغمبر جب نکلیں گے اور کوئی پیچھے آئے گا تو کیا سمجھیں گے اپنا تو کوئی ہوگا نہیں بھئی نقصانات ہیں کہا نہ ماننے کے جب کہہ دیا کہ نہ نکلنا تو نہ نکلنا نکلو گے تو پھر سوچنے والا کچھ سوچ سکتا ہے کہ کون آرہا ہے سلمانؑ نے کہا کوئی نہ نکلے اُنھوں نے طے کر لیا ہم نکلیں گے جب سب اپنے اپنے گھر چلے گئے تو

سلمانؓ مسجد سے اٹھے صحرا کو طے کیا طے کرتے ہوئے آگے بڑھے جنگل کی سرحد پر پہنچے ایک بار آواز دی اے مخلوقاتِ خدا اے وحشی درندو علیؑ کا غلام سلمانؓ تمہیں آواز دیتا ہے اِس آواز کا گونجنا تھا کہ جنگل کے سارے کتے جنگلی دوڑتے ہوئے آئے۔ آئے بھونکتے ہوئے سلمانؓ کو دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئے اور دم ہلانے لگے سلمانؓ نے کہا اے مخلوقِ خدا آج اس شہر کا نظام تمہارے سپرد سب واپس ہو گئے آرڈر (Order) مل گیا یہ ہے انسان۔ بلکہ یہ ہے سلمانؓ وہ ہے حیوان۔ دیکھئے لندن جایئے امریکہ یورپ کے سارے ملکوں میں جرمنی میں فرانس میں ہالینڈ میں ٹرینڈ کتے کتا بہت جلدی ٹرینڈ ہو جاتا ہے .C.I.A ڈیپارٹمنٹ کے اچھے تنخواہ دار کتے ہوتے ہیں بڑی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں اعلیٰ غذائیں رہنے کے مقامات اعلیٰ دیکھ بھال بہت اچھی کسی بیوروکریٹ کی طرح یورپ کے کتے رہتے ہیں یہاں کے بیوروکریٹ کی اتنی تنخواہ نہیں جتنی وہاں کے کتوں کی ہے وہ غذائیں یہاں نصیب نہیں جو وہاں کے کتوں کو ملتی ہیں یہاں کے بیوروکریٹ (Bureaucrat) کی خبریں ٹی وی پر نہیں آتیں وہاں ایک چینل ہے کتوں کا بتاتے رہتے ہیں فلاں کتا اُدھر گیا ہے اب اس کی نیوز یہ ہے یوں سو رہا ہے یوں جاگ رہا ہے اب اس کی طبیعت خراب ہے یہ بیمار ہو گیا ہے اس کو یہ دوا دی گئی اس کو یہ بیماری ہے اس کو یہ پریشانی بیماری ہے، دن بھر رات بھر کتوں کا چینل کھلا ہوا ہے دیکھا آپ نے حیوان کو کس مقام پر آگیا اور انسان کہاں گیا حیوان نے اپنے آپ کو کہاں پہنچا دیا کیوں پہنچا اس مقام پر انسان کا کہا مان لیتا تو انسان بھی پہنچ جاتا اس مقام پر اگر اپنے رب کا کہا مان لیتا اپنے ولی کا کہا مان لیتا اپنے امام کا کہا مان لیتا یعنی اپنے سے بڑے کا کہا نہیں مانیں گے کتے کو دیکھئے وہ اپنے سے

بڑے کا کہا مانے گا اور کسی چیز پہ صرف روٹی کے ایک ٹکڑے پہ وہاں جرم ہے بڑا جرم کسی کے گریبان کے بٹن کو چھو لینا پورے یورپ میں یہ جرم ہے زبانی بات کیجئے جتنا چاہے. جھگڑا کیجئے ہاتھ نہیں اُٹھا سکتے بہت بڑا جرم ہے اور اتنا اچھا اصول ہے مجھے بے انتہا پسند ہے کہ جھگڑے کا کہیں نام و نشان نہیں یورپ میں کہیں آپ نہیں سنیں گے اخبار میں جھگڑے کی کوئی نیوز نہیں ہوگی اور اگر کسی نے سڑک پر کسی انسان نے کسی انسان کے گریبان پہ ہاتھ ڈال دیا۔ تو وہ جانے کدھر سے آتا ہے کود کے ٹی وی لگے ہیں کتے ٹی وی پر بیٹھے ہیں روٹ اُنھیں معلوم ہیں کہ یہ کہاں پر ہے اس نے ہاتھ اٹھایا کیوں وہ ٹرینڈ اِس ہی بات پر ہیں کہ ہاتھ نہ اٹھے جھگڑے کا آغاز ہے ہاتھ اٹھنا کتے کو معلوم ہے اس نے جھگڑا شروع کیا وہ دوڑ کر آیا اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اب ہاتھ پکڑ لیا جب تک پولیس نہیں پہنچ جائے گی وہ تو گیا جس پہ حملہ ہوا تھا وہ بچ گیا جس نے حملہ کیا وہ پکڑا گیا گرفتار ہو گیا کتے پکڑوا دیتے ہیں انسانوں کو ایک زمانہ تھا کہ کتے پکڑے جاتے تھے اب انسان پکڑے جا رہے ہیں کتوں کے آڈر پہ کیسے گرا ہے یہ انسان حیوان کی نظر میں سلمانؑ اس کے موجد آج اس شہر کا انتظام اے مخلوقِ خدا تیرے سپرد سلمانؑ جا کے مسجد میں نمازیں پڑھنے لگے کتے چلے گئے جس کی جہاں ڈیوٹی تھی وہ آ گئے لوگ نکلے تھے تماشا دیکھنے جو باہر نکلا اُس کی ٹانگ کتے نے لے لی صبح ہر شاہراہ پہ لاشیں بکھری پڑی تھیں سینے چاک تھے سر جدا تھے ٹانگیں چری ہوئی تھیں کتے اپنا کام دکھا گئے سلمانؑ کے حکم پر چوریاں بند ہو گئیں ڈاکے بند ہو گئے نہیں ڈھونڈ پا رہے ہو دہشت گردوں کو کتے ٹرینڈ کرو چھوڑ دو گلیوں میں نہیں کرنا ہی نہیں ہے کچھ اگر کرنا ہو راستے بہت ہیں اس لئے کہ کسی برائی کو ختم کرنے کیلئے درمیان سے نہیں ختم

کیا جاتا جڑ سے ختم کیا جاتا ہے اور جتنے لوگ بھی پوری دنیا کے تمام ممالک جو برائی کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہ جڑ کو تلاش کرنا نہیں چاہتے۔ ہیروئن بُری چیز ہے بند کرو۔ افیم جہاں اُگتی ہے آگ لگادو جاکے جو بوتے ہیں اُن کے ہاتھ کاٹ دو نہیں وہاں سے نہیں چلیں گے پکڑیں گے ایئرپورٹ پہ پورے درخت جلادیں گے تو ایئرپورٹ پر حصہ کہاں ملے گا سارے اسلحے برآمد ہوجائیں گے تو ہم جو کوئی کام چاہیں گے تو جڑ سے نہیں ختم کرنا ہر پیغمبر اس لئے آیا کہ برائی کو جڑ سے ختم کرے جب تک جڑ سے ختم نہیں کروگے گلے سے نہیں لگائیں گے تنبیہ کرتے رہیں گے کیا چاہتا ہے حُر تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے ابھی گلے نہیں لگایا برائی کو جڑ سے ختم کریں گے تب گلے سے لگائیں گے جب ہاتھ باندھ کر آئے گا اب پتہ چلا جڑ سے برائی کو کاٹ دیا ہاتھ باندھ کر آیا اب گلے لگ جا۔ کربلا نام ہے برائی کو جڑ سے ختم کرنے کا۔ ایک راز نہیں ہے کربلا ہزاروں راز ہزاروں راز ہیں۔ حیوان جڑ کو تلاش کرتا ہے کُتا انسان سے افضل ہوگیا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ○ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ○ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ○ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ○ (سورۂ فیل آیت ۱۰۵)

''اے پیغمبر تم نے دیکھا کہ ہم نے ہاتھی کے اصحاب کے ساتھ کیا کیا۔ بڑا عزّت دار لفظ ہے قرآن میں تم نے دیکھا ہم نے اصحاب کے ساتھ کیا کیا ہاتھی کے سہی جانور کے اصحاب بن جائیں گے ہاتھی کے اصحاب بن گئے نبی کے نہ بنے تو قرآن میں ذکر آتا اڑتالیس جگہ اصحاب کا لفظ برے معنوں میں استعمال ہوا قرآن میں اصحاب جہنم اصحابِ سعیر آگ والے اصحاب، اصحابِ

سبت ہفتے کے دن والے اصحاب، اصحابِ النار آگ میں جلنے والے اصحاب کہیں کہیں اچھے معنوں میں آیا اگر آیا بھی اصحابِ کہف تو اُس میں بھی ایک کتا شامل۔اور وہ بتا رہا کہ میں بھی صحابیوں میں ہوں میرے جیسے بن جاؤ میرے جیسے بن جاؤ تو زندگی مل جائے صاحب بھی جی رہے ہیں ہم بھی جی رہے ہیں زندہ ہیں ہم نے کئی ہزار برس مرتبہ بڑھا دیا۔ہاتھی کے صحابی ہاتھی کے ساتھ آئے پیغمبرؐ سے کہا جا رہا ہے تم نے دیکھا واقعہ کب کا ہے حضور کے دادا کے دور کا۔ایک عام الفیل جس سال پیغمبر پیدا ہوئے اُس سال کا واقعہ ہے عام الفیل ہاتھی والا سال عام معنی ''سال'' فیل معنی ''ہاتھی'' عربی میں ہاتھی والے سال پیغمبر پیدا ہوئے ایک عام الفیل جب کوئی مشہور واقعہ عرب میں ہوتا تھا تو سن وہیں سے شروع ہو جاتا پچھلا سن چھوڑ دیتے تھے مشہور واقعے سے پھر نیا سن شروع ہو جاتا تھا ہاتھی آیا عرب میں کسی نے ہاتھی دیکھا ہی نہیں تھا پہلی بار مکے میں ہاتھی آیا وہ اُن کیلئے حیرت ناک چیز تھی۔انھوں نے کہا یہی سال شروع پہلا سال دوسرا سال تیس عام الفیل میں علیؑ پیدا ہوئے یہ ہی سن لکھا جاتا ہے اُس زمانے میں یہ ہی سن چل رہا تھا جب پیغمبر نے اعلان نبوت کیا بعثت کا سال شروع ہو گیا مبعوث ہو گئے پیغمبر۔بعثت ایک، دو بعثت، بعثت تین، بعثت چار، جب ہجرت کی تو بعثت کو بھول گئے ہجرت سے سال شروع ہو گیا اور وہی اب تک چل رہا ہے یعنی ابھی تک مسلمان ہجرت میں ہے ہجرتیں ہیں سفر ختم نہیں ہوا ابھی تک سفر ختم نہیں ہوا ورنہ سال بدل جاتا تو ہاتھی سے سال شروع ہو گیا ہاتھی والا سال پیغمبر اُس سال پیدا ہوئے اور اللہ کہہ رہا ہے تم نے دیکھا اس کے معنی پیغمبر کی زندگی پیدائش سے پہلے بھی ہے ''اَلَمْ تَرَ كَيْفَ'' اے حبیبؐ آپ نے دیکھا ہم نے ہاتھی کے

اصحاب کے ساتھ کیا کیا آپ نے دیکھا۔ یعنی آپ دیکھ رہے تھے منظر دہ تو زندگی پہلے سے ہے زندگی بعد تک آپ دیکھ رہے ہیں جنّت میں آپ دیکھ رہے ہیں جہنم میں جہنم والوں کو یعنی زندگی چل رہی ہے پہلے بھی تھی اور اب بھی چل رہی ہے تو انبیاء کی زندگیاں کہیں رکتی نہیں شہیدوں کی زندگیاں کہیں رُکتی نہیں پہلے بھی تھیں ہیں اور رہیں گی تو پیغمبر سے کہا دیکھا آپ نے ہم نے کیا کیا ہاتھی والوں کے ساتھ۔ ''سورۂ فیل ہاتھی والا سورہ'' کیا حیوان کو قابلِ ذکر قرآن میں اللہ نے بنا دیا ہاتھی عرب کا جانور نہیں ہے عرب میں ہاتھی نہیں ہوتا ہاتھی وہاں ہوتا ہے جہاں گنے کے کھیت ہوتے ہیں گنا نہیں ہوگا تو ہاتھی کیسے ہوگا کھجور تھوڑی کھائے گا وہ اونٹ کے منہ میں زیرہ ہاتھی کو کھجور سے کیا واسطہ ہاں سارے درخت سونڈ میں لے لے کر اُکھاڑ کے پھینک دیتا کھجور سے بھی عرب محروم ہو جاتے اُس کی تو شرارت یہی ہے کہ بڑے بڑے تنے اکھاڑ دیتا ہے سونڈ سے پکڑ کے اس لیئے عرب میں پیدا ہی نہیں ہوا افریقہ میں پیدا کیا افریقہ سے یمن آئے یمن کے بادشاہوں کو ہاتھیوں کا شوق تھا اُس کے پاس بہت سے ہاتھی تھے، ایک ہاتھی اُس کے پاس ایسا قیمتی تھا جو اُس عہد میں دنیا کا سب سے بلند قامت ہاتھی تھا اور اتنا توانا تندرست بلند قامت اُس کا نام اُس نے رکھا تھا۔ ''محمود'' اُس پہ بادشاہ بیٹھتا تھا شاہِ یمن بیٹھتا تھا، کبھی کبھی حسد ہو جاتا ہے مذہبی زیارت گاہ کا عروج دیکھ کر، اگر زیارت گاہ دولت کھینچنے کا مرکز بن جائے تو اُس کی ٹکر پر دو ہیں دوسری زیارت گاہ بن جاتی ہے، یمن کے لوگوں کو اچھا نہیں لگتا تھا کعبہ مال کھینچنے کا مرکز بن گیا تھا اب مکّہ والوں کو کربلا نہیں اچھی لگتی اُجاڑتے رہتے ہیں اجاڑتے رہتے ہیں سمجھ رہے ہیں

اُنھوں نے کہا سارے لوگ مکہ جاتے ہیں چڑھاوے وہاں چڑھ جاتے ہیں بادشاہِ یمن نے کہا کہ یمن ہی میں ایک کعبہ بنالو ایک کعبہ اُس نے بنالیا کہا کہ یہاں کے لوگ وہاں نہ جائیں مثال دی تھی میں نے یمن کے لوگ یمن میں رُک جائیں یہاں کے چڑھاوے وہاں کیوں چڑھیں اُس زمانے میں سونے کے ہرن سونے کے سانپ یہ سب چڑھا کرتا تھا سونا بہت عام تھا جواہرات بہت عام تھے اُس نے کعبہ بنالیا نجران میں یمن میں عرب والے جل گئے کیوں اپنا کعبہ بنالیا ایک عرب گیا سوداگر جلا ہوا تو تھا ہی اُن کا جو کعبہ تھا وہاں بیٹھ کے اُس نے گندگی کردی اُن کے عبادت خانے میں یعنی اُن کے کعبے میں اِس عرب باشعور نے اپنا بیت الخلاء بنالیا اب تو بادشاہ غصے میں آ گیا کہ تمہارا کعبے کو نہیں چھوڑیں گے اُس کا نام ونشان مٹا دیں گے طے کرکے غصے میں بادشاہ چلا اور ہاتھیوں کا لشکر لے کر چلا اور جا کے مکّے کو گھیر لیا پڑاؤ ڈال دیا خیمے لگا دیئے دور دور اُس کے ہاتھی زنجیروں میں بندھے ہوئے اب ہاتھی کا ہے کو عرب والوں نے دیکھا تھا دیکھئے یہ ایک مسئلہ ہے علم حیوانات کا بعض لوگوں نے بعض علاقے والوں کے بعض جانور نہیں دیکھے اب تو بہرحال ٹی وی کی وجہ سے سب نظر آجاتا ہے پہلے زمانے میں فاصلے اتنے تھے کہ اگر کسی جنگل میں کوئی جانور ہزاروں میل کے فاصلے پر ہے اور اُس نے نہیں دیکھا تو ایسے جانور کو دیکھنے کے بعد اُس کے لئے حیرت کا باعث ہوتا تھا ایک گاؤں والے ایسے بھی تھے جنھوں نے اونٹ نہیں دیکھا تھا کبھی اونٹ ہی نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی رمضان دیکھا تھا مولانا صاحب آئے نئے انھوں نے کہا بھئی رمضان آرہا ہے تمہیں روزے رکھنا ہیں، گاؤں والوں نے کہا اُس میں کیا ہوتا ہے کہا دن بھر فاقہ کرنا پڑے گا سب کے کان

کھڑے ہو گئے یعنی کھانا چھوڑنا پڑے گا کہا ہاں۔ پانی بھی چھوڑنا پڑے گا اب تو جان نکل گئی کہا کھانا پانی سب چھوڑنا پڑے گا کیوں کہ رمضان آ رہا ہے کہا تو یہ ہے فساد کی جڑ یہ رمضان جو آ رہے ہیں ان کی وجہ سے کھانا چھٹے گا اور پانی مولوی صاحب سے تو ہاں ہاں کر دیا گاؤں والوں نے میٹنگ meeting کی کہ چل کے گاؤں کی سرحد پہ کھڑے ہو جاؤ آئیں گے میاں رمضان تو اِدھر سے آئیں گے لاٹھیاں لے لے کہ سب کھڑے ہو گئے کہا اِدھر سے آئیں گے مولوی صاحب کو تو بتائیں گے بھی نہیں جو ہمارا ارادہ ہے اونٹ بھی دیکھا نہ تھا ایک اونٹ سوار راستہ بھٹک کر اُدھر آ گیا سامنے سے دیکھا وہ آ رہا ہے سب چلائے بھئی تیار ہو جاؤ رمضان آ رہا ہے اونٹ تو دیکھا نہیں تھا رمضان بھی پہلی بار اور وہ اونٹ والا آیا سب نے لاٹھیاں چلائیں اتنا مارا کہ مع سوار کے اونٹ کو مار ڈالا اور مولوی صاحب سے آ کر کہا کہ اب رمضان نہیں آئے گا ہم نے مار دیا مولوی صاحب نے پوچھا کہاں مارا کہا چلئے دکھائیں مولوی صاحب نے آ کے دیکھا کہا کم بختو! یہ اونٹ ہے رمضان کوئی جانور اور حیوان نہیں ہے تو کچھ وہ بھی تھے جو پہلی بار آنے والا تھا رمضان کو حیوان سمجھ رہے تھے اور اپنی زعم ناقص میں اُس کو مار بھی دیا بہت سے لوگوں نے نہیں دیکھا تھا عرب والوں نے ہاتھی نہیں دیکھا تھا ہاتھی دیکھ کے خوف زدہ ہو گئے پورا مکہ خالی ہو گیا، سارے مکے والے ڈر گئے پورا شہر خالی کر گئے ہاتھی سے ڈر گئے۔ جنابِ عبدالمطلبؑ بھی اپنے پورے خاندان کو لے کہ ابوقبیس بلند پہاڑی پر چلے گئے جنابِ عبدالمطلبؑ سردار تھے سردارِ حجاز سردارِ عرب اونٹ بہت سے تھے سارے اونٹ چرا کرتے تھے بادشاہ یمن کے آدمی باہر نکلے انھوں نے اونٹوں کو چرتے دیکھا سارے اونٹ پکڑ لئے حضرت عبدالمطلبؑ کے

سارے اونٹ پکڑ لئے جناب عبدالمطلبؑ کو پتا چلا کہ بادشاہِ یمن ہمارے اونٹ پکڑ لے گیا ہے جنابِ عبدالمطلبؑ تیار ہو کے چلے جس وقت کہیں جاتے تھے تو ایک مخصوص لباس تھا اور جنابِ عبدالمطلبؑ کے لئے لکھا ہے کہ بادشاہوں کی شان والے تھے جب آمد ہوتی تو لگتا کوئی بادشاہ آرہا ہے چوڑے شانے بلند قامت اونچی ناک بلند پیشانی زلفیں بل کھائی ہوئی سیاہ عمامہ، سیاہ قبا، سیاہ عبا کمر میں سیاہ پٹکا اور جس وقت چلتے تھے تو لوگ صرف آپ کی رفتار دیکھتے رہ جاتے تھے چہرہ چاند کی طرح روشن تھا اگر اندھیرے میں نکل جائیں تو روشنی پھیل جائے یہ تھے حضورؐ کے دادا اور علیؑ کے دادا جیسے ہی اُس کیمپ میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے خیمے کے سامنے پہنچے تو محمود ہاتھی بلند قامت کہ جو لوہے اور زرہ میں پورا سجایا گیا تھا سونڈ پہ لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے پشت پہ لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے اُس کا ہودج لوہے کا تھا اُس پہ سونا چاندی منڈھا ہوا تھا زرہ بکتر اُسے پہنایا جاتا تھا تاکہ ہاتھی میدانِ جنگ میں زخمی نہ ہو وہ ہاتھی بادشاہ کے خیمے کے سامنے بندھا ہوا تھا جیسے ہی عبدالمطلبؑ بادشاہ یمن کے خیمے کے سامنے آئے ایک بار ہاتھی نے اپنی سونڈ کو اٹھا کر عبدالمطلبؑ کو سلام کیا۔ نعرۂ حیدری...... یا علیؑ) سلام کیا اور اُس کے بعد عبدالمطلبؑ رُکے رُکے جیسے ہی رُکے اُس نے آگے کے دونوں پیر گھٹنے موڑے زمین پہ بیٹھا پیشانی سے عبدالمطلبؑ کے قدموں پر سجدہ کیا جملہ دے دوں۔ جانوروں میں ہے سب سے بڑا یعنی جانوروں کی سپر پاور جس کو سجدہ کر لے وہ ایمان کی کس منزل پر ہوگا یعنی حیوان نے یہ بتایا کہ عبدالمطلب کے لئے سجدہ ہے سجدہ کیوں ہے جس وقت سجدہ کر رہا ہے آپ پچھلی تقریر بھول جاتے ہیں میں نے کہا تھا محمد ایک عام الفیل میں پیدا ہوئے یعنی اُس کا دادا آیا ہے جو

پیدا ہونے والا ہے یعنی یہ تعظیمِ محمدؐ تھی حیوان پہچانتا تھا کہ نبیؐ آنے والا ہے اور اُس کا دادا یہ ہے انسان نہیں سمجھ رہا تھا یہ انسان ہے یہ حیوان ہے۔ بادشاہ حیران ہو گیا تعظیم کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا جب یہ شان دیکھی تو متاثر ہوا مسند بچھوادی کہا تشریف رکھئے کیسے زحمت کی کہا تمہارے آدمی صحرا میں گئے ہمارے اونٹ پکڑ لائے سو کے قریب اونٹ ہیں ہم اپنا مال واپس لینے آئے ہیں آدمیوں سے کہو ہمارے اونٹ واپس کر دیں کہا ہم تمہارے خدا کے گھر کو گرانے آئے ہیں تم اُس کی ریکویسٹ (request) لے کر نہیں آئے تم اپنا مال لینے آ گئے ہم سمجھ رہے تھے تم ہم سے کہنے یہ آئے ہو کہ ہمارے خدا کا گھر نہ گرانا غور نہیں کر رہے ہیں آپ بادشاہ بار بار کیا کہہ رہا ہے تمہارا خدا تمہارا خدا دیکھئے فرعون نے کیا کہا تھا جب غرق ہو رہا تھا میں ایمان لایا موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خدا پر خدا بغیر وسیلہ پہچانا نہیں جاتا یا محمدؐ کا خدا ہوتا یا علیؑ کا خدا ہوتا ہے، یزید کا خدا نہیں ہوتا یزید کے باپ کا خدا نہیں ہوتا۔ نعرۂ حیدری..... یا علیؑ..... خدا عبدالمطلبؑ سے پہچانا گیا اُس وقت جب عقیدۂ توحید نہ تھا محمدؐ اور علیؑ کے دادا تھے جب عقیدۂ توحید نہ تھا تب بھی تھا تو ان کی بدولت جب نہ تھا جب بھی تھا، عبدالمطلبؑ نے کہا کہ اونٹ ہمارا مال ہے ہم اونٹوں کے مالک ہیں، ہم اپنا مال لینے آئے ہیں، جو اُس گھر کا مالک ہے وہ خود اپنے گھر کو بچا لے گا توحید کہاں سے شروع ہو رہی ہے محمدؐ سے یا عبدالمطلبؑ سے یا ابراہیمؑ سے، ربّ تھا جب تو یہاں تک آیا، عقیدہ وہ بچالے گا، حیران ہو گیا، شاہِ یمن اور اونٹ واپس کر دیئے، عبدالمطلبؑ کے اونٹ دے دیئے، کہا لیکن ہم اس گھر کو تباہ کر دیں گے عبدالمطلّب نے کہا جو تمہارا ارادہ ہو کر گزرو اُس گھر کا مالک اُس گھر کا ربّ، ربّ الکعبہ کعبے کو بچالے گا یہ لفظ اتنا پیارا لگا اللہ کو ''ربّ'' کہ

قرآن میں اللہ کے ناموں میں سب سے زیادہ لفظ ربّ آیا اور اتنا پسند ہے اللہ کو کہ ہر نبی جب بھی دعا مانگتا تھا ربّ کہہ کر ربّ کہہ کر اے رب اے رب اللہ کا پسند دیدہ لفظ ہے رب، دادا نے کہا تھا پہلی بار کعبے کا رب تو پوتے نے کہا۔ ''فزتُ به رب الکعبه'' کعبے کے ربّ کی قسم میں کامیاب ہوگیا رب وہاں سے یہاں تک۔(نعرہ حیدری.... یاعلیؑ) عبدالمطلّب جب وہاں سے واپس ہوئے تو کعبے کے قریب آئے غلاف کو تھاما کہا پروردگار اپنے گھر کی حفاظت کر اور ہم سب کی حفاظت کر ہم چاہتے ہیں کہ تو ایسے موقع پر ہماری مدد کر دعا کر کے واپس ابوقبیس پر آگئے کوئی مورّخ کم بخت ایسا تو نکلے جو یہ کہے کہ دعا مانگنے گئے۔لات سے کہا عُزیٰ سے کہا ہُبل سے کہا کعبے کا غلاف پکڑا اور رب سے کہا پتہ چلا ان کا کوئی بُت نہیں تھا اندھا ہے مورّخ نہیں دیکھتا یہ سب کچھ اور جب ابوقبیس پر آگئے عبدالمطلبؑ بارہ بیٹوں کا باپ ہے سب سے چھوٹے عبداللہؑ ہیں اور اُن کے صلب میں ہیں محمدؐ اسی سال پیدا ہوں گے پیشانی پرنور ہے نورِ محمدیؐ عبداللہ کی پیشانی پہ چمک رہا ہے اور جب سے یہ نور چمکا تب سے یہ خطاب تھا عبدالمطلبؑ کا میرے بیٹے کو بلاؤ میرے لعل کو بلاؤ جب یہ کہتے کہ میرے بیٹے کو بلاؤ تو گیارہ بیٹے یہ سمجھ جاتے کہ کس کو بلا رہے ہیں جیسے ہی ابوقبیس پر آئے اور آتے ہی بے اختیار مجمع نے گھیرا کہ کیا ہوا کہا اونٹ تو لے آئے لیکن اب ہمیں انتظار ہے اللہ کی مدد کا، میرے بیٹے کو بلاؤ میرے بیٹے کو بلاؤ جلدی سے دوڑے لوگ کہا عبداللہؑ پدرگرامی تمہیں بلا رہے ہیں جیسے ہی جنابِ عبداللہؑ آئے جنابِ عبدالمطلبؑ نے کہا عبداللہؑ ذرا جا کر مشرق کی جانب آسمان پر غور سے دیکھو کچھ نظر آ رہا ہے عبداللہؑ گئے واپس آئے کافی دیر تک دیکھتے رہے کہا بابا کچھ نہیں نظر آ رہا ہے کچھ بھی نہیں

نظر آرہا کہا اچھا ٹھہرو، ٹھہرو، کچھ دیر رُکے رہے چند ساعتیں گزریں کہا بیٹا پھر جاؤ مشرق کی طرف آسمان کی طرف نگاہیں دوڑا کر دیکھو دور دور تک دیکھنا کچھ نظر آرہا ہے جانے کہاں سے وہ پرندے آئے اُن کا مسکن معلوم ہے عبدالمطلبؑ کو کب چلیں گے کب پہنچیں گے یہ ہے محمدؐ کا دادا یہ ہے علیؑ کا دادا عبداللہؑ گئے آسمان کی طرف دیکھا دوڑتے ہوئے واپس آئے کہا بابا دور آسمانوں پر سیاہ بادل بڑھتے ہوئے نظر آرہے ہیں مکّے کی طرف کالے بادل آرہے ہیں کہا مدد آگئی (نعرۂ حیدری......یاعلیؑ) مجھے بتاؤ عبدالمطلبؑ کو کیسے معلوم ہے کہ مدد کہاں سے آئے گی مدد کدھر سے ہوگی مدد کی صورت کیا ہوگی عبدالمطلبؑ نے کہا مدد آگئی بس یہ کہنا تھا کہ بادل مکے پر چھائے وہ بادل نہیں تھے وہ سیاہ چھوٹے چھوٹے پرندے تھے وہ ابابیل کے جھنڈ تھے جو کروڑوں کی تعداد میں جانے کہاں سے آئے تھے کہتے ہیں جب مکّے پر آئے تو شہر پر اندھیرا چھا گیا جیسے کالے بادل آئیں کالی گھٹا چھا جائے تو اندھیرا چھا جاتا ہے اور وہ اُڑ رہے تھے چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیل لیکن وہ یوں نہیں آئے تھے کہ خالی ہاتھ آئیں دونوں پنجوں میں چنے کے برابر برابر کنکریاں دبی تھیں ایک پتھر چونچ میں اور ایک ایک دونوں پنجوں میں سارے پرندے تین تین ایٹم بم ساتھ لیئے ہوئے آئے تھے اور ایک بار اِدھر لشکر بڑھا شاہ یمن کا آگے محمود پیچھے دیگر ہاتھی اور اب یہ زیادہ تیز بڑھتے جاتے تھے کہ چاروں طرف سے ہاتھی کعبے کو گھیر کر اپنی سونڈوں سے ایک ایک اینٹ کو ہلا دیں گے نہ بنیاد رہے نہ دیوار رہے نہ چھت رہے عنقریب ہاتھی حملہ کرنے والے تھے کہ ابابیلوں نے کنکریاں چھوڑنا شروع کیں ایک ایک کنکری گرتی جاتی ایک ہاتھی اور ایک کنکری صبح مکے والوں نے دیکھا تو مکے کی فضا میں صرف بھوسا اُڑ رہا تھا

بھوسا اُڑ رہا تھا اللہ جب سپر پاور کو ذلیل کرتا ہے تو چھوٹی طاقت سے کہہ دیتا ہے
اس بڑی طاقت کو فنا کر دو، بھئی غور کیجئے گا نمرود کے عہد میں نمرود سپر پاور تھا، اللہ
نے کہا اپنی کر لی، ابراہیمؑ کو آگ میں پھینک دیا بہت طاقتور بنا تھا۔ اب تجھ سے
سپر طاقت نہیں ہے لشکر نہیں بھیجیں گے فرشتوں کے سپر طاقت کے مقابل میں سپر
طاقت نہیں بھیجتا سب سے چھوٹی شے بھیجتا ہے سب سے چھوٹی شے بھیجتا ہے ایک
مچھر سے کہا بہت پریشان کیا ہے انسانوں کو نمرود نے مچھر چلا آ کے مونچھ پہ بیٹھا
اس نے اڑایا بجائے اُڑنے کے الٹا ناک میں چلا دیکھئے سپر پاور کا انجام ناک
میں چلا چھینکا کھانسا واپس نہ آیا جیسے جیسے چھینکتا وہ اوپر چڑھتا جاتا اور اندر دماغ
کی رگوں میں سیر کرنا شروع کی سب سے زیادہ رگیں دماغ میں ہیں سارا منبع تو
دماغ میں ہے اُس نے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا کہاں ہے خنّاس خدا بننے کا۔
اُس کمرے میں گیا کہاں ہے ظلم اور جبر کا خانہ کہاں ہے سرکشی کا خانہ سب جائزہ
لے کر پورے دماغ میں جو پھرا تو سر بھنّا گیا حکیم آئے کہا بیماری تو کوئی نہیں ہے
اندر کچھ ہے سر کو ہلایا ہاتھ مارا کہا آرام ملا کہ بس یہ ہے علاج جتنے جتنے صحابی ہیں
سب مل کر باری باری جوتے لگائیں جب جوتے پڑتے تو چین آتا کچھ لوگ
ایسے ہیں کہ جب جوتے کھاتے ہیں تو چین پڑتا ہے۔ (نعرۂ حیدری) جب کھالیا
بھیجا اچھی طرح مچھر نے تو ناک سے ٹپک گیا جب ٹپکا تو چوزے کے برابر تھا
دماغ کھایا تھا نمرود کا اِدھر ٹپکا اور اُدھر وہ مرا سپر پاور کو ختم کیا ایک مچھر نے ہاتھی کی
طاقت کو ختم کیا ایک ابابیل نے تو حیوان لایا ہے حیوان کے مقابل میں، حالانکہ
آسان تھا کہ اگر کہہ دیتا کہ ہاتھیوں کے مقابلے میں اونٹوں کو لے جاؤ بلبلائیں
گے شور مچائیں گے لاتیں ماریں گے لمبی گردنیں ہیں اونٹ کی پکڑ مشہور ہے اونٹ

کی پکڑ کتے کی جھپٹ دونوں مشہور ہیں عرب میں کتے بھی تھے اور اونٹ بھی تھے
ایک طرف سے اونٹ حملہ کرتے پیچھے سے کتے پکڑ لیتے جانور جانور کی لڑائی
ہو جاتی نہ کوئی بڑا حیوان مقابل آیا اور نہ انسان، لڑے گا، انسان ہے سپر اور ہاتھی
سے سپر نہیں آئیں گے۔ پرندوں میں جو سب سے چھوٹا ہے وہ آئے، ابابیل کو
خطاب مل گیا اللہ کا پرندہ، مار نہیں سکتے روضوں میں رہتا ہے اب بھی کعبے میں ہے
اڑتا ہے چمکتا ہے مدد کی تھی دینِ الٰہی کی۔ عبدالمطلبؑ نے اللہ سے کہا تھا اللہ نے
مدد کی صورت نکالی عبدالمطلبؑ شہر میں آ گئے کہا مدد ہو گئی شاہِ یمن کے سارے
سپاہی مارے گئے چیچک کی بیماری پھیل گئی جانے اُن کنکریوں میں کیا جراثیم تھے
کہ شاہ یمن کے لشکر میں چیچک پھیل گئی واپس گیا تو بیماری پورے ملک میں پھیل گئی
سب تباہ ہو گئے سب مر گئے ٹکرائے تھے اللہ کے گھر سے، گھر کے محافظ نے گھر
کے مالک کو پکارا مدد آئی غور کیا۔ جس سال سپر پاور کو اللہ نے ختم کیا اُس سال
اپنے نبیؐ کو پیدا کیا پہلے دادا کا معجزہ سب کو دکھایا کہا کہ جس گھر میں محمدؐ آئے زمانہ
پہچان تو لے کہ یہ گھرانا کونسا ہے چھوٹے موٹے گھر میں نبوت نہیں اُترتی ورنہ
ابوجہل کے گھر میں آتی ابوسفیان کے گھر میں آتی دیکھ لو کیا شان ہے
عبدالمطلبؑ کی سمجھ لو پرکھ لو وہ گھرانا عبدالمطلبؑ کا ہے، ابوطالبؑ، ہاشمؑ، عبداللہؑ کا
گھرانہ ہے، ابوطالبؑ سفر کرتے شام کا مصر کا تجارت کیلئے جس جنگل سے
گزر جاتے شام کے اور مصر کے جنگلوں میں اگر شیر دیکھ لیتے تو سجدے کیلئے
جھک جاتے شیر سجدے کیلئے جھک جاتے عبدالمطلبؑ کو سجدہ کرتے ابوطالبؑ کو
سجدہ کرتے کہتے اس کے صلب میں وہ آنے والا ہے جو شیرِ خدا ہے جو شیرِ خدا ہے
کل کی تقریر تو ظاہر ہے کہ ہم چاہیں گے کہ چونکہ تابوت بھی برآمد ہوگا معصوم کا

آپ زیارت کریں گے ہر سال تقریر امام ہشتم امام ضامنؑ پہ ہوتی ہے تو اُس ذیل میں جن حیوانات کا ذکر آرہا ہے اُن کا ذکر ہوگا اور پرسوں ہم شیر پہ تقریر کریں گے اور اُس کے بعد گھوڑے پر تقریر کریں گے وہ اہم اہم حیوانات جن کا تعلق انسانوں کے ساتھ رہا جن کی تاریخ انسانوں کی تاریخ کے ساتھ لکھی گئی اور پھر کچھ پرندے رہ جائیں گے اُن کا ذکر ہم چہلم کی مجلس میں کریں گے اس ضمن میں جو جو حیوان بیچ میں آئیں گے اُن کا بھی ذکر کردیں گے لیکن غور کیجئے گا جب آپ سارے کیسٹ سنیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ عنوان حیوان ضرور تھا لیکن سب سے زیادہ گفتگو انسان پہ ہوئی یعنی زیادہ وقت ہمارا صرف ہوا انسان کے بارے میں گفتگو پر، حوالہ حیوان کا گفتگو انسان پر ظاہر ہے حیوان تو سننے نہیں آرہے ذکر اُن کا ہورہا ہے لیکن حیوان کا ذکر برائے انسان ہورہا ہے قرآن میں حیوانوں کا ذکر جو کیا وہ اسی لیے کہ برائے انسان سوچو۔ کوئی حیوان اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتا ہر حیوان اپنے عہد کے نبی کو پہچانتا ہے اپنے عہد کے نبی کو جانتا ہے۔ کربلا سے حضرتِ عیسیٰؑ گزر رہے ہیں ایک شیر نے راستہ روکا کہا پروردگار اس درندے نے میرا راستہ کیوں روکا کہا یہ تم سے کہتا ہے عیسیٰؑ کہ اس سرزمین کے کچھ آداب ہیں جب اِدھر سے کوئی نبی یا ولی گزرتا ہے جب تک حسینؑ کے قاتل یزید پر لعنت نہ کرلے یہ کسی کو جانے نہیں دیتا یعنی حیوان آداب تولّا و تبرا بھی سکھاتے ہیں۔ اگر اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں تو شیطان سے بھی پناہ مانگتے ہیں ہر پرندہ ہر درندہ ہر چرندہ اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے عبادت کرتا ہے، اپنے انبیاء کو پہچانتا ہے اپنے اولیاء کو پہچانتا ہے تاریخیں تک جانور جانتے ہیں اہم ترین تاریخوں کو بھی سمجھتے ہیں اور پہچانتے ہیں احساس غم اور احساسِ خوشی بھی جانوروں میں

پایا جاتا ہے اور جتنا آلِ محمدؐ نے جانوروں کا خیال رکھا ہے وہ ایک پورا آئین ہے کہ اگر گھر میں جانور پل گیا تو پہلے تو اُس کا نام رکھ دیتے جانور کا نام رکھ دیتے اونٹ پلا ہے تو نام رکھ دیا گھوڑا ہے تو نام رکھ دیا دراز گوش ہے تو اُس کا نام رکھ دیا حد یہ ہے کہ گھر میں پرندے پل جائیں تو وہ بھی تاریخ میں آجائیں اکثر ایسا ہوتا کہ ہندوستان مصر افریقہ کے ممالک کے لوگ آتے حضرت علیؑ کے لئے تحفہ لے آتے تو یہ کہتے ہوئے آتے کہ آپ کے بچوں حسنؑ اور حسینؑ کیلئے تحفہ لائے کبھی ہندوستان کا کوئی بادشاہ اپنے سفیر کے ذریعے مور کا تحفہ بھیجتا کبھی کسی ملک کا بادشاہ بطخیں مرغابیاں بھیج دیتا کبھی کسی بادشاہ نے شیر کے دو بچّے بھیج دیئے یہ سن لیا تھا سب نے کہ نبیؐ نے بچپن میں نواسوں کو ہرنی کے بچے دیئے تھے تو بس یہ حدیث سن لی تھی تو محبت میں حیوان تحفے میں لاتے۔ لیکن اس گھرانے نے بتایا کہ حیوان کو بھی اس گھر میں کیا سمجھا جاتا ہے کیسی قیامت کی رات ہے ۱۹/ رمضان کی رات کہ علیؑ اُٹھ رہے ہیں جارہے ہیں بارگاہ رَبّ میں تو مخاطب ہو کر زینبؑ سے کہہ رہے ہیں یہ بے زبان پرندے ہیں ان کا خیال رکھنا ان کی بھوک کا اور ان کی پیاس کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ مصیبت میں تم بھول جاؤ ان کو دانہ نہ ملے ان کو پانی نہ ملے گھوڑا اُس کی پیاس اُس کی بھوک بچے تک خیال رکھتے تھے اس گھرانے کے بچے بھی خیال رکھتے تھے اب آپ خود سوچئے کہ حیوانوں کی پوری برادری جب یہ دیکھتی ہوگی کہ یہ گھرانا انسانوں کی عظمت کے لئے تو آیا ہے حیوانوں کے حقوق کو بھی پہچان کر اُسے بھی بچاتا ہے یہ گھرانا تو اب اس احسان کے بدلے میں حیوان کیا کریں گے محبت کریں گے اور بات یہی ہے کہ بھرے ہوئے دربار میں جب یزید نے شمر سے کہا سنا لڑائی کیسے شروع ہوئی اے شمر لڑائی کیسے اختتام

پذیر ہوئی کیسے فتح کیا شمر نے کہا تھوڑے سے لوگ تھے گھیر کے مار لیا دہائیاں تھیں ہم مارتے چلے گئے سب کو مار لیا سب کے سر کاٹ لئے اور دن چڑھنے سے پہلے لڑائی ختم ہوئی بعد میں ہم نے حسینؑ کو قتل کر دیا خطبہ ہو چکا تھا شہزادی کا خطبہ ہو چکا تھا۔ شمر بیان دے رہا تھا کہا تو پھر کیا کیا کہا سر کاٹ لئے لاشے چھوڑ دیئے اور لاشوں کو ہم درندوں میں چھوڑ آئے جنگل کے درندوں نے لاشوں کو اپنی پناہ میں لے لیا درندوں کے آگے لاشے پڑیں ہیں ابھی شمر کا بیان ختم نہ ہوا تھا کہ جنابِ زینبؑ نے پھر للکارا کہا شمر تو جھوٹ بولتا ہے درندے اُن لاشوں کے قریب نہیں آسکتے اس لیئے کہ درندوں پر اللہ نے انبیاء کی اولاد کا خون اور گوشت حرام قرار دیا وہ قریب نہیں آسکتے درندے ادب کرتے ہیں اے شمر بھیج دے اپنے سپاہیوں کو اور جا جا کر دیکھ کربلا میں کہ تمام صحراؤں کے پرندوں نے آ کر میرے بھائی حسینؑ کے لاشے پر سایہ کیا ہوا ہے یہ خطبے کا آخری حصہ ہے جو شہزادیؑ نے دربار میں بیان دیا اور مقتل نگار نے یہی لکھا کہ لشکر کے خوف سے بنی اسد بارہ محرم کو اپنے گھروں سے نکل نہیں رہے تھے۔ گھروں میں چھپے ہوئے تھے جب لشکر چلا گیا کئی دن ہو گئے تھے کہ گھر میں پانی نہیں آیا تھا فرات سے، عورتوں نے دیکھا کہ مرد نہیں نکلیں گے تو عورتیں اپنے پانی کے برتن لے کر نکلیں کہ فرات سے ہم ہی پانی بھر کے لائیں۔ مرد خوف زدہ ہیں لیکن جب عورتیں باہر آئیں اور مقتل سے گزر کر فرات کی طرف جانے لگیں بنی اسد کی عورتیں تو انھوں نے منظر یہ دیکھا کہ ہزاروں پرندے فرات کے پانی میں نہا رہے ہیں لوٹ رہے ہیں اور منظر یہ ہے کہ ایک ایک پرندہ اپنے پروں کو فرات کے پانی میں بھگوتا ہے اور دوڑتا ہوا کوئی لاشۂ علی اکبرؑ پر جاتا ہے کوئی لاشۂ قاسمؑ پر جاتا ہے کوئی لاشۂ عباسؑ پر جاتا ہے

بڑے بڑے پرندے مرغابیاں کئی کئی مرغابیاں مل کر حسینؑ کی لاش پہ پروں کو پھیلائے سایہ کیے ہوئے ہیں، اپنے پروں کے پانی کو لاشوں پر چھڑکتی ہیں اور فریاد کرتی ہیں ایسی آواز بلند کرتی ہیں جیسے گریہ کررہی ہیں ۔ جیسے گریہ کررہی ہیں سلیمانِ امامت ہے، بادشاہ سلیمان کی حکومت درندوں، پرندوں اور چرندوں پہ تھی حسینؑ فخرِ سلیمان ہیں، فخرِ سلیمان کی شہادت پر کیا درندے چرندے اور پرندے خاموش بیٹھ جاتے علاّمہ کنتوری نے اپنے مقتل میں لکھا کہ جب حسینؑ کی شہادت ہوچکی تو درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندوں میں قیامت آگئی کئی کئی پرندے اُڑ اُڑ کر اپنے جھنڈ پر گرتے اور اپنی زبان میں کہتے کچھ معلوم ہے نبی کا نواسہ قتل ہوگیا کہتے ہیں جس وقت سیاہ آندھی اُٹھی تو وہ پرندے جو ہر وقت چہچہاتے تھے سناٹے میں خاموش ہوگئے جب سیاہ آندھی اُٹھی تو پرندوں نے اپنی گردنیں ڈال دیں جیسے مباہلے کے دن ہوا تھا۔ اپنے پروں کو ڈال دیا زمینوں پر گر گئے اور جب سیاہ آندھی ہٹی گرد ہٹی تو پرندے چلائے سلیمانِ امامت شہید ہوا دیکھو آسمان سے لہو برس رہا ہے فاطمہؑ کا لعل مارا گیا فاطمہؑ کا جانی قتل ہوا چند کبوتر ایک درخت پر بیٹھے تھے ایک کبوتر اُڑتا ہوا آیا اور کہا حسینؑ قتل ہوگئے تو کہا ہماری بھی تو کوئی ذمہ داری ہے سفید پرندے درختوں سے اڑے اور اڑتے ہوئے مقتل میں پہنچے ابھی ابھی تو حسینؑ کا گلا کٹا تھا لہو چشمے کی طرح بہہ رہا تھا جہاں تک لہو بہہ کر چلا کبوتر لہو کے ساتھ ساتھ پھڑ کتے ہوئے حسینؑ کے لہو میں اپنے پروں کو لال کرتے جاتے میں پڑھ نہ پاؤں گا جیسے علاّمہ کنتوری نے لکھا ہے اور مرزا دبیرؔ نے جس طرح اسے نظم کیا ہے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ چار کبوتر یہ کہہ کہ آپس میں اڑے کہ چار سمتوں میں جاؤ زمانے کو بتادو حسینؑ مارے گئے ۔ بس ختم ہوگئی

تقریریہی ہیں مصائب کہ چار سمتوں میں چار پرندے اڑے کون کہاں گیا تفصیل میں مَیں کیا جاؤں ایک پرندہ تیز اُڑا اور اُس نے ارادہ کیا ہم ملکِ شام جائیں گے ہم ملکِ شام جائیں گے دوسرا پرندہ مدینے چلا تو راستے میں رُک رُک کے دم لیتا کبوتر ایک گھنٹے میں اسّی میل پرواز کرتا ہے لیکن اسّی میل کے بعد کچھ دیر بیٹھتا ہے کبوتر کو جلدی جانا تھا مگر بیٹھ رہا تھا درخت پہ ایک باغ میں جو رکا وہ باغ ایک یہودی کا باغ تھا اُس کی ایک ہی بیٹی تھی پورے جسم پر برص کے داغ کوڑھ کے داغ آنکھوں کی اندھی ہاتھ اور پیروں سے لنجی اور لنگڑی جب وہ یہودی گھر سے باغ میں آتا تو بیمار بیٹی کو لاد کے لاتا باغ کے ایک کونے میں ڈال دیتا اور باغ کی سینچائی میں لگ جاتا جب شام ہوتی تو اِس ہی مقام پر آتا اور بیٹی کو اٹھا کر لے جاتا گھر چلا جاتا یہودی آیا صبح کو بیٹی کو باغ کے اُس کونے میں درخت کے نیچے ڈال دیا اور کام میں مصروف ہو گیا کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اسی درخت پر اُس اندھی بچی نے ایسا محسوس کیا کہ کوئی بیٹھا ہوا رو رہا ہے آواز پرندے جیسی ہے کان لگا کر سنا تو آواز پہچانی وہ بار بار یہ کہتا تھا ہائے حسینا، وائے حسینا، دہرانے لگی کہ یہ پرندہ کیا لفظ کہتا ہے ہائے حسینا وائے حسینا ایک بار وہ پرندہ پھڑ پھڑایا تو اُس کے پروں سے چند قطرے گرے تو اُس نے اپنے جسم پر قطروں کی گرمی محسوس کی ہاتھ لے جا کر وہاں پر دیکھا تو کوئی تر چیز تھی اب جو ملا تو ہاتھ اُٹھا دوسرا ہاتھ ملا وہ بھی اُٹھا ایک قطرہ آنکھ پر گرا سب نظر آنے لگا قطرے کو ملتی جاتی اب تو صحیح و سالم اٹھ کے بیٹھ گئی ایک بار مڑ کر دیکھا ایک پرندہ لال رنگ کا جس کے پروں سے خون ٹپک رہا ہے اور وہ روتا ہے کہتا ہائے حسینا وائے حسینا ہائے حسینا وائے حسینا۔ ایک بار کہا کون ہے کس کی سنائی لایا ہے کون مر گیا یہ کس کا لہو ہے پرندہ چلایا کہ نبیؐ کا نواسہ

حسینؑ مارا گیا فاطمہؑ کا لعل مارا گیا میں زمانے کو اُس کی سنائی سنانے جا رہا ہوں اتنی دیر میں یہودی آیا آ کر کہا یہاں میری ایک بیمار بیٹی تھی وہ آنکھوں سے معذور تھی وہ اندھی تھی وہ کہاں گئی تو کون ہے کہا میں ہوں تیری بیٹی کہا ٹھیک کیسے ہوگئی کہا یہ پرندہ جب سے آیا ہے بابا ہے تو مظلوم لیکن اس کے لہو میں کیا اثر ہے کہ اس لہو نے آنکھیں واپس کر دیں میرا جسم صحیح کر دیا ایک بار یہودی قریب آیا، کہا قسم کھا تو میری بیٹی ہے کہا ہاں بابا میں آپ کی بیٹی ہوں میں آپ کو جانتی ہوں میرا یہ نام ہے اس کے لہو سے مجھے شفا ملی ایک بار یہودی قریب پرندے کے آیا کہا تجھ کو اس لہو کی قسم بتا یہ لہو کس کا ہے کہا مسلمانوں کے نبیؐ محمدؐ کا نواسہ تین دن کا بھوکا پیاسا کربلا میں شہید ہو گیا اُس کا گلا کٹ گیا یہ اُس کا لہو ہے میں زمانے کو خبر سنانے جا رہا ہوں حسینؑ کی بیمار بیٹی مدینے میں ہے...... ماتمِ حسینؑ..........

ساتویں مجلس

ہرن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر انسان جیسا کہ گذشتہ تقریروں میں عرض کیا گیا کہ اللہ کی اشرف ترین مخلوق ہے اُس نے پیدا کیا حیوانوں کو تا کہ اپنی قدرت کا نمونہ پیش کرے حضرت امام جعفر صادقؑ کی طویل ترین تقریر ہے یہ آپ نے مفضل کو مخاطب کر کے کی ہے کئی ہفتے تک وہ تقریر جاری رہی اور لوگ استفادہ کرتے رہے جس میں آپ نے رموزِ توحید سمجھائے ہیں جب کائنات کی تمام تخلیقات اور عجائبات کا ذکر کیا تو تفصیل کے ساتھ آپ نے جانوروں کا ذکر کیا اور کہا کہ کیا دنیا کا کوئی انسان اللہ کی ان صنعتوں کی مثال پیش کرسکتا ہے اور ہر جانور کی بناوٹ میں اعضائے جسم کی ترتیب میں اللہ نے حکمتیں رکھی ہیں پھر آپ نے ایک ایک حکمت سمجھائی کہ اونٹ کی گردن کیوں لمبی ہوتی ہے، ہاتھی کے سونڈ کیوں ہوتی ہے، شیر کے پنجے کیوں ہوتے ہیں، ایک ایک درندے اور ایک ایک جانور کی جسامت اور ہیئت پر گفتگو کی اور بہترین کتاب ہے ''اسرارِ توحید'' جس میں امام نے جانوروں پر علم حیوانات پر گفتگو کی ہے آج یہ علم تمام درس گاہوں میں

پڑھایا جاتا ہے جو بچہ .M.A میں اس علم کو لینا چاہتا ہے وہ پڑھتا ہے اور اب یہ علم اتنا ترقی کر گیا کہ اس پر Ph.D کے مقالے لکھے گئے ہیں اور دنیا کے دیگر جو موضوعات ہیں وہ صرف کتابوں میں ہیں لیکن جو جانوروں پہ اسکالرز مقالے لکھ کر Ph.D کرتے ہیں اُن کتابوں کو قلم بند بھی کر دیا گیا یہ آپ جانوروں کے چینل دیکھتے ہیں تو ایک جانور پر کئی کئی گھنٹے تحقیق کی جاتی ہے اور وہ پوری عمر صرف کرتے ہیں کسی ایک جانور پر ریسرچ کر کے آج ضرورت محسوس کی انسان نے پھر اُس نے تحقیق کی لیکن صدیاں گزریں اور درمیان میں جو ہمارے آئمہ گزرے سوال کرنے پر کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم بعد میں بتائیں گے کل بتائیں گے تحقیق کریں گے تو بتائیں گے پوچھنے والے نے پوچھا اور جواب فوراً ملا اب آپ خود سوچئے کہ ہم اپنے آئمہ طاہرینؑ کے اقوال کی شکل میں علوم پیش کرتے ہیں جو کسی کے پاس نہیں ہیں خصوصاً علم فقہ، علم کلام، علم رجال، علم منطق، علم فلسفہ، علم حدیث، علم تفسیر، تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بس یہی علوم ہیں بلکہ علم حیوانات سائنس میں آتا ہے آج جب پوری دنیا اس پر تحقیق کر رہی ہے تو یہ تشنگی رہ جاتی بشرطِ کہ زمانے نے اور زندگی نے مہلت دی آئندہ برسوں میں ہم پورا عشرہ علم نباتات پہ رکھیں گے درختوں پہ پورا عشرہ رکھیں گے کتنے طرح کے درخت ہیں کتنے طرح کے پھل ہیں کتنے طریقے کے پھول ہیں اور علم نباتات کے بارے میں آئمہ نے کیا کہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہم علم جمادات پر عشرہ پڑھیں اور بتائیں کہ دنیا میں پہاڑوں کی حکمت کیا ہے یہ پہاڑ کیوں بنائے گئے قرآن میں پہاڑوں کا ذکر کہاں کہاں ہے پہاڑوں کے کیا فوائد ہیں وہ تو اپنی جگہ جمے ہیں دنیا کے مشہور پہاڑوں کے بارے میں بتائیں گے دنیا کی زمینوں کے بارے میں بتائیں گے کہ زمینوں کے

اندر کیا ہے اور اُس کی خصوصیات کے بارے میں بتائیں گے ہر مٹی کا رنگ الگ کیوں ہوتا ہے اور ہر مٹی کی خوشبو الگ کیوں ہوتی ہے۔

یہ سب چیزیں سننے کے لیئے ذہن کی تطہیر کرنا پڑتی ہے اب ایسے تو ہم اتنی ساری محنتیں کر جائیں بہر حال یہ خوشی ہے کہ اتنے بڑے شہر میں اتنی بڑی آبادی میں کم از کم چند برسوں میں ہمیں ایسے سامعین ملے ہم یہ کہہ سکتے ہیں نہ فلاں کو ملے نہ اِن کو ملے نہ اُن کو ملے جیسے ہمیں ملے آپ یقین کیجیے بہت مشکل ہے ابھی میں نے IRC میں مجلس پڑھی ہمارے یہ سارے سامعین پورے پانچ سات منٹ کے اندر سارا میدان بھر دیا انہوں نے اور جب میں وہاں پہنچا ہوں تو فقط چار آدمی بیٹھے تھے تو کم از کم یہ تو اطمینان ہے کہ جو کچھ پیش کیا جائے گا نہ تو تقریر دُہرائی جائے گی نہ کسی اور کے نکتے پڑھے جاتے ہیں جو یہاں سے چلا جاتا ہے یہاں سے نقل ہوئے کہیں اور چلا جائے لیکن کہیں اور کا مال یہاں نہیں آتا یہ ہمارے سامعین بہتر جانتے ہیں ایک تو ہم نے خود اپنا ہی کیسٹ کبھی نہیں سنا وقت ہی نہیں ہر سال یہ ہوتا ہے کہ فلاں عشرہ اب ضرور سنیں گے اچھا پڑھ دیا شاید ہم نے پورا سال گزر جاتا ہے پھر محرّم آ جاتا ہے نئے عشرے کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں پچھلے عشرے ہم سن نہیں پاتے ہاں کچھ موضوع ذہن میں ایسے ہوتے ہیں کہ بھول نہ جائیں اول جلد چھاپ دی گئی ابھی اور عنوانات کی فہرست بن رہی ہے ایصالِ ثواب کی مجلسوں کی فہرست بنانا بہت مشکل کام تھا اور رمضان کے صفر کے محرّم کے عشرے لندن کے امریکہ کے چہلم کا یہ عشرہ رضویہ کے قصرِ مسیّب کے جو مسلسل جاری ہیں الحمد اللہ بحق آلِ محمدؐ اسی طرح جاری رہیں اس میں یوں تو میں سب ہی کا شکر گزار ہوں لیکن ناصر رضا صاحب شکریئے کہ بہت مستحق ہیں اس

لیئے کہ سامع کا باذوق ہونا بہت ضروری ہے ذاکر کیا کرے لیکن ناصر رضا صاحب کا شوق جب سے یہ عشرہ سترہ اٹھارہ برس سے عشرہ جاری ہے اور باقاعدہ وہ عشرے سے پہلے موضوع کو زیرِ بحث لاتے ہیں اور ان سے کہیں آگے ان کا بیٹا اس معاملے میں گفتگو کرتا ہے عنوان کیا ہونا چاہیئے پچاس برس کی کراچی کی زندگی میں ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس سال محنت ہماری وصول ہوئی کہ کم از کم ہمیشہ ہمیں خود عنوان محرّم کے اوّل عشروں میں مقرر کرنا پڑتا تھا لیکن شعور بیدار ہوا تو آلِ عبا کے ٹرسٹیز اور پیشِ نماز نے باقاعدہ مولانا ناصر عباس قبلہ کی صدارت میں جلسہ ہوا ایک شاندار دعوت ہوئی موضوع مقرر کرنے کے لیئے ورنہ دعوتیں تو اس کی ہوتی ہیں کون کہاں پڑھے گا انتظام کیا کیا ہوں گے کتنے نذرانے ہوں گے یہ پہلی بار علمی بات ہوئی کہ عنوان کیا ہو اور تقریباً دو درجن سے زائد پڑھے لکھے دانشور حضرات جنھوں نے اپنا اپنا عنوان دیا جس میں ایک عنوان امام حسینؑ کی سوانح حیات بھی تھا میں نے کہا اگر میں نے اس میں سے ایک پسند کیا تو دوسرے کا دل ٹوٹے گا میں نے یہ کہا اس میں سے آپ جو بھی عنوان چاہیں میں ہر عنوان پہ پڑھ سکتا ہوں لیکن میں چاہتا یہ ہوں مولانا ناصر عباس صاحب استخارہ دیکھیں جس عنوان پہ استخارہ آئے وہی عنوان رکھا جائے گا تو سب سے پہلے آپ استخارہ دیکھیئے حضرت امام حسینؑ کی سوانح حیات پڑھی جائے تو جس وقت استخارہ شروع ہو رہا تھا تو میں نے یہ جملہ کہا تھا کہ ناممکن ہے کہ حسینؑ کے معاملے میں اللہ نہیں کر دے جس کے لیئے نماز ٹھہرتی ہے اُس کے لیئے اللہ نہیں کرے گا اتنی دیر میں استخارہ آچکا تھا اب استخارہ آیا سب کو تو یہ معلوم نہیں تھا کہ استخارہ ہوا ہے ایک بڑے شاعر کراچی کے انہوں نے ایک ٹرسٹی سے پوچھا بھئی اب کیا عنوان رکھا

انہوں نے کہا امام حسینؑ کی سوانح حیات تو کہا یہ بچکانہ عنوان ہے یہ کیا عنوان ہے
تو میں نے منبر سے اُس کا جواب یہی دیا تھا کہ سارے عنوان بچکانے ہیں کیوں
کہ یہ سب کچھ بچوں ہی کے لیئے پڑھا جاتا ہے اور بڈھوں کو تو سب یاد ہے بتانا
بچوں کو ہے اور چودہ سو برس سے مجلس کا موضوع صرف امام حسینؑ ہے لیکن میں
سوانح حیات کے وہ گوشے پیش کروں گا کہ جو منبر سے اب تک پیش نہیں کیئے گئے
عشرے کے کیسٹ موجود ہیں سن کر لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کیا پیش کیا گیا اور
کس طرح حسینیت کو سمجھایا گیا اور امام حسینؑ کی سوانح حیات کا خاکہ منبر سے کس
طرح پیش کیا گیا آپ قدیم بھی عنوان ہمیں دے دیں یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم
اُسے نیا بنا دیں گے اور نئے سے نیا موضوع دے دیجئے ہم اُسے قدیم سے شروع
کریں گے چاہے موضوع کتنا ہی جدید کیوں نہ ہو تو یہ چند جملے میں نے عرض
کر دیئے اب میں اپنے عنوان کی اہمیت کو پیش کروں گا اور سب سے بڑی بات
ہے موضوع کی تلاش موضوع کی اہمیت تلاش کرنا بھی بہت مشکل ہے اور پھر
جب موضوع مل جائے تو اُس پہ پڑھنا اُس سے زیادہ مشکل آپ یقین کیجئے
انسان اور حیوان کو منبر کا موضوع بنانا مشکل تھا اس پر گفتگو کیسے کی جائے اس لیئے
کہ منبر کا موضوع محمدؐ و آلِ محمدؐ ہوتے ہیں موضوع نہیں بدل سکتا صرف عنوان اس
لیئے رکھا گیا ہے کہ اس عنوان کے ذریعے ہم آلِ محمدؐ تک کیسے پہنچیں عنوان اس
لیئے نہیں کہ انسان پر گفتگو ہو رہی ہے یا حیوان پر ارے انہی حیوانوں پر گفتگو ہوئی
جو ولایتِ علیؑ کو مانے ہوئے ہیں حدیث معصوم ہے اللہ نے اپنی ہر مخلوق پر ولایت
علیؑ کو پیش کیا جس نے ولایتِ علیؑ کا انکار کیا وہ پرندہ وہ جانور عتاب میں آیا اور جس
نے خوشی سے قبول کر لیا جمادات، نباتات اور حیوانات پر سب پر علیؑ کی ولایت کو

پیش کیا جنوں پر ملائکہ پر ہوا، آگ، مٹی سب پر اللہ نے ہر شے پر ولایتِ علیؑ کو پیش کیا جس پانی نے ولایتِ علیؑ کو قبول کیا اللہ نے اُسے شرینی سے نواز دیا اور جس پانی نے ولایت کو قبول نہیں کیا اللہ نے اُسے کھارا بنا دیا یعنی ولایت علیؑ سے نعمتوں کا رشتہ ہے تمام جانوروں میں چند کو چھوڑ کر سب نے ولایت علیؑ کو فوراً قبول کیا سب سے پہلے جس جانور نے ولایتِ علیؑ کو قبول کیا اُس جانور کو کہتے ہیں ''ہرن'' چونکہ سب سے پہلے قبول کیا اس لیئے اُس کو اللہ نے جانوروں میں سب سے بہترین نعمت عطا کی وہ نعمت جو کبھی سادات کے پاس تھی اُس کو مشک جیسی خوشبو عطا کر دی یعنی یہ ولایت علیؑ کی خوشبو کو پھیلائے دوسری نعمت ہرن کو یہ دی کہ تمام جانوروں میں سب سے خوبصورت آنکھیں ہرن کی ہوتی ہیں جب اُس نے ولایتِ علیؑ قبول کیا تو اُس کو نعمت دے کون آپ دیکھیں نا کہ آپ کسی کو ایوارڈ دے رہے ہیں۔ایوارڈ بنوالیا آپ نے شخصیت بھی ہے لیکن آپ تلاش کریں گے کس کے ہاتھ سے دلوائیں کس کے ہاتھ سے یہ ایوارڈ دلوایا جائے ہرن نے مولا علیؑ کی ولایت کو قبول کیا جب آدمؑ زمین پر آئے تو سب سے پہلے جو جانور آدمؑ کے پاس آیا ہرن تھا جیسے ہی آدمؑ نے قدم سرزمین پر رکھا ہرن دوڑتا ہوا آیا اور حضرت آدمؑ کے قریب آ کر رُکا تمام جانوروں میں سب سے پہلے آدمؑ کے ہاتھ نے کسی جانور کو مس نہیں کیا حکم نہیں تھا کہ عصمت کے ہاتھ کسی جانور پر جائیں لیکن ہرن جیسے ہی آیا حضرت آدمؑ نے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا جیسے ہی ہاتھ پھیرا اُس میں مشک کی خوشبو آئی آدمؑ کے ہاتھ طاہر و اطہر تھے کہ ان ہاتھوں میں پنجتن کا نور تھا ہرن کی ستائیس قسمیں ہوتی ہیں ان ستائیس قسموں میں صرف ایک ہرن کے پاس مشک ہوتا ہے جب ہرن جنگل سے گزرا تو اُس کے نافے سے خوشبو آئی تو پوچھا ہرن کی

قوم اور قبیلے والوں نے یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے کہا آسمان سے ایک انسان اترا ہے اُس نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا ہے اور مجھے یہ تحفہ ملا ہے ولایتِ علیؑ قبول کرنے کا تو سارے ہرن دوڑے ہوئے گئے کہ آدمؑ ہم پر بھی ہاتھ پھیریں لیکن حضرت آدمؑ نے ہاتھ نہیں پھیرا واپس آئے تو ان ہرنوں نے اُسی ہرن سے پوچھا ہمیں نافہ کیوں نہ ملا کہا اس لیے کہ تم ارادتاً گئے تھے ہم ارادتاً نہیں گئے تھے۔ ہم استقبالیہ دینے صرف اس لیئے گئے تھے کہ دیکھیں تو یہ انسان کون آیا ہے دل میں ریا نہیں تھی جس کے دل میں ریا آجاتی ہے لاکھ عمل کرلے تحفہ نہیں ملتا عبادت خالص چاہیئے چاہے اصول دین کی عبادت ہو یا فروع کی عبادت ہو دو نعمتیں ملیں ایک نعمت میں سارے ہرن شریک مشک صرف ایک کے پاس لیکن آنکھیں سب کی خوبصورت عربی میں اسے کہتے ہیں غزال اُردو زبان میں ہرن مادہ کو ہرنی کہتے ہیں بچے بھی خوبصورت اور خود بھی خوبصورت ایک ایک چیز اُس کی بناوٹ اُس کا رنگ سفید اور کالی دھاریاں بیچ میں زرد رنگ کی آمیزش شکم اُس کا سفید باریک باریک سینگ کتابی چہرہ آنکھیں ایسی کہ کسی کو دیکھیں غزالی نگاہ سے تو مست ہو جائے ایسی معصومیت کہ ظلم کرنے کو دل نہ چاہے پتلی کمر پتلے پتلے پیر دوڑنے میں تیز رفتار کہ شیر بھی نہ پاسکے اگر بھاگے حالانکہ شیر کی بہت تیز رفتار ہے لیکن ہرن شیر کو بھی دوڑا دیتا ہے بھیڑیا تو تھک کے واپس ہو جاتا ہے آدھی دور دوڑے گا بھیڑیا واپس ہو گیا کہ نہیں آئے گا میرے ہاتھ یہ ہرن، شیر بہت جست کرتا ہے شکم کو زمین سے ملا دیتا ہے ہرن کے تعاقب میں لیکن اگر طے کرے یہ ہرن کو ہم تھکا دیں گے تو ہرن شیر کو بھی تھکا دیتا ہے یعنی رفتار اُس کی تیز نافہ اُس کا ڈھائی انچ کے گھیرے میں اُس کے شکم میں مشک نکلے تو وزن میں دو اُونس خالص

نافہ اُس کی غذا کے مطابق زمین سے تعلق خوشبو زمین سے نکلتی ہے وہ گھاس میں آتی ہے وہ رزق میں مل کر اُس کے نافے میں جمع ہوتی ہے۔ زمین زمین کا فرق ہے لیکن مشکِ ختن مشہور ہے جو کہ چین کے آس پاس ہے لیکن عراق نینوا نجف اور کوفے میں بھی جو ہرن پایا جاتا ہے اُس کا مشک بھی لاجواب ہوتا ہے اور خصوصاً زیادہ تر ہرن نینوا کی سرزمین میں پائے جاتے ہیں آس پاس کے سارے دیہاتوں کے ہرن آ کر کربلا میں جمع ہوا کرتے ہیں اور وہیں سے پھر اپنی اپنی بستیوں کو چرنے کے بعد چلے جاتے ہیں اور زیادہ تر نجف کی بلندی پر پائے جاتے ہیں اس لیئے شکاری ان علاقوں میں شکار کھیلنے کے لیئے آیا کرتے ہیں ہرن مکہ اور مدینے میں بھی پایا جاتا ہے اور جب کبھی حضورؐ سفر کرتے اور لشکر جاتا اور راستے یعنی چھوٹے راستے میں کچھ ہرن نظر آجاتے تو فوراً بلالؓ سے اعلان کراتے کہ لشکر کے ایک ایک آدمی سے کہلا دو حملہ نہ کریں شکار نہ کریں ایک راستے سے سرکار دو عالم گزر رہے تھے دیکھا ایک ہرنی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے حضورؐ نے سب سے پہلے حکم دیا کہ اس سے پہلے کہ لشکر اس راستے سے گزرے ایک آدمی جا کر اس ہرنی کے پاس کھڑا ہو جائے اور رک کر یہ اعلان کرتا جائے کہ اس کو نہ چھیڑنا اپنے راستے بڑھتے جاؤ یہ ہے انسان جو کہ حقوقِ حیوان کی بھی اپنے ذہن میں فکر رکھتا ہو یہ ہیں سرکارِ دو عالمؐ جہاں سرکارِ دو عالمؐ حیوان کا اتنا خیال رکھیں گے تو اب سوچیئے اولاد میں کتنا اثر آئے گا اب راز کیا ہے کیونکہ قدرت نے اُس کی خوبصورت آنکھوں میں بے کسی کو بھر دیا بلکہ جملہ میں اور مضبوط بنا دوں خوبصورت آنکھوں میں اللہ نے بے کسی کے موتی ٹانک دیئے انسان کی فطرت میں یہ رکھ دیا کہ اگر نرم مزاج ہے تو وہ مظلوم پسند ہے مظلومیت سے پیار کرتا ہے

آنکھوں میں موتی بھر دیئے ہرن کے اس لیئے تشبیہ وہاں سے آئی آنکھیں غزالی ہیں حضورؐ کی آنکھوں کے لیئے نعتوں میں کہا جاتا ہے حضورؐ کی آنکھیں غزالی ہیں یعنی حسین ترین آنکھوں کی تشبیہ ہرن سے آئی اب سوچیئے کتنا اہم ترین جانور ہے چہرہ چاند جیسا آنکھیں غزالی ہیں اتنا اہم یعنی ایک نبیؐ کی آنکھوں کی تشبیہ کے لیئے بھی ایک جانور کی آنکھ کی ضرورت ہے تو حیوان اہم انسان کے لیئے نازک کمر کسی باڈی بلڈر کی اگر کمر چوڑی ہو جائے تو اُسے باڈی بلڈر نہیں مانتے اب اگر تشبیہ دیں گے چوڑے سینے والے اور پتلی کمر والے کی تو شیر سے دیں گے انسان کے جسم کے اعضا میں ایک ایک عضو کے لیئے اُس کی تشبیہ جانور سے آئی ہے قامت کے لیئے ناک کے لیئے، آنکھ کے لیئے، کان کے لیئے، ہونٹ کے لیئے، گردن کے لیئے، شاعری میں تو خصوصاً ہرن کا بڑا حصہ ہے اُردو شاعری میں سرِفہرست جو صفت ہے اُس کو کہتے ہیں غزل لفظ غزل غزال سے بنا اب میں آپ کو غزل کے معنی بتا رہا ہوں حالانکہ اب سے بارہ سال پہلے میری ایک کتاب آئی تھی ''اردو غزل اور کربلا'' اُس میں یہ بات تحقیق کے ساتھ لکھ چکا ہوں لیکن جن لوگوں نے کتاب نہ پڑھی ہو ان کے لیئے یہ تحفہ کہ غزل کا نام غزل کیوں رکھا گیا جب شکاری ہرن کو تیر مارتا ہے تیر کھا کر جب ہرن بھاگتا ہے اور کچھ دور چل کر خون بہنے سے گر جاتا ہے اور لیٹ جاتا ہے اور شکاری آہستہ آہستہ اُس کے قریب ہوتا جاتا ہے اسے پکڑنے کے لیئے تو اس وقت ہرن کی خوبصورت آنکھ میں اک بے کسی کا عالم ہوتا ہے اب یہ صیاد ہمیں گرفتار کرے گا اور وہ اس بے کسی سے یہ پیغام دے رہا ہوتا ہے ہمیں گرفتار کیوں کر رہا ہے اور وہ بیکسی میں ڈبڈبائے ہوئے آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں چھلکتے نہیں ہیں بلکہ آنکھوں میں تیر رہے ہوتے ہیں

اُس حالت کو عربی میں غزل کہتے ہیں اور اُردو صنف میں غزل کو سامنے رکھو جو بے کسی اُس وقت ہرن میں ہوتی ہے وہی غزل کے شعر میں ہے اور غزل میں یہ صفت کربلا نے بھر دی اُس لیئے غزل کہتے ہیں غزل کا شعر کہا جائے غزل ہے لیکن جب تک بیکسی نہ ہو شعر میں وہ غزل نہیں ہے۔

زیرِ شمشیرِ ستم میؔر تڑپنا کیسا
سر بھی تسلیم محبت میں ہِلایا نہ گیا

شعر میں بیکسی چھپی ہوئی ہے۔

بارِ سجدہ ادا کیا تہہ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا

ہے سجدہ لیکن شعر کی ماہیت بتا رہی ہے کہ بیکسی ہے اور اُس کو ظاہر کر رہی ہے خالص غزل آنکھوں کی بیکسی کو ظاہر کرتی ہے اور اگر شعر خوشی کا بھی ہو تو اُس کی غزلیت ظاہر کرتی ہے کہ میں غزل ہوں دیکھئے میر انیسؔ کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے مرثیے میں غزل لکھی یہ مشکل کام ہے اس لیئے کہ مرثیہ غم ہی غم ہے شہادت ہے بین ہیں لیکن وہاں غزل لکھنا یہ انیسؔ نے اردو زبان میں معجزہ دکھایا ابھی جب میں لندن یونیورسٹی میں تقریر کر رہا تھا میر انیسؔ پر تو اہلِ سنت کا زیادہ مجمع تھا شیعہ حضرات دو چار ہی تھے تو میں نے وہاں یہی کہا کہ آپ میر انیسؔ کو اس لیئے نہ پڑھیں کہ امام حسینؑ پر انہوں نے شاعری کی آپ صرف اس لیئے پڑھیں کہ انیسؔ نے غزل کا کمال کیا دکھایا اور وہ شعر پڑھیں جس میں کربلا والوں کا نام نہیں آیا چھوڑ دیں آپ اگر آپ کہیں کے اس میں صرف شیعوں کی تاریخ اور تمدن کی بات ہے تو وہ پڑھیں جہاں حسینؑ کا نام نہیں آتا تو بھی آپ کو لطف آئے گا پھر میں نے

یہ شعر پڑھا غزل کا شعر ہے۔

غربت میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا
شمعیں بھی جلاؤ تو اُجالا نہیں ہوتا

ہے نہ غزل لیکن میں نے پلٹ کے کہا حضرت مسلم بن عقیلؑ کے بچے ننگے پیر دوڑتے جارہے ہیں اندھیری رات ہے کوئی ساتھی نہیں اور بھائی بھائی سے کہہ رہا ہے۔

غربت میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا
شمعیں بھی جلاؤ تو اُجالا نہیں ہوتا

بڑی مشکل منزل ہے میں سمجھا رہا ہوں اپنے بچوں کو جوانوں کو کہ غزل کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ جس میں عورتوں کی باتیں ہوں یہ غلط تعریف ہے لیکن اگر اس تعریف کو مان بھی لیں کہ اپنے محبوب سے باتیں کرنے کو غزل کہتے ہیں ایک تعریف یہ بھی لکھی گئی ہے اگر یہی تعریف لاکر کربلا میں رکھی جائے تو کتنی مشکل منزل ہے لیکن انیسؔ اس منزل سے بھی گزر گئے اس کے لیئے ترکیب کیا کی ایک مصرعہ انہوں نے غزل کا رکھ دیا اور دوسرے مصرعے میں اتنی جلدی بات کو بدلا کہ تاثر کچھ اور پیدا ہو گیا اب میں ایک ایسی غزل انیسؔ کی سنا رہا ہوں آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے حضرت عباسؑ کے روضے پر سونے اور چاندی کی ضریح نہیں تھی اس لیئے کہ جب بنتی تو خواب میں خدام سے آکے کہتے کہ آقا اور غلام میں کچھ فرق رہے اگر میرے آقا حسینؑ کی ضریح سونے کی ہے تو میری ضریح سونے کی نہ بنانا اور ہمیشہ عباسؑ کہتے کہ میری ضریح لوہے کی بنے ڈیڑھ سو برس پہلے روضۂ عباسؑ پر جو ضریح رکھی تھی وہ خالص لوہے کی تھی تو اُس کی تعریف کرنا کتنا مشکل ہے سونے چاندی میں نزاکت ہے اُس کی تعریف ہو جائے گی لیکن انیسؔ جیسا نازک خیال

شاعر لوہے کی کیا تعریف کرے گا لیکن پہلے غزل لکھی تو لوہے اور غزل کو ملانا کتنا مشکل کام ہے دنیا کی سخت ترین شے لوہا ہے اور دنیا کی نرم ترین شے ہرن کی آنکھیں ہیں ان دونوں کو ملانا کتنا مشکل ہے یہ ہے اردو زبان کا معجزہ اب دیکھئے دونوں کو کیسے ملایا غزل کو اور لوہے کو کیسے پڑھوں کہ نرمی اور سختی ایک جگہ ہے اور تعریف ہے عباسؑ کی مقام ہے جلال کا لفظ اِدھر اُدھر نہ ہوں حسینؑ کی تعریف کرنا آسان ہے عباسؑ کا روضہ جلال کا مقام ہے تو احتیاط لازم ہے تو میر انیسؔ کو دیکھئے:۔

ہے زانوئے حور سرِ پاک کے نیچے

کیا منظر ہے اک حور بیٹھی ہے اور حضرت عباسؑ کا سر زانو پر ہے۔

ہے نہ غزل انکار اس لیئے نہیں کہ جنّت کی نعمت ہے جنّت کے حوالے سے کہا گیا کہ حور ہم دیں گے قرآن سے لیا ہے۔

ہے زانوئے حور سرِ پاک کے نیچے
سوتا ہے زرہ پوش جواں خاک کے نیچے

بتانا تھا کہ جنّت کی نعمتیں کس طرح عطا ہوئیں کہ جنّت کے باغ میں ہیں عباسؑ سوتا ہے زرہ پوش جواں خاک کے نیچے۔ بہت مشکل ہے اب موضوع آ گیا آنکھ ہرن کی آنکھ بہت خوبصورت ہے لیکن میر انیسؔ کہتے ہیں حسینؑ کی آنکھ سے خوبصورت کس کی آنکھیں ہیں تو جس جس شے کی مدح کریں گے چاہیں گے یہ کہ قلم ٹوٹ جائے زلف کی تعریف ہو تو پیشانی کی تعریف ہو تو دہن کی تعریف ہو تو ایسی ایسی تشبیہیں لائے ہیں کہ اس سے پہلے دنیا کی کسی زبان میں تشبیہیں نہیں آئیں دانتوں کی تعریف میں جو تشبیہ دی کہ شیرِ فاطمہؑ کے قطرے ہیں یہ کائنات

میں ایسی تشبیہ نہیں دی جاسکتی ناک کے لیئے کہا ورق زر پہ گلاب کی کلی رکھی ہے پرانی تشبیہیں نہیں استعمال کیں اور جب اپنے محبوب کی آنکھ کی تعریف میر انیسؔ کریں گے تو قلم توڑ دیں گے دنیا کی شاعری میں جب جسمانی تعریف ہوتی ہے تو شاعر کا سارا زور آنکھ پر ہوتا ہے انیسؔ کو معلوم ہے کہ کون کیا کہہ چکا دوہرانا نہیں ہے نئی بات کہنی ہے کہ معجزہ بن جائے۔

آنکھوں کو کہیئے عین، تو عینِ خطا ہے یہ　　پردے نہ کیوں ہوں سات کے نورِ خدا ہے یہ

سب کو ہے چشم داشت کہ عینِ عطا ہے یہ　　بیمار خود پہ سب کے مرض کی دوا ہے یہ

سرخوش بھی جام ان کی جو الفت کا پی گیا

دیکھا نگاہِ لطف سے جس کو وہ جی گیا

یہاں سے میر انیسؔ نے ترپین صفتیں بیان کرنا شروع کیں اتنی صفتیں دنیا کی کسی شاعری میں نہ آئیں حسینؑ کی آنکھ میں کیا کیا تھا۔

احسان بھی حیا بھی مروت بھی قہر بھی　　لو موت بھی حیات بھی امرت بھی زہر بھی

بینا بھی نکتہ سنج بھی دانائے دہر بھی　　تسنیم بھی بہشت بھی کوثر کی نہر بھی

سر شرم سے جھکاتی ہے نرگس ریاض میں

جنّت سواد میں یدِ بیضا بیاض میں

آہو شکار و مست و کماں دار و شیر گیر　　ہشیار و خوش نگاہ و سخن سنج و دل پذیر

خوں ریز و جاں فریب و دل آویز و بے نظیر　　قبضے میں ابروؤں کی کمانیں مژہ کے تیر

جس سادہ دل کو اِن کی سیاہی کی یاد ہو

نا خواندہ بھی اگر ہو تو روشن سواد ہو

ذرّہ نواز و زُہد نما صاحبِ امتیاز — طناز و شرگین و گراں خواب و سرفراز
حق بین و پاکباز و خدا بین و بے نیاز — بیدار و داغ دیدہ و خونبار و غم طراز

گرد اس کے پھر یہ کعبۂ ایماں کا طوف ہے
بس اے انیسؔ بس نظرِ بد کا خوف ہے

دیکھئے نظر سے بات شروع ہوئی نظر پہ ختم ہوئی آنکھ سے بات شروع ہوئی آنکھ پہ ختم ہوئی اب آہو چشم کہاں ہے انیسؔ نے بتایا کہ آلِ محمدؐ کی مدح ہو تو صرف چشم آہو کافی نہیں لیکن کمال یہ ہے ہمارے شعراء کا کہ چیز کی تعریف ادب میں آلِ محمدؐ کے فضائل میں لا کے رکھنا مشکل منزل ہے آنکھ ہوگئی ہرن کی آپ سمجھے کہ موضوع بدل گیا ہرن کی آنکھ ہی سے اُردو ادب میں تازگی آئی راز ہے ہرن کی آنکھ اب رہ گیا نافہ مشک دنیا جس کی خوشبو سے مہک جائے منوں مشک جاتا ہے خانہ کعبہ کو نہلانے کے لیئے خالص مشک سعودی عرب خرید لیتا ہے کعبے کو نہلایا جاتا ہے پانی سے اُس کے بعد پھر مشک سے تھوڑا سا مشک ملنا مشکل ہے اس لیئے کہ حکمت میں چالیس بیماریوں کا علاج مشک میں ہے۔ قولنج، فالج، پولیو، نزلہ، زکام، نامعلوم کتنی بیاریوں کا علاج ہے حکمت میں۔ ایلو پیتھک میں بھی اور اب ہومیو پیتھک میں بھی ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں پروفیسر ظلِ صادق صاحب جو ہومیو پیتھک کے بہترین ڈاکٹر ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ ہومیو پیتھک میں بھی مشک سے دوا بن چکی ہے، شفا بھی ہے، خوشبو بھی اس مشک کو مدح آلِ محمدؐ میں لانا کتنا مشکل کام تھا لیکن غالبؔ نے کمال کیا۔ جب خانہ کعبہ کے پاس سے آپ گزریں تو اتنی تیز خوشبو ہوتی ہے کہ آپ حیران رہ جائیں گے، خانہ کعبہ کے غلاف کو خوشبو میں نچوڑ کر پھر چڑھایا جاتا ہے دیکھئے غالبؔ کہتے

ہیں مگر ایک بات آپ کو بتا دیں جو کسی نے نہ بتائی ہوگی جتنی خوشبو کعبہ کے غلاف سے آتی ہے اُس سے پچاس گنا رہ زیادہ خوشبو اُس مقام سے آتی ہے خانۂ کعبہ کے اندر جہاں علیؑ کا ظہور ہوا تھا۔ وہاں عطر نہیں ڈالا جاتا پھر بھی خوشبو آتی ہے، اب غالبؔ کی غزل کا شعر سنیئے ۔

مشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان
نافِ زمین ہے نہ کہ یہ نافِ غزال ہے

شعر میں سائنس ہے غالبؔ کہہ رہے ہیں کہ ناف ہرن کے جسم کے مرکز میں ہوتی ہے ہرن کا جسم جو ہے اُس کا مرکز شکم ہے شکم میں ناف ہے جب وہ نافہ مشک سے بھر جاتا ہے تو خوشبو پھوٹنے لگتی ہے جب خوشبو پھوٹنے لگتی ہے تو ہرن پریشان ہو جاتا ہے کہ یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے تو وہ دائرے کی شکل میں اپنے جسم کے گرد گھومنے لگتا ہے اپنے ہی مقام پر گردش میں آجاتا ہے خوشبو کہاں سے آرہی ہے خوشبو کہاں سے آرہی ہے تلاش میں رہتا ہے یعنی ناف میں خوشبو پا کر دائرے کی شکل میں ہرن گھوم رہا ہے، یہ غالبؔ کہہ رہے ہیں زمین کی ناف کعبہ ہے اپنے ناف کی خوشبو پا کر زمین ہرن کی طرح کعبے کے چاروں طرف گھوم رہی ہے یہ خوشبو علیؑ کی کہاں سے آرہی ہے اب فقہ میں آپ کو ملے گا کسی علم میں نہیں ملے گا اس لیئے کہ یہ فقہی مسئلہ ہے کہ جب احرام باندھ لیا تو شکار نہیں کر سکتے اور چونکہ مکے کے اطراف میں ہرن زیادہ ہوتے ہیں جنگل کا جانور نہیں ہے یہ صحرا کا جانور ہے اور اُس کے عادات واطوار اور اُس کے رہن سہن کا مطالعہ کیا جائے تو علم کی کتاب بنے جس گھر میں رہتا ہے بہت شریف جانور ہے جو گھر بناتا ہے تو جب اُس گھر میں داخل ہوتا ہے تو سر کے بل داخل نہیں ہوتا دروازے پر پہنچ کے

پشت کی جانب سے اندر داخل ہوتا ہے کیوں اس لیئے کہ دیکھتا ہے کہ مجھے کوئی اس گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ تو نہیں رہا ہے اگر کوئی دیکھ لے گا میرے بچوں کو خطرہ ہو جائے گا اگر یہ دیکھ لے کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے تو اندر داخل نہیں ہوتا اپنے گھر کا پتہ نہیں بتا تا شکاری کہیں میرے بچوں کو نہ اٹھالے جائے جب اطمینان کر لیتا ہے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے تو گھر میں داخل ہوتا ہے دفاع میں اور درندوں کی طرح انسان کو مار نہیں سکتا اس لیئے دفاع کے اعتبار سے اپنے سارے انتظام خود کیئے ہوئے ہیں اپنی شرافت نفسی کی وجہ سے اس لیئے منع ہے جب احرام باندھ لو ہرن کا شکار نہ کرنا اور اگر شکار کیا تو کفارے میں دوسرا جانور دینا پڑے گا یعنی سینگ توڑنے کا زخمی کرنے کا تیر مارنے کا الگ الگ کفارہ ہے۔

ابو حنیفہ آ گئے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب بھی وہ آتے امام سوال کرتے سوال کیا کہ خانۂ کعبہ میں اگر کوئی ہرن کے رباعی دانت توڑ دے جس سے وہ جگالی کرتا ہے تو کفارہ کیا ہے کہا فرزندِ رسولؐ ہم کو نہیں معلوم کہا اس کے کفارے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیئے کہ ہرن کے رباعی دانت ہی نہیں ہوتے دو دانت ہوتے ہیں اس لیئے ہرن کو ثَنی کہتے ہیں کون بتائے گا یہ فقہ جعفر صادق کے علاوہ فقہ کا تاجدار کون ہے، اب تک تو مسلمان یہ سمجھا نہ سکے بس نفاذ کرائیں گے کس سے نفاذ کراؤ گے حنفیوں سے، مالکیوں سے، حنبلیوں سے، شافعیوں سے، وہابیوں سے جو تمہارے گلے کاٹ رہے ہیں۔

مذہبی پارٹیوں کو ختم ہونا چاہیئے شیعہ ہو یا سنی مذہب کی بنیاد پر پارٹیاں ترتیب نہ دیں ہمارے آئمہؑ شیعہ سنی بنانے نہیں آئے تھے۔ کیا حسینؑ نے حُر کے آنے پہ اعلان کیا کہ حُر شیعہ ہو گیا نہیں بلکہ حسینؑ نے کہا اب انسان بن گیا ہمارے آئمہ

انسان بنانے آئے تھے حسینؑ کے ساتھ بہتر شیعہ نہیں۔ بہتر انسان تھے، برا لگے تو گھر بیٹھو جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ جہالت چھوڑ و علم کی بات کرو

فقہ اور ہے عشقِ حسینؑ اور ہے۔ تو امام جعفر صادقؑ نے ابوحنفیہ سے کہا قیاس سے کام نہ لیا کرو تو فقہ میں بھی ہرن کا ذکر ہے اور ہرن نے چونکہ ولایتِ علیؑ کو سب سے پہلے قبول کیا تو اُن زمینوں سے محبت ہوگئی جو زمینیں آلِ محمدؐ سے منسوب تھیں، صفین لڑ کر علیؑ واپس چلے اور نینواء کی زمین پر پہنچے لشکر سے کہا رک جاؤ کہا عبداللہ ابنِ عباس جو زمین میں دیکھ رہا ہوں یہ ہے وہ زمین جہاں میرا حسینؑ شہید کیا جائے گا حالانکہ پہلو میں حسینؑ کھڑے ہیں کہا گھوڑے آہستہ آہستہ دوڑاؤ اور جب زمین قریب آجائے گی ہم بتائیں گے نعلین اُتار دینا حسینؑ ساتھ ہیں رُکے اور اس کے بعد کچھ لوگوں کو حکم دیا دیکھو صحرا کے جتنے ہرن ہیں وہ ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں وہ جگہ تلاش کرو جہاں سارے ہرن جمع ہوں بس وہ مقام ہے جہاں میرے حسینؑ کی قبر بنے گی تلاش کرتے ہوئے اُس نشیب میں آئے جہاں بہت سارے ہرن موجود تھے عرصہ دراز کے بعد روضہ بنا لیکن لوگ کربلا کو ہرنوں سے پہچانتے تھے پہلے قبروں کا پتہ یہ معصوم حیوان بتاتے تھے یہاں ہے قبرِ حسینؑ ہرن کی قیمت جو دو عالم میں قدرت نے رکھی کسی کو نہیں معلوم تھا کہ علیؑ کی قبر کہاں ہے اس لیئے کہ اولاد کو بتا دیا تھا کہ قبر کو چھپا دینا ورنہ بنی اُمیہ قبر کو اکھاڑیں گے بے حرمتی کریں گے ہارون رشید کے دور میں یعنی ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؑ کے دور میں اتنی صدی تک قبرِ علیؑ چھپی رہی اور جب ہارون عباسی نجف کے صحرا میں ہرن کا شکار کھیلتا ہوا نکلا آگے بڑھا تو سارے ہرن بھاگ کے اوپر نجف کی پہاڑی پر رک گئے اب سب ایک بلندی پر ہیں اور نیچے سے ہارون کے سارے کتے اوپر

نہیں جاتے رک گئے دیکھ رہے ہیں ہرنوں کو اور آگے نہیں بڑھ سکتے اور ہرنوں کو اطمینان ہے کہ کتے یہاں آ نہیں سکتے یعنی ہرن جیسا حیوان بتا رہا ہے کہ علیؑ کی قبر پہ کتے نہیں آ سکتے یعنی حیوان جانتا تھا کہ قبرِ علیؑ کہاں ہے انسان نہیں جانتا تھا کہ قبرِ علیؑ کہاں ہے اب سمجھے حیوان کیا ہے اور انسان کیا ہے ہارون نے کہا یہ ہمارے شکاری کتے اس بلندی پہ کیوں نہیں جا رہے ہیں پہاڑی پہ گیا دیکھا ایک بہت بوڑھا شخص ایک جھونپڑی سے برآمد ہوا کہا یہ کیا بات ہے کہ کتے نیچے کھڑے ہیں اور ہرن یہاں پناہ لیئے ہوئے ہیں اُس بوڑھے نے کہا اے خلیفۂ وقت یہاں کتے نہیں آئیں گے یہاں علیؑ کی قبر ہے اب کیا پتہ چلا کہ علیؑ کی قبر کی زیارت کو مومنین جاتے ہیں جانا تو سب کو چاہیئے علیؑ تو سب کے ہیں سفراء وزراء جنّت البقیع میں قبر ڈھونڈ رہے ہیں یزید کے باپ کی قبر ہے شام میں دھوکے بازی تو دیکھئے جنگ اخبار میں پہلے صفحہ پر لکھا ہے صدرِ پاکستان فاروق لغاری جنّت البقیع میں جوع البقر کی قبر پر گئے حالانکہ جوع البقر کہاں ہے دمشق میں اور جیسی قبر ہے وہاں بھی کتے بیٹھے ہیں ارے کتوں کے پاس کتا ہی تو بیٹھے گا باتیں ہیں ارے اپنے محل بنوانے والو! مقبرہ بنوا دو نا ہم نے اپنے والوں کے بنوائے ہیں تم بنا ہی نہیں سکتے اور نہ بن سکتے ہیں ہر ہر زمین پر روضۂ حسینؑ بنا ہوا ہے تمہیں بڑی محبت ہے یزید سے کراچی ہی میں ایک قبرِ یزید بنوالو اس کی زیارت کیا کرو تاکہ پتہ تو چلے کہ تم بھی قبر پرست ہو نصرت بھٹو جب ہم سے ملیں کہنے لگیں ہم تو صرف حسینؑ کا ماتم کرتے ہیں اب تم لوگ جسے مانتے ہو اُس کا نام لے لے کر ماتم کرو ان کا تابوت اُٹھاؤ قبر کے نشان کہاں ہیں لاکھوں بادشاہ گزرے دولت کی کمی نہیں تھی بنوا دیتا کوئی مامون کی قبر مروان کی قبر معتصم کی، معتمد کی عبدالملک کی قبروں کے، نشان

ہی نہیں تو روضے کہاں بنیں گے ایک قبر رہ گئی ہارون رشید کی کسی بنی اُمیّہ کسی بنی عباس کی قبر کا نشان تک نہیں ہے ہارون کی قبر کا بھی نشان نہیں ہے یہ پتہ ہے کہ امام رضاؑ کے پیروں کی طرف ہارون کی قبر ہے یہ پتہ نہیں کہاں ہے یعنی امامؑ کے پیروں کی طرف قبر ہے معلوم ہے کہ یہ نشان دہی کیوں ہوگئی یعنی کسی کی نہیں ہے، صرف ہارون کی قبر کا نشان رہ گیا......؟ ہونے کی وجہ ہے ہارون کی قبر ہے یہ کیوں ہے اس لیئے کہ جب ہارون پہاڑی پر پہنچا اور بوڑھے نے کہا یہاں قبرِ علیؑ ہے تو کہا چہار دیواری بنادو سب سے پہلے علیؑ کی قبر پہ جو چار دیواری بنائی وہ ہارون رشید نے تو اللہ نے کہا تو نے یہ نیکی کی علیؑ کی قبر کے ساتھ تو صلہ یہ ہے کہ سب کی قبریں مٹ جائیں اور تیری قبر کی طرف اشارہ ہو جائے کہ یہاں کہیں ہے ہارون کی قبر۔

تقریر ختم ہوئی مشکل موضوع تھا کہ ہرن پہ کیا تقریر ہوگی ابھی تو تمہید تھی تقریر کے آخری حصّے یہ ہیں کہ کھیلتے ہوئے حسنؑ مسجد میں گئے اُسی وقت ایک صیاد آیا تھا چھوٹا سا ہرن کا بچہ لیئے ہوئے جیسے ہی حسنؑ آئے تحفے میں ہرنی کا بچہ نبیؐ نے لے کر حسنؑ کو دے دیا لو حسنؑ کھیلو یہ تحفہ میں لایا ہے بچہ کو لیئے ہوئے گھر میں آئے حسینؑ نے دیکھا کہا بھیّا یہ کس نے دیا ہرن کا بچہ کہا نانا نے سیدھے گھر سے مسجد میں آئے نانا کے پاس آئے کہا نانا ہرنی کا بچہ آپ نے حسنؑ بھیّا کو دیا ہم کو نہیں دیا نبی خاموش عنقریب جو آنسو آنکھ میں تھے وہ ٹپک پڑیں اس لیئے کہ نانا کی خاموشی دیکھ کر پھر حسینؑ ادب سے کچھ بولے نہیں چند لمحے گزرے تھے کہ مسجد کے دروازے پر ایک ہرنی دوڑتی ہوئی اپنے ایک بچے کو لیئے ہوئے آئی اور فصیح عربی بولتے ہوئے کہا یا رسولؐ اللہ صحرا میں میرا ایک بچہ پکڑا گیا میں جلدی میں تھی کہ اس

بچے کو بچالوں اور اپنے گھر کی طرف جارہی تھی کہ مَلک نے مجھے آواز دی کہا رخ بدل اور اتنی تیز مسجد نبوی میں پہنچ کہ حسینؑ کی آنکھ سے آنسوں نہ ٹپکے یہ دوسرا بچہ پیش کردے یہ میں حسینؑ کے لیئے لائی ہوں اپنا دوسرا بچہ کہا حسینؑ لو ہرنی خود آ گئی ہار، اسی حسینؑ کا لخت جگر ہے آپ کا آٹھواں امام، امام رضاؑ، زیدیہ فرقہ امام کے در پے تھا اور زیدیہ فرقے پہ عامل عبداللہ راوی یہ کہتا ہے کہ ہمیں امام سے بغض تھا ہم نے دیکھا امام اک صحرا میں چلے جارہے ہیں میں شکار کھیل رہا تھا لیکن میں قریب ہو گیا مجھے دیکھا کہا عبداللہ ذرا میرے پاس آؤ میں قریب گیا میں ہرنوں کا شکار کررہا تھا سامنے بہت سارے ہرن جمع تھے اُن ہرنوں میں سے امام نے ایک ہرن کو آواز دی عبداللہ کہتا ہے ایسی زبان بولے کہ جو میری سمجھ میں نہ آئی میں وہ لفظ سمجھ نہ سکا لیکن اُس آواز پر ہرن دوڑتا ہوا امام کے قریب آیا اور اپنی پیشانی کو امام کی قبا سے رگڑنے لگا امام نے کچھ اور اُس سے کہا غلام سے اشارہ کیا کہا اسے گود میں اٹھالو غلام کے قریب خود ہرن پہنچ گیا غلام نے اسے گود میں اٹھالیا مڑ کر کہا عبداللہ اب بھی ہماری امامت کے تم قائل نہیں ہو راوی کہتا ہے میں نے سر جھکا دیا میں آپ پر ایمان لایا جیسے ہی میں نے یہ کہا غلام کو امام نے اشارہ کیا کہ ہرن کو چھوڑ دو اور کچھ لفظ کہے ہرن واپس چلا گیا تھوڑی دیر گزری تھی وہ واپس آیا اور امام کے قریب گیا اور فصیح عربی میں کہا کہ اے امام جب آپ نے مجھے آواز دی تھی تو میں بھاگتا ہوا آیا میں خوش ہو گیا تھا آپ میرا گوشت کھائیں گے لیکن آپ نے دلیل دے کر ایک انسان کو انسان بنادیا حیوان کی قربانی سے آپ نے انکار کر دیا اب میں رنجیدہ ہوں میری قربانی کو آپ نے قبول نہیں کیا کہا جا راہ خدا میں تجھے آزاد کیا آپ نے انسان اور حیوان کا فرق دیکھا بہت کم لوگوں کو علم

ہے کہ ہمارے آٹھویں امام کو ثامن اس لیئے کہتے ہیں کہ وہ آٹھویں ہیں لیکن
ضامن کیوں کہتے ہیں کب یہ لقب پڑا وہ بتا رہا ہوں کب سے امام ضامن مشہور
ہوئے یعنی وہ امام جو ضمانت والا امام جب مسافر نکلتا ہے کہتے ہیں جاؤ تمہیں امام
ضامن کی ضمانت میں دیا پھر کیا مجال کہ جو امام کی ضمانت میں آ گیا اُس پر کوئی آنچ
آ جائے یہ ضمانت دینے والے امام ہیں یہ واقعہ سن لو تقریر ختم ہو گئی زیارت برآمد
ہو گی آپ زیارت کریں گے امام ضامن تقسیم ہو گا امام ضامن اسی لیئے ہوتے ہیں
کہ امام کی ضمانت میں دیا جاتا ہے یہ ضمانت کس بات کی ہے جب مدینے جاؤ
تو وہ مقام وہاں موجود ہے لوگ زیارت کو جاتے ہیں جہاں پر یہ واقعہ ہوا ایک صحرا
جہاں بہت سے ہرن رہتے تھے امام وہاں پر کسی مقام پر تشریف فرما تھے کہ آپ
نے دیکھا کہ ایک شکاری ایک ہرنی کو کھینچے ہوئے جاتا ہے باندھ کر جیسے ہی امام
کے قریب سے صیاد گزرا اُس ہرنی نے امام سے اپنی زبان میں کچھ کہا امام نے کہا
رک جا وہ شخص امام کو پہچانتا نہیں تھا اُس نے کہا کیا بات ہے کہا ہرنی مجھ سے یہ کہہ
رہی ہے کہ میں صبح کو چرنے کے لیئے گھر سے نکلی تھی میرے بچے بھوکے تھے
میرے پیٹ میں غذا نہیں تھی تو میں باہر اس لیئے نکلی کہ کچھ گھاس کھا لوں کہ جسم
سے دودھ بنے تو واپسی میں اپنے بچوں کو پلا دوں چھوٹے چھوٹے دو بچے ہیں
میرے وہ بھوکے اور پیاسے میرا انتظار کر رہے ہوں گے ایسے میں صیّاد نے مجھے
پکڑ لیا مولاؑ آپ اگر اس سے کہہ دیں تو مجھے ذبح کر دے لیکن اتنی مہلت دے
دے کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا دوں امام نے صیاد سے کہا اس ہرنی کو چھوڑ
دے میں تجھے ضمانت دیتا ہوں کہ یہ ہرنی اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جائے
گی میں ضمانت دیتا ہوں میں یہاں موجود ہوں اگر ہرنی نہ آئے تو مجھے لے چلنا

مجھے بازار میں بیچ دیناصیاد حیران ہوگیا یہ کیسا انسان ہے ایک حیوان کے لیئے یہ انسان ضمانت دے رہا ہے لیکن جانے کیا دل میں نرمی آئی کہا کہیں حیوان بھی واپس آیا ہے یہ صحرا میں بھاگ جائے گی واپس نہیں آئے گی امام نے فرمایا میں کہتا ہوں یہ واپس آئے گی تو چھوڑ دے اس کی رسی کو چھوڑ دے میں کہتا ہوں اُس نے گھبرا کے رسی چھوڑ دی ہرنی چلی گئی امام وہیں بیٹھے رہے کہا میں بیٹھا ہوں جب تک ہرنی واپس نہیں آئے گی یہ ضمانت دی ہے اس لیئے امام ضامن مشہور ہوئے حیوان کی ضمانت دینے والا کیا اپنے انسانوں اور چاہنے والوں کی ضمانت نہیں دے گا کافی دیر ہوگئی صیاد کہنے لگا دیکھا کہیں حیوان بھی واپس آیا ہے امام نے کہا آئے گی ہمیں یقین ہے آئے گی جب بہت دیر گزر گئی اور وہ ٹہلنے لگا تو اچانک سامنے سے ہرنی دوڑتی ہوئی نظر آئی لیکن اکیلی نہیں آئی اُس کے جو دو معصوم بچے تھے وہ دونوں اس کے ساتھ تھے آتے ہی امام کے پاس آکے رکی آتے ہی کہا مولا صیاد تو مجھے لے جائے گا لیکن میرے بچوں کو آپ لے جایئے ان دونوں معصوم بچوں کو آپ لے جایئے کیا یاد آیا کس ماں کے بچّے یاد آگئے لیکن امام نے کوئی جواب نہیں دیا کہا یہ بتا ضمانت تو میں نے لی تھی اتنی دیر کیوں لگائی کہا مولا جب میں صحرا میں گئی میں نے بچوں کو دودھ پلایا اُس کے بعد آپ کے وعدے کے مطابق میں بچوں کو لے کر تیز چلی لیکن جب میں تالاب کے کنارے پہنچی تو میری قوم کے سارے ہرن جمع تھے چونکہ آج گیارہ محرّم ہے میری قوم کے ہرن مرثیہ حسینؑ کا پڑھ کے گریہ کررہے تھے آپ کے جد حسینؑ پر میں نے کہا آخری مجلس سن لوں، میں بیٹھ گئی، یہ سن کر امام نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے ہائے حسینؑ کہہ کر ارے حیوان بھی میرے جد کا ماتم کرتے ہیں کیا اچھی مجلس ہورہی ہے اللہ

آپ کو نظرِ بد سے بچائے آپ حضرات بہت گریہ فرما رہے ہیں، اب میں کیسے
کہوں امام جب ہوش میں آئے اک بار صیاد قدموں پر گر کر کہنے لگا ہم آپ کو
پہچان گئے آپ امام رضاؑ تو نہیں ہیں میں اس ہرنی کو نہیں لے جاؤں گا امام نے
ہرنی سے کہا جا اب جو چلی بچوں کو لے کر تو کہتی ہوئی چلی اے مولاؑ! اللہ تمہاری
اولاد کو سلامت رکھے ادھر ہرنی واپس ہوئی وہیں سے اک بار مٹی اُٹھا کر شکاری
کے دامن میں ڈالی کہا دیکھ کیا ہے زر و جواہر سے دامن بھر گیا جانوروں کو چھڑاتے
ہیں اور انسانوں کا دامن دولت سے بھر دیتے ہیں یہ ہیں امام رضاؑ لیکن جب کربلا
کا واقعہ یاد کرتے تو اصحاب سے کہتے کہ ارے روؤ ارے حیوان بھی حسینؑ پر گریہ
کرتے ہیں اور عالم یہ ہوتا جب مجلس میں بیٹھتے اور مصائب شروع ہوتے تو
تمہارا آٹھواں امام جو رونا شروع کرتا تو غلام بازو پکڑ لیتے کئی کئی بار غش آتا اور
جب ذاکر نے کہا زینبؑ امام نے چیخ ماری ارے میری جدّہ ہائے میرے جد حسینؑ
بنیاد رکھی ہے مجلسوں کی ذاکروں کو انعام دیتے تھے، ماتم کی اور مجلس کی بنیاد رکھی
ہے لیکن جب مامون نے بلایا تو مکہ سے ہو کر ایران آئے راستہ لمبا تھا لیکن جب
کعبے سے جانے لگے تو غلام سے کہا محمدؑ تقیؑ کو مدینے واپس لے جاؤ پانچ برس کا
بچہ امام سے کہتا ہے۔

بابا ہم اکیلے مدینے میں نہیں رہیں گے ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے کہا
نہیں بیٹا تم واپس جاؤ بابا سے رخصت ہوئے بابا ایران چلے گئے لیکن جب مدینے
سے نکلے تھے تو امام کی اٹھارہ بہنیں تھیں اور اٹھارہ بھائی تھے امام رضاؑ کو ملا کر اٹھارہ
بھائی تھے سب کے نام لکھے ہیں تاریخ میں اٹھارہ بہنیں ہیں اور ان میں معصومہ قمؑ،
فاطمہ بنتِ امام موسیٰ کاظمؑ، امام کی چہیتی بہن مشہور یہ ہے کہ معصومہ قمؑ کو بھائی سے

وہ محبت تھی جو زینبؑ کو حسینؑ سے تھی پوری شہادت نہیں پڑھنا ہر سال پڑھتا ہوں اور بیس برس سے پڑھ رہا ہوں چند جملے جو آپ کے رونے کے لیئے کافی ہیں کہ پوری رات جاگیں کہ صبح میرا بھائی جا رہا ہے کبھی صحن خانہ میں کبھی حجرے میں دعائیں کرتی جاتیں میرے بھائی کو زندہ رکھنا اے پروردگار میرے بھائی کو زندہ دکھانا دو جملے سن لیجئے کہ زینبؑ کو بھائی سے محبت کیا تھی محبت کا اندازہ ہو جائے جب جنابِ زینبؑ کی شادی ہوئی تو رخصت ہو کر عبداللہ ابن جعفرؑ کے گھر گئیں ایک دن گزرا دوسرا دن گزرا اور تیسرا دن گزرا زینبؑ نے جو رونا شروع کیا تین دن مسلسل تو چپ نہیں ہوئیں پورا دن پوری رات گریہ کیا، تمام بیبیوں نے کہا بی بی ہر بیٹی رخصت ہو کر اپنے شوہر کے گھر آتی ہے اور یہی اُس کا گھر ہوتا ہے کیا تمہیں اپنے باپ کا گھر چھوڑنے کا بہت صدمہ ہے رو کر کہا نہیں مجھے اس کا صدمہ نہیں ہے کہا تمہیں نہیں معلوم کہا ارے شہزادی کچھ تو بتاؤ دل کا راز کہا تین دن ہو گئے میں نے اپنے بھائی حسینؑ کا چہرہ نہیں دیکھا اطلاع کرائی گئی حسینؑ فوراً آئے بہن بھائی سے لپٹ گئی ایک جملہ حسینؑ نے کہا زینبؑ تین دن سے نہیں دیکھا تو اتنا رو رہی ہو اگر میں گیا اور واپس نہ آیا تو پھر کیا کرو گی بھیا کیا زینبؑ کی تقدیر میں ایسا بھی لکھا ہے کہا صبر کرنے کی عادت ڈالو زینبؑ، ہو گئی تقریر بہن بھائی سے جدا ہوئی بھائی ایران آیا ولی عہدی کا اعلان ہوا، کا اعلان ہوا، مامون نے انگور میں زہر کھلایا حجرے میں آئے ابوصلت کو وصیتیں کیں کہا قبر خراسان کے باغ میں بنے گی میرا بیٹا آئے گا نمازِ جنازہ پڑھائے گا جب محمد تقیؑ آئیں نمازِ جنازہ پڑھا کر چلے جائیں اس کے فوراً بعد میرا تابوت پھر نظر نہیں آئے گا تو گھبرانا نہیں اس لیئے کہ تابوت مدینے جائے گا قاتل میرا جنازے میں روتا ہوا آئے گا

سیاہ کپڑے پہن کر جو سب سے آگے ہو سمجھ جانا وہی میرا قاتل ہے۔سب بتا دیا ساری وصیتیں کر دیں۔

امام ایران میں تھے جب کئی مہینے گزرے تو بہن مدینے سے چل پڑی اپنے چھ بھائیوں کے ساتھ تین بہنیں چلیں اور جب قم کے قریب پہنچیں تو سیاہ جھنڈے لگے تھے قم کے امیر نے کہا کہ شہزادی آرہی ہے چاروں طرف خیمے لگوا کر اپنے گھر کی عورتوں کو بھیجا کہا جب تک آرام سے مسند پر بیٹھ نہ جائیں فوراً نہ بتانا کہ بھائی مرگیا۔آہستہ آہستہ خبر دینا عماری کا پردہ ہٹا کہا پورا شہر کیوں سیاہ پوش ہے کیا تمہارا بادشاہ مرگیا لیکن کسی نے کچھ نہ بتایا تمام عورتوں نے حلقہ کیا ساری عورتیں سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھیں بال کھلے تھے آنکھوں میں آنسو تھے سب خاموش تھیں، بی بی کو حلقے میں لیئے ہوئے خیمے کی طرف بڑھ رہی تھیں، ایک ایک سے بی بی پوچھتی یہ بال کیوں کھلے ہیں یہ کالے کپڑے کیوں پہنے ہیں یہ کالے جھنڈے کیوں لگے ہیں کون مرگیا لیکن جب مسند پر بیبیاں بِٹھا چکیں سب آکے بیٹھیں سینے پر ہاتھ مار ازانوؤں پر ہاتھ مارا ہاتھ باندھے کہا بی بی آپ کا بھائی امام رضاؑ مار ڈالا گیا بس یہ سننا تھا اک بار بی بی بیہوش ہوگئیں بھائی کی شہادت کی خبر سن کر اب جو ہوش میں آئیں تو یہ کہتی جاتیں کہ ہائے میرا بھائی مارا گیا ارے جسے میں دیکھنے جارہی تھی وہ میرا بھائی مارا گیا ارے سات دن تک بس یہ کہتی رہیں میرا بھائی مارا گیا اور یہ کہتے کہتے ساتویں دن بہن بھی مرگئی ہائے وہ بہن جو خیموں کے جلتے وقت خیموں سے نکلی اور تلّہ زینبیہ پر آکر کہا او ابنِ سعد میرا بھائی ذبح ہورہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے، ہاں تمہارا امام شاہ عجم ہے شاہِ عرب ہے زیارت میں پڑھتے ہو شاہ عرب والعجم بہت مظلوم تھا شہادت کا پورے ایران میں امام کا ماتم تھا جنازہ

خیمے کے سامنے رکھا گیا کہ خیمہ کا پردہ ہٹا ایک خوبصورت بچہ زلفیں ہوا میں اڑ رہی ہیں چاند سا چہرہ سب کے آگے آیا تکبیر کہی نمازِ جنازہ ہوئی جیسے ہی نمازِ جنازہ ہو چکی کہ نگاہوں سے اک بار امام کا تابوت غائب ہو گیا اصحاب نے پوچھا جنازہ کہاں ہے کہا جنازہ مدینے میں ہے اس لیئے کہ ساری بہنیں اس انتظار میں ہیں کہ بھائی کا آخری دیدار کرلیں اک بار مدینہ میں رسولؐ اللہ کے گھر کے صحن میں جنازہ آیا بہنیں آئیں بال کھول کر ساری بہنیں بھائی کی لاش پر ارے میرا بھائی ارے میرا بھائی!..........

آٹھویں مجلس

شیر کی صفات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر انسان کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا اللہ نے ہر صفت جو بھی بلندی رکھتی تھی وہ انسان کو عطا کی حیوان انسان سے کمتر مخلوق ہے لیکن کچھ خوبیاں اللہ نے حیوان کو ایسی عطا کر دیں کہ اگر اُن خوبیوں کا موازنہ انسان اور حیوان میں کیا جائے تو بعض مقامات پر حیوان انسان سے افضل نظر آتا ہے اور چونکہ ہم غور سے بعض چیزوں کو نہیں دیکھتے ہوتی گرچہ سامنے کی ہیں لیکن مشاہدے میں نہیں ہوتیں مثلاً تمام جانوروں میں شیر کو جو صفات اللہ نے عطا کیں اور انسانوں میں بہت مشکل کے بعد ملتی ہیں ایک تو ملتی ہی نہیں بالکل نایاب ہیں اگر ملتی ہیں تو بہت کم شیر کا جیسا وقار شیر کی متانت، شیر کی شرافت شیر کی چال ہم کو انسانوں میں کہیں نظر نہیں آئی صرف ایک صفت اس کی سنجیدگی انسانوں میں ڈھونڈتے رہیئے متانت بہت کم انسان آپ کو متین نظر آئیں گے اس کی شجاعت بہادری انسانوں میں بہت کم نظر آئے گی یہ ہیں خوبیاں ان کی ضد بیان کیجئے تو خوبیاں سمجھ میں آئیں گی متانت کی ضد ہے چھچھوراپن انسان میں ملے گا شیر میں نہیں ملے گا شیر چھچھورا نہیں ہوتا کوئی ایک حرکت شیر کی چھچھورے پن کی ڈھونڈھ کے

دکھلا دیجیے دوغلا پن نہیں ہوتا انسان میں مل جائے گا شیر میں نہیں ملے گا اللہ نے پورے اپنے کلام میں قرآن میں صرف ایک بار شیر کا ذکر کیا اور جانوروں کا کئی کئی بار ذکر ہے شیر کا صرف ایک مقام پر۔

"فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ، كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ" (سورۂ مدثر آیت ۴۹ تا ۵۱)

بھاگ رہے ہیں جنگلی گدھے جنگل میں اور ایک شیر اُن کے تعاقب میں ہے، قسورہ شیر کا ایک نام ہے جو قرآن میں آیا ہے، عربی میں شیر کے چار سو نام ہیں یہ چار سو نام اُس کی ہر ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں ایک صفت کی دلیل میں ایک نام تو اندازہ ہوا عربوں نے شیر میں چار سو صفات دیکھیں تو چار سو نام رکھے عرصہ دراز سے شیر خوبیوں کا سمبل (Symbol) ہے بڑے بڑے بادشاہوں کا نشان شیر ہے، سب سے مقبول چہرہ انسان کے مکانوں میں شیر کا نظر آتا ہے، یعنی انسان سب سے زیادہ متاثر ہے شیر سے حالانکہ شیر انسانوں سے متاثر نہیں ہے اتنا بہادر ہونے کے باوجود انسان انسان سے نہیں ڈرتا لیکن شیر سے ڈرتا ہے لیکن شیر انسان سے نہیں ڈرتا اور اُسے فخر اس بات پر ہے میں اپنی قوم کا بادشاہ ہوں سارے انسان بادشاہ تو نہیں ہیں لیکن اُسے یہ معلوم ہے کہ شاہ کون ہے اور بادشاہ کون ہے۔ اتنا تو پہچانتا ہے اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ شاہ اور بادشاہ کے ماننے والے کون ہیں اسی لیئے اُس کی سوانح حیات میں یہ لکھا ہے کہ شریفوں پر حملہ نہیں کرتا دم دبا کے نکل جاتا ہے شرافت کو چہرے سے پہچانتا ہے انسان انسان کی شرافت نہیں پہچان پاتا شیر انسان کی شرافت اور کمینگی کو پہچانتا ہے کہ انسانوں میں کمینے کون ہیں اور شریف کون ہیں دیکھیے حیوانوں میں اللہ نے کیا صفات رکھ دیں

ایک صفت پر اُس کی گفتگو کریں گے یعنی ایک صفت پر جو ہمیں بڑی اچھی لگی لیکن یہ ساری صفات جو میں بیان کر رہا ہوں لطف اُس وقت ہے کہ آپ کے مشاہدے میں آچکی ہوں اگر دیکھا نہیں تو آپ کو لطف نہیں آئے گا اور جس نے نہیں دیکھا آج کی مجلس کے بعد وہ جانوروں کا مشاہدہ کرے لطف اور بڑھ جائے گا مجھے اُس کی یہ ادا پسند ہے جب بچے تھوڑے سے بڑے ہوتے ہیں تو اُن کے ماں باپ اُن کو ضرور لے جاتے ہیں چڑیا گھر اُن کو مختلف جانور دکھانے کے لیئے لیکن شیر دیکھنا ہی کافی نہیں ہے اُس کے بارے میں معلومات رکھنا بھی بہت ضروری ہے اس لیئے کہ اُس سے انسان کچھ سیکھ سکتا ہے اب یہ دو باتیں ہیں مشاہدے میں کسی راہ میں آپ جا رہے ہیں کتا بیٹھا ہو اور عادتاً کچھ ذرا بد معاش بھی ہو کتا شریر تو ہوتا ہے شریر کے دو معنی ہیں ایک ہے بچے کی شرارت اور ایک ابولہب کی شرارت ان شرارتوں میں فرق ہے ایک شرارت شر سے ہے اور ایک شرارت معصومیت سے ہے تو کتے میں معصومیت والی شرارت نہیں ہوتی فساد والی یعنی شر والی شرارت ہوتی ہے بھونکے کا ضرور اور اگر آپ نے رک کر اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال دی تو وہ اور آنکھ نکالے گا پلک نہیں جھپکائے گا آپ کی آنکھ سے آنکھ لڑائے گا اور بھونکتا جائے گا نظر نہیں ہٹائے گا اس لیئے کہ بے غیرت ہے لیکن اگر آپ شیر سے ایک لمحے کے لیئے بھی آنکھ لڑانے کی کوشش کریں گے پل بھر میں آنکھ پھیر لے گا تمہاری حقیقت کیا ہے کہ تم ہم سے آنکھ لڑاؤ یہ مشاہدہ ہے شیر کبھی انسان سے آنکھ نہیں لڑاتا کتا آنکھ میں آنکھ ڈال کر بھونکتا ہے اور اگر آپ شیر کے سامنے کھڑے ہیں وہ دیکھ سامنے رہا ہے وہ آپ کو نہیں دیکھ رہا ہے یہ بے اعتنائی ہے اُس کی، ہائے ہائے جس نے شیر کی آنکھیں دیکھی ہوں اُسی کو مزا آئے گا آنکھ نہیں لڑاتا

چاہے جنگلے میں ہی کیوں نہ بند ہو جنگل میں بھی آنکھ نہیں لڑائے گا یہ اُس کی ایک ادا ہے اپنی اداؤں کے ساتھ صحرا میں رہتا ہے کوئی ہاتھی اور اونٹ کے مقابلے میں بڑا جانور نہیں ہے یعنی لمبائی ۱۰ فٹ قد تین فٹ وزن صرف ۵ پانچ من ہوتا ہے سب سے بڑے ہتھیار اُس کے دانت اور پنجے ہیں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں قدرت نے اُسے ایک ہتھیار دیا اور اس کا ایک پنجہ بڑے بڑے ہاتھیوں کا منہ موڑ دیتا ہے اتنا وزنی ہوتا ہے ایک پنجہ صرف ایک وار اُس کا شکار کے لیئے کافی ہے جب سیر ہوتا ہے تو شکار پر نظر نہیں ڈالتا بڑے اطمینان سے اپنے علاقے میں رہتا ہے عام طور سے نیستاں میں رہتا ہے نیستاں کہتے ہیں بانس کے جنگلوں کو بانس کے جنگل وہاں ہوں گے جہاں دریا کا کنارا ہوگا شیر کو ترائی پسند ہے ترائی ڈھونڈتا ہے ترائی کے کنارے رہتا ہے کائنات میں صرف ایک شیر ہے جو چودہ سو برس سے صرف ترائی کے پاس ہے اور کوئی اُسے ترائی سے ہٹا نہیں سکا نام شیر ہے کتنے جانور اگر میں گنواؤں سب کے عربی میں بھی نام ہیں انگریزی میں بھی نام ہیں اُردو میں بھی نام ہیں عرب میں سارے جانور ہیں عجیب و غریب بات آپ کو بتا رہا ہوں جتنے قبیلے تھے عرب میں اپنے بچوں کے نام ہر جانور پر رکھتے تھے۔ قرادہ، (بندر) فہدا (چیتا) ہریرہ (بلی) حصین (لومڑی) سانپ بچھو، کتّا تو کتا حد یہ ہے کہ کتیا بھونکنے والی یہ سب ابو اور ابن لگا کر رکھے جاتے تھے بھیڑ، بکری، کتا ہزاروں جانوروں پر نام رکھے ہیں عرب والوں نے کسی قبیلے نے کبھی اپنے بچوں کے نام شیروں پر نہیں رکھے سوائے ایک قبیلہ بنی ہاشم کے دیکھئے میں آپ کو توجہ دلانا چاہ رہا ہوں اور یہ بات بغیر تحقیق کے سمجھ میں نہیں آئے گی کیا لغت عرب میں شیر کے چار سو نام نہیں دیکھے تھے عربوں نے بلی

کتا کتیا پر نام رکھا کیڑے مکوڑوں پر رکھا لومڑی اور بھیڑیے پر نام رکھا شیر کے نام کیا قبیلے والوں کو نظر نہیں آئے تو نام نہ رکھنے کی صرف دو وجوہ ہیں یہ صرف بنی ہاشم کا اتنا رعب تھا ہر قبیلے پر کہ بنی ہاشم کے قبیلے والوں کا کہ کوئی قبیلہ اُن کے نام نہیں رکھ سکتا تھا یا فطرتی طور پر سب جانتے تھے کہ ہم سب کتے ہیں اور یہ شیر ہیں ہمت نہیں تھی اب قبیلوں پر نظر دوڑاتے ہیں بنی ہاشم میں، حمزہ، حمزہ کے معنی شیر، اسد، اسد کے معنی شیر، حیدر، حیدر کے معنی شیر عباسؑ، عباسؑ کے معنی شیر، عابس، عابس کے معنی شیر، لیث، لیث کے معنی شیر غضنفر، غضنفر کے معنی شیر، ضیغم، ضیغم کے معنی شیر، صفدر، صفدر کے معنی شیر، قسورہ، قسورہ کے معنی شیر اگر ان میں سے ایک نام کسی عرب کے قبیلے میں نظر آئے تو دکھایئے ہمت نہیں تھی پتہ چلا کچھ نام بھی ایسے ہوتے کہ رعایا بادشاہوں کے نام نہیں رکھ سکتی سرداروں کے نام نہیں رکھ سکتی عجیب بات یہ ہے کہ عبرانی زبان کے بولنے والوں نے بھی اگر علیؑ کو پکارا وہ بھی لفظ شیر کے معنی میں ایلیا، توریت نے انجیل نے پکارا علیؑ کو توریت نے کہا شیلوہ، شیلوہ کے معنی شیر، انجیل نے کہا ایلیا، ایلیا معنی شیر پورے عرب میں کسی کا نام ایلیا یا شیلوہ دکھلا دیجئے صفدر دکھایئے یا حیدر دکھا دیجئے ایک حیدر کے علاوہ کوئی دوسرا حیدر مل جائے تو اپنا نام بدل دوں گا کیوں اس لیئے کہ کسی قبیلے میں ہوتی اگر شیر کی بیٹی تو بیٹے کا نام شیر ہوتا شیر میں کیا شرافتیں ہیں کسی کا جھوٹا نہیں کھاتا کبھی مردار اور حرام نہیں کھاتا حلال کھاتا ہے اور تازہ کھاتا ہے حرام خور نہیں ہے شیر میں شرافتیں تھیں اس لیئے اس کا نام بنی ہاشم نے منتخب کیا صرف شرافتوں کی بنیاد پر اس کی شرافت اس کی شجاعت اس کی نجابت اس کی متانت اُن خوبیوں کے پیشِ نظر یہ نام بنی ہاشم میں رکھا گیا آج تک مقبول ہے اور یہ نام وہیں

ملیں گے جہاں علیؑ والے ہیں آج بھی رسم بدل نہیں گئی اس لیئے کہ آنکھ پہ پردے
پڑ جاتے ہیں نام کہیں اور ڈھونڈ ھے جاتے ہیں بہت کم نظر آتے ہیں اسد بہت کم
نظر آتے ہیں حیدر اگر علم سے رشتہ ہوگا تو یہ نام وہاں سے ملے گا یہ سب نام
بتا دیتے ہیں کہ یہاں جہل ہے علم نہیں ہے اور یہ تک پتہ چل جاتا ہے کہ کتنی نسلوں
سے جہالت ہے یہاں صرف بچے کے نام سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنی نسلوں
سے علم آ رہا ہے صرف نام سے ابھی ناموں پہ ایک کتاب چھپی ہے لاہور سے اس
میں لکھا ہے کہ بہت سے نام ایسے ہیں جو چھوڑ دیئے ہیں آپ حضرات نے اور
نہیں رکھتے اور بحث کرتے ہوئے مصنف نے کہا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے
کہ آپ اپنے بیٹوں کا نام عبدالرحمٰن ابنِ ملجم رکھیئے اس میں کیا حرج ہے آپ
اپنے بیٹے کا نام یزید رکھیئے، مصنف کہتا ہے میں نے اپنے بیٹے کا نام یزید رکھا اور
فلاں صاحب کے یہاں بیٹا ہوا تو میں نے اس کا نام یزید حسین رکھ دیا کیا حرج
ہے اگر یہ نام رکھ دیں یعنی پوری تبلیغ اُس کتاب میں یہ ہوئی ہے کہ جہالت کیا چیز
ہے گویا تحقیق میں یہ بات اب آئی ہے کہ پوری دنیا میں صرف ہمارے یہاں کچھ
نام رکھے جاتے ہیں اور کچھ نام نہیں رکھے جاتے یہ کسی کے یہاں تمیز نہیں ہے
اب پتہ چلا کہ ہمیں کن ناموں سے نفرت ہے اور کن ناموں سے محبت ہے۔ تو
اب آپ تحقیق کرنے بیٹھے تو دلیل یہ دی علیؑ کا قاتل وہ بھی ہوسکتا تھا جس کا نام علی
ہے تو علیؑ کا قاتل علی ہوتا تو کیا آپ حضرات علیؑ نام نہ رکھتے ہوتا ہی کیوں یہ محال
عقلی ہے قرآن میں اللہ نے کہا کہ اے مسلمانو! اگر تم یہ کہنے لگو اپنے نبیؐ سے معجزہ
دکھاؤ کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے محالِ عقلی ہے یعنی
یہ وہ منزل ہے کہ جہاں اللہ کہہ رہا ہے احمق ہو یہ علم کلام اور فلسفے کی بحث ہے اس

لیئے مثال دی ہے قرآن میں کہ اگر اللہ سوئی کے ناکے سے اونٹ کو گزارے یا تو
اونٹ دھاگہ بنے یا سوئی کا ناکہ دہانہ بنے تو ماہیت بدل گئی جو کہ عقلاً محال ہے
اس لئے وہ معجزہ وہ نہ رہا یا ناکہ بدلے یا اونٹ بدلے تو حالت وہ نہ رہی تو ایسا ہو
کیوں کہ حسینؑ کا قاتل حسین ہو اور علیؑ کا قاتل علیؑ ہو یہاں آپ کو پتہ نہیں آپ
احمق ہیں آپ نام کی بحث کر رہے ہیں کہ فلاں کا قاتل فلاں ہم نام سے بحث
نہیں کرتے ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ معصوم کا قاتل حلال زادہ نہیں بلکہ حرام
زادہ ہوتا ہے اور حرام زادوں کے نام نہیں رکھے جاتے ہم نے وہی وہی نام چھوڑ
دیئے جن کے شجرے خراب تھے ہم اپنے بچوں کے نام کیوں خراب کریں اللہ
ہمارے بچوں کے ناموں کو سلامت رکھے کائنات میں محمدؐ اور علیؑ سے خوبصورت
کوئی نام ہے حسنؑ سے زیادہ خوبصورت کوئی نام ہے حسینؑ سے زیادہ خوبصورت
کوئی نام ہے فاطمہؑ سے زیادہ خوبصورت کوئی نام ہے اگر ایسے حسین نام ہوں تو
کہو اس لیئے کہ سب کے نام اُن کے ماں باپ رکھتے ہیں پنجتنؑ کے نام اللہ نے
رکھے جب اللہ اور اللہ والے نام رکھتے ہیں تو پھر کیا کہنا فاطمہؑ بنتِ اسدؑ اپنے بیٹے
علیؑ کو کئی ناموں سے پکارتی ہیں کبھی کہتی ہیں اسد کیوں کہتی ہے اس لیئے کہ اکلوتی
بیٹی تھیں باپ کی تو نواسے کی وجہ سے نانا کا نام رہ جائے، فاطمہؑ بنتِ اسد نے یہ
بنیاد رکھی کہ نانا کا نام نواسے سے رہ جائے بنیاد علیؑ کی ماں نے رکھی تو نبی سمجھے کہ
چچی کیا بتانا چاہتی تھیں اس لیئے رسولؐ نے آواز دی "حُسینٌ مِنّی وانا من
الحُسین"، چچی سے سیکھا بھتیجے نے اور کبھی پیار سے کہتیں جب سے کعبے سے
واپس آئی تھیں واحد ماں واحد بیٹا جو اللہ کے گھر میں تین دن مہمان رہے تو اگر نام
وہ رکھے تو اُس نے یہ بھی ماں سے کہا ہوگا پیار میں کیا پکارو گی ایک نام ہوتا ہے

ایک عرفیت تو شاید اللہ نے کہا ہو کہ بھئی حیوانوں میں سب سے خوبصورت حیوان ہم نے شیر بنایا وہ جنگل کا اسد ہے اور یہ ہم سے منسوب ہے یہ ہمارا اسد ہے تو علیؑ کو پیار سے کہنا اسد اللہ، اللہ کا شیر اگر اسد بہت سے بن جائیں تو اسد رہیں گے لیکن اسد اللہ کوئی نہیں بن سکتا کائنات میں واحد علیؑ اسد اللہ ہیں، کیا کم تھا یہ نام کہ اسد پیار سے کہیں لیکن پتہ یہ چلا کہ اسد سے بڑا بھی کوئی نام شیر کا تھا اور زیادہ دن ظہور کے نہیں گذرے ایک ہفتے کے اندر یا تین چار دن کے اندر یہ واقعہ ہو گیا، عرب کا قاعدہ یہ تھا کہ کپڑے کا جھولا بنا کر بچّے کو اُس میں لٹاتے اور ریشم کی باریک ڈوری اُس میں باندھ دیتے اُس کو قماط کہتے تھے تاکہ بچہ کھیلتے وقت جھولے سے گر نہ جائے تو ماں کو اطمینان رہتا تھا کہ بچہ قماط سے بندھا ہے ماں کام میں مصروف ہوگئی لیکن جس دن سے باندھا تھا پہلے ہی دن یہ ہوا کہ جب فاطمہ بنتِ اسدؑ گود میں اٹھانے آئیں تو ڈوریاں ٹکڑے ٹکڑے نیچے پڑی تھیں بچے نے بتایا کہ اماں میں باندھا نہیں جا سکتا اور چند دنوں میں یہ واقعہ ہو گیا کہ کعبے میں جو اژدھا رہتا تھا اسے معیار الولد کہتے تھے یعنی جو ولدیت کا معیار قائم کرتا ہے یعنی اپنی بدنسلی کا فیصلہ حیوان سے کراتے تھے کہاں تک انسان گرا ہوا تھا یا جہالت میں کہاں تک گھرا ہوا تھا اور ذمہ داری ابوجہل کی تھی کعبے میں یہ اژدھا پلا ہوا تھا، جہاں بچہ پیدا ہوا لوگ ابوجہل کے پاس لے گئے کہ تم فیصلہ کرو تو وہ اژدھے کے سامنے بچے کو ڈال دیتا تھا اور ابوجہل آواز دیتا اگر حلالی ہے تو چھوڑ دے ورنہ ڈس لے جو بچہ وہاں سے مردہ نکلتا وہ مشہور ہو جاتا اس کی ماں زناکار ہے اتنی حس تو تھی اژدھے میں حیوانوں کے چنگل میں انسانوں کے نسلی فیصلے تھے قدرت نے چاہا کہ یہ فیصلہ حیوان سے چھین کر انسان کو ہی دیا جائے لیکن ایسا

انسان آتو جائے جو اشرف ہو تو فیصلہ بدلے ابو جہل نے ابو طالبؑ سے کہا تمہارا بچہ ابھی تک وہاں نہیں آیا ابو طالبؑ نے کہا کہ ہمارا بچہ وہیں سے تو ہو کر آیا ہے اب دوبارہ وہاں تھوڑی جائے گا کعبے ہی سے تو آیا ہے کہا تو پھر ہم اژدھا لے کر آئیں پتہ چلا رئیسوں کے یہاں معیار الولد کو لایا جاتا تھا ابھی علیؑ کیا بچپن ہے ابو طالبؑ بتا رہے ہیں کہ حق کو کہیں نہیں جانا پڑتا سب کو حق کے پاس آنا پڑتا ہے اور وہ بھی اژدھے کے پاس جائے ابو جہل نے اژدھے کو لا کے ابو طالبؑ کے گھر میں چھوڑ دیا شعب سے اترا وہ اژدھا ایک حجرے میں گیا جہاں علیؑ جھولے میں تھے اور فاطمہؑ بنتِ اسد اس وقت مصروف تھیں کام میں وہ بلند ہوا کہ بچے کو سونگھے جیسے ہی بلند ہوا بچے نے دونوں ہاتھوں سے اُس کے منھ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ڈال کر اب جو چیرنا شروع کیا دو ٹکڑے کر کے آدھا اِدھر اور آدھا اُدھر اب جو آئیں فاطمہؑ بنت اسد تو جب یہ منظر دیکھا تو پیار سے کہتی تھیں اسد لیکن جب یہ منظر دیکھا کہ سانپ دو ٹکڑے ہو گیا تو پکار کر کہا بیٹے تو تو حیدرؑ ہے اسی لیئے خیبر میں جب مرحب نے نام پوچھا تو مولا نے رجز پڑھا۔ ''میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا میں وہ شیر ہوں کہ لیث بھی ہوں اور قسورہ بھی ہوں، سورۂ مدثر میں ارشاد ہوا:- ''فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ، كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ'' (سورۂ مدثر آیت ۴۹ تا ۵۱)

یہ گدھے ہیں جو دوڑ رہے ہیں اور یہ شیر ہے قسورہ جو انہیں دوڑائے ہوئے ہے۔ پوری تاریخ اسلام کی سمٹی تو جنگِ خیبر بنی تاریخ اسلام کا ہر منظر کتاب تاریخ اسلام کا اک ورق ہے اور ہر ورق ہر لفظ علیؑ کا لکھا ہوا ہے اس کتاب کو تاریخِ اسلام کہو یا صرف علیؑ کہو کتاب سات ہجری میں کامل ہوئی آج بھی دستور ہے کتاب لکھنے والا

جب کتاب لکھ چکا ہوتا ہے کتاب کا نام رکھ دیتا ہے ایک صفحہ سادہ رکھتا ہے۔ اس میں لکھتا ہے انتساب کہ یہ کتاب میں کس کے نام کرنا چاہتا ہوں کوئی باپ کے نام کرتا ہے کوئی ماں کے نام کوئی استاد کے نام کرتا ہے کوئی دوست کے نام کوئی اولاد کے نام جب کتاب سات ہجری میں تیار ہوگئی صفحہ سادہ تھا انتساب کا، علیؑ نے کہا آج میں سادے صفحے پر انتساب لکھ رہا ہوں اس تاریخِ اسلام کی کتاب کا انتساب میں اپنی ماں کے نام کرتا ہوں اس لیئے کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا کیا سوچ کے نام حیدرؑ رکھا اس لیئے کہ علیؑ کی ماں صدیوں پہ نظر رکھتی تھیں کہ جیسے آنے والے زمانے کو دیکھ رہی ہیں جیسے ہی علیؑ نے کہا میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے مرحب واپس چلا ایک بزرگ کے بھیس میں شیطان سدِ راہ ہوا کہا کہاں جا رہا ہے کہا حیدرؑ آ گیا کہا تو کیا ہوا حیدرؑ آ گیا کہا ایک دن رات میں نے خواب دیکھا تھا کہ شیر نے مجھے پھاڑ دیا میری ماں ستارہ شناس تھی کاہنہ تھی پیشینگوئی کرتی تھی میں نے اپنی ماں سے خواب بتایا تو ماں نے کہا بیٹا سب سے لڑنا مگر اُس سے نہ لڑنا جس کا نام حیدر ہو اس لیے کہ تیری موت حیدرؑ کے ہاتھ سے لکھی ہے مجھے ماں کی بات یاد آ گئی میں اس سے نہیں لڑوں گا یعنی مرحب کی ماں آنے والے زمانے کی خبر دے رہی ہے لیکن جادو سے، اور علیؑ کی ماں آنے والے زمانے کی خبر دے رہی ہے علمِ الٰہی سے ہم نے اس کا نام حیدر رکھ دیا یہی مرحب کا قاتل ہے شیطان نے کہا کوئی ضروری ہے ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں (مجلس کے درمیان بارش شروع ہوگئی)

(حدیث میں ہے کہ اگر زیارت یا مجلس کے دوران پھوار پڑنے لگے تو سمجھ لو قبولیت ہو چکی، تین چار دن سے دو دو تین تین بوندیں پڑتی ہیں آج آٹھویں مجلس

میں سامعین کو قبولیت کی سند مل رہی ہے، اُٹھیئے نہیں، گھر جا کے کپڑے بدل لیجئے گا) جب علیؑ خندق میں جنگ فتح کر کے واپس آئے تو لوگوں نے کہا یوں چل رہے تھے علیؑ جیسے جنگل میں برستی بوندیوں میں شیر جھوم جھوم کے چلتا ہے شیر بارش کا لطف لیتا ہے اور بکری بارش سے بھاگتی ہے بکری نہیں بننا شیر بن کے بیٹھنا ہے، شیطان نے مرحب سے کہا ایک نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں واپس جائے گا یہودی عورتیں اور بچے تیرا مذاق اڑائیں گے بات سمجھ میں آگئی تا نئے میں آ گیا خدا کی قسم وہ حیدر سے لڑنے نہیں آیا تھا جا چکا تھا واپس آیا واپس آیا شیطان کے بہکانے سے تاریخ خیبر میں لکھی گئی کہ علیؑ کے مقابلے میں وہی آتا ہے جو شیطان کا بہکایا ہوا ہوتا ہے کون لڑے حیدر سے موت گھیر کے لائی نیزہ، کٹاری، خنجر، تلوار، بلم، بھالا، سناں، کھڑک، گرز، کہا اتنے ہتھیار لے کر آیا ہے کسی ایک ہتھیار پر اعتماد نہیں علیؑ نے بتایا پوری زندگی ایک ہتھیار سے لڑے ہتھیار نے کبھی دھوکہ نہیں دیا دوش پہ تیر و کمان کاندھے پر گرز اب علیؑ نے کہا ایک ہتھیار دھوکہ دے تو دوسرا اٹھا لے میں تجھے ہتھیار اُٹھانے کا موقع دیتا ہوں تاکہ ہتھیار شکوہ نہ کرے کہ مجھے استعمال نہ کیا اُس نے دوش سے کمان اُتاری ترکش سے تیر کھینچا، چلّے میں تیر جوڑا تیر چلا ذوالفقار نے تیر کو کاٹا ترکش میں جتنے تیر تھے پے در پے چلے ہر تیر ذوالفقار کی دھار سے کٹا تیروں کے پرکالے کٹ کٹ کے گرے علیؑ نے کہا اب دوسرا ہتھیار اٹھا لے سناں اٹھائی بھالا اٹھایا لیکن ہر ہتھیار کا جواب علیؑ نے ذوالفقار سے دیا آخر میں گرز اٹھایا اور گُرز کئی من کا ہوتا ہے ذوالفقار نے گرز کا سر بھی پھاڑ دیا اب خالی ہاتھ ہو گیا کوئی ہتھیار نہیں ہے کہا کہ تو وار کر چکا اب ایک وار میرا یہ یاد رکھیئے گا زرہ بکتر اور دوہری زرہ ہر کڑی لوہے

کی چار آئینہ، لوہے کا تپّر سینے پہ، دستانے لوہے کے، جوشن لوہے کے سر پہ خود لوہے کا لیکن اُس خود پر ایک مضبوط پتھر کا چکر خود پہ جڑا ہوا تا کہ تلوار چلے تو پتھر پہ پڑنے سے کند ہو جائے علیؑ تین طرح کے وار کرتے تھے تین ہی وار کرتے تھے اور تین وار میں تاریخ بدل دیتے تھے ایک وار علیؑ کا طول میں ہوتا تھا ایک عرض میں اور ایک سیفی کا وارا سے ہندی میں جنیو کا وار کہتے ہیں لیکن ہر حال میں چاہے طول میں آدھا کریں عرض میں آدھا کریں یا ترچھا آدھا کریں اگر ترازو میں دونوں حصے رکھے جائیں تو ہمیشہ برابر ہوتے تھے، صفّین میں مالکِ اشتر نے کشتوں کے پشتے دیکھے کہا یہ فیصلہ کیسے ہو مالک نے زیادہ قتل کئے ہیں یا علیؑ نے عمار یاسر نے کہا تولتے جاؤ پتہ لگ جائے گا مالک تمہارے ٹکڑے اُن کے کُشتے برابر نہیں ہوں گے علیؑ برابر ٹکڑے کرتے ہیں تول کے دیکھو قیس بن مرّہ بادشاہ تھا تخت پہ بیٹھا تھا پوچھا ہمارے بزرگوں کو کس نے قتل کیا کہا علیؑ نے کہا کہاں ہیں کہا اب تو وہ نہیں ہیں ان کا روضہ ہے نجف میں کہا انتقام ہم لیں گے سات پشت پہلے کی بات اب انتقام لے گا قیس بن مُرّہ داخل ہوا نجف میں آواز دی کہ میں آیا ہوں اپنے باپ دادا کا بدلہ لینے کے لیئے ضریح کے قریب آ کر بے ادبی کی صدر دروازے کے سامنے ضریح کے پاس نیچے دو سوراخ ہیں انگلیوں کے برابر جو اس واقعے کے بعد باقی رہ گئے ہیں، صدر دروازے کے سامنے ہیں قیس بن مُرّہ اُسی جگہ رُکا ضریح سے دو انگلیاں برآمد ہوئیں اور وہ ذوالفقار کی طرح بجلی کی طرح اُس کے جسم پر سے گزر گئیں خدام جب اُس کی لاش کو باہر لائے تو خون کا فوارہ نکلا اس لیئے خون باہر آ کر نکلا کہ علیؑ کی قبر پر نجس خون نہیں گر سکتا تھا لوگوں نے کہا مرا کیسے یہاں پر تو کسی نے اُس پر وار نہیں کیا ایک خدام آگے بڑھا کہا ترازو لاؤ اگر اس

کے جسم کے دونوں ٹکڑے برابر ہیں تو علیؑ نے اسے اپنے ہاتھ سے مارا اب جو تولا گیا تو جسم کے دونوں حصے برابر تھے، آج بھی ذوالفقار چلی تو علیؑ نے نہ سیفی کا وار کیا نہ عرض کا وار کیا چونکہ پتھر سر پہ رکھا تھا تو بتایا کہ ذوالفقار کبھی کند نہیں ہوتی سر سے وار کیا آواز آئی جیسے بجلی کڑکی لوہا جنّت کا زمین کے پتھر سے ٹکرایا ذوالفقار نے پتھر کو کاٹا لوہے کے خود کو کاٹا سر کو کاٹا گردن کو کاٹا سینے کو کاٹا جس پر سوار تھا وہ دو ٹکڑے ہوا ابھی ذوالفقار زمین تک آیا چاہتی تھی کہ حکم الٰہی ہوا اے جبریل میرا شیر غیظ میں ہے یہ وار علیؑ کا نہیں تھا یہ وار میرا تھا جاؤ سنبھالو حکم الٰہی تھا پروں کو بچھا دیا یہ پروں کا بچھنا یہ ذوالفقار کا زمین تک آنا شاعروں نے کمال دکھا دیئے:-

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے ۔۔۔ رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے

رستم کا بدن زیرِ کفن کانپ رہا ہے ۔۔۔ ہر قصرِ سلاطینِ زمن کانپ رہا ہے

شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؑ کے پسر کو

جبریل لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو

جبریل نے وہاں پر بچھا دیا تھا اس لیئے کہ حکم الٰہی تھا لیکن علیؑ کا شیر عباسؑ لڑ رہا ہے پر سمیٹ لیئے وہ اللہ کا شیر یہ شیر خدا کا شیر توجہ ہے نا آپ کی کہاں سے چلی ذوالفقار خود کو کاٹا دو حصے کیا مرحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ مجھے شیر نے پھاڑ دیا ہے، خیبر میں مرحب کے خواب کی تعبیر علیؑ کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئی، چار سو نام ہیں عربی میں شیر کے یہاں کہا میں حیدر ہوں میں قسورہ ہوں، اپنے کچھار میں بیٹھے بیٹھے جب شیر یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں گھر سے باہر نکلوں اور شکار کروں تو اُس ارادے کے وقت شیر کو لیث کہتے ہیں۔

اور جب اپنے گھر سے باہر نکل رہا ہوتا ہے تو عابس کہتے ہیں جب نیت

کرتا ہے کہ شکار پہ نظر ڈالے تو ضیغم کہتے ہیں، جب پہلی نظر شکار پہ ڈالتا ہے تو غضنفر کہتے ہیں، جب چاہتا ہے کہ شکار پہ جست لگائے تو عباس کہتے ہیں، جب شکار کو اپنے پنجے میں جکڑ لیتا ہے تو صفدر کہتے ہیں جب شکار کو دو ٹکڑے کر دیتا ہے تو حیدرؑ کہتے ہیں، لغتِ عرب پر علیؑ کی ماں کی حکومت ہے زبان پر اتنی کمانڈ (Command) تھی کہ جب ہی تو اللہ نے نبوت سے کہا زبان سیکھنی ہے تو علیؑ کی ماں سے سیکھو جب قرآن اُتاریں ارے علیؑ کی ماں نے نبوت کو زبان عطا کی حلیمہ نے نہیں سکھایا بلکہ فاطمہ بنت اسدؑ کی فصیح زبان محمدؐ بولتے تھے یہ ہیں شیر کے نام، اس کی صفات، اُس کی شرافتیں پانی پیئے گا لیکن اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اس گھاٹ سے کتے نے پانی پیا ہے تو نہیں پیئے گا اس لیے کہ نجاست سے دور بھاگتا ہے حد یہ ہے اگر نجس عورت قریب سے گزر جائے تو قوت سلب ہو جاتی ہے یہ اُدھر سے نہیں گزرے گا یہ صفت یا گھوڑے میں ہے یا شیر میں بہت سے لوگوں نے فتوے دے دیئے ہیں تنظیم المکاتب انڈیا نے فتوے دیئے ہیں کہ اگر آپ نجس بھی ہیں تو آپ ذوالجناح کو چوم سکتی ہیں وہ قریب ہی نہیں آنے دے گا یہ صفت شیر میں ہے یا گھوڑے میں دونوں طاہر جانور ہیں کل گھوڑے پہ تقریر کروں گا آج شیر پہ ایک جست میں شیر تیس فٹ کی چھلانگ لگاتا ہے رفتار دیکھنے والی، بیٹھنے کا انداز جب پنجوں کو ٹیک کر ترائی میں بیٹھتا ہے تو شاہانہ انداز ہوتا ہے، شیر کی تین آوازیں ہیں، ہونکنا، گونجنا اور ڈکارنا، ہونکتا ہے پیار میں اپنے گھر کے ساتھ، گونجتا ہے شیرنی اور بچوں کے ساتھ لیکن ڈکارتا ہے جب اپنے گھر سے باہر آتا ہے انیسؔ نے مصرع دیا کہ جب ترائی پہ لشکرِ یزید آ گیا عباسؑ نے تلوار کھینچی تو مصرع دیا۔

نکلا ڈکارتا ہوا ضیغم کچھار سے

اگر شیر کے اطوار پڑھنا ہیں تو میر انیسؔ کے مرثیے پڑھیں ایک ایک صفت میر انیسؔ نے شیر کی نظم کی ہے ہندوستان کا شیر قومی جانور ہے ہندوستان نے چالیس کروڑ روپے مقرر کیئے ہیں شیروں کی حفاظت کے لیئے پہلے شیر پچاس ہزار تھے اب کُل بیس ہزار بچے ہیں قدیم زمانے سے ابوالہول احرامِ مصر شیر کی شکل پر ہیں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ شیر کے مجسمے رکھتے تھے اشوک کی لاٹ پر چار شیروں کے منہ ہیں انجیل میں توریت میں شیروں کی عظمت موجود ہے ہارون عباسی کے دربار میں بھی پیچھے جو قالین لگا تھا اُس پہ بھی شیر کی تصویر تھی مامون عباسی کے قصر کے دروازے پر دو مجسمے شیر کے تھے ایک فاسق نے امام رضاؑ سے ولی عہدی کے موقعے پہ کہا ہم آپ پر جب ایمان لائیں گے جب یہ دونوں شیر مجسم ہو جائیں جیسے ہی اُس نے کہا آپ نے فوراً دونوں کو مخاطب کیا کہ تم دونوں اس فاسق و فاجر کو یوں ختم کرو کہ کچھ باقی نہ رہے دونوں شیر مجسم ہوئے آگے بڑھے اور اُسے کھا گئے کھا کے واپس آئے مامون بے ہوش ہو چکا تھا آتے ہی دونوں شیروں نے کہا حکم دیجیے تو مامون کو بھی کھا جائیں آپ نے کہا نہیں آج کی حد تک اتنا ہی کام، مجسمے کو شیر بنانا پھر عقل میں آتا ہے کہ جسم ہے مادہ ہے لیکن تصویر میں جان ڈالنا مشکل ہے حالانکہ قید میں تھے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ، جادو گر ہندوستان سے آیا تھا بادشاہوں کو روحانیت سے نہیں جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے بڑی دلچسپی تھی اسے اس لیئے بلوایا تھا کہ پہلی بار اس زمانے میں تاش کے پتے نکلے تھے اور تاش کے پتوں کا جادو اسے آتا تھا تو ہارون اُس سے سیکھتا تھا اور اُس جادو میں اُس نے ایسے ایسے اثر پیدا کر دیئے خوب کرتب ہارون کو دکھاتا تھا، ہارون نے کہا کوئی ایسا کرتب دکھا کہ ہم اس قیدی کو معاذ اللہ رسوا کر سکیں اُس

نے کہا بلا لے دستر خوان پر اور باریک روٹیاں پکوا لے اب کھانے پر وہ جادوگر بھی ہارون بھی اور امام بھی اور ایک غلام بھی دستر خوان پر ابھی کھانا شروع نہیں ہوا تھا کہ غلام نے روٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا جادوگر نے اپنے جادو سے روٹی اس کے ہاتھ سے اُڑا دی اُس نے دوسری اٹھائی وہ بھی اُڑ گئی امام دیکھ رہے ہیں اب وہ ذاکرین جو فن خطابت سے واقف نہیں ہوتے تو وہ پڑھ دیتے ہیں کہ امام نے روٹی اٹھانے کے لیئے ہاتھ بڑھایا کس کی مجال جو امام کے ہاتھ سے روٹی اڑا دے امام کہتے ہی اُسے ہیں جو اپنے غلام کی توہین دیکھ کر جلال میں آجائے معجزہ احتیاط سے لکھنا اور بیان کرنا چاہیئے امام نے دیکھا اب اُس کا جادو بڑھتا جا رہا ہے ہارون فخر کے ساتھ امام کو دیکھ رہا ہے ایک بار امام نے دیکھا کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا ہے تو جو ہارون کے تخت کے پیچھے دیوار کے ساتھ ایک قالین تھا اُس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی ایک بار آواز دی اے مخلوقِ خدا یہ تیرا شکار ہے اب وہ تصویر نہ تھی بلکہ ایک دھاڑتا شیر قالین سے کودا تخت کے سامنے اپنے انداز اور شجاعت کے ساتھ آگے بڑھا اور دوڑ کر شکار پنجے میں لیا چند لمحے میں نگل گیا اب ڈکار بھی نہ لی اور ٹہلنے لگا امام اُٹھے اشارہ کیا کہا اپنی حالت میں واپس جا اب شیر نہ تھا پھر تصویر تھی ہارون بے ہوش ہو چکا تھا جب ہوش میں آیا کہا میں نے اس جادوگر کو باہر سے بلایا تھا اس شیر سے کہیئے جادوگر کو واپس کر دے اب تصویر کی طرف نہیں دیکھ رہا، اُس کے بعد عباسی بادشاہوں نے شیر کی تصویر نہیں لگائی، شیر سے کہیئے میرے مصاحب کو واپس کر دے آپ نے فرمایا ہارون تو نے قرآن پڑھا ہے کہا ہاں پڑھا ہے کہا فرعون کے دربار میں جادوگروں نے جب رسی کے ٹکڑوں کو سانپ بنایا اور عصائے موسیٰ اژدھا بنا تو اژدھا سارے سانپوں کو کھا گیا اگر

موسیٰ کے عصا نے واپس کیا ہوتا تو میں بھی واپس دلا دیتا۔ غور نہیں کیا آپ نے وہ بھی موسیٰ یہ بھی موسیٰ جہاں جادوگری کا زور ہوتا ہے وہاں اللہ موسیٰ کو بھیجتا ہے اس لیئے بارہ اماموں میں ایک موسیٰ بھی ہیں بھئی توجہ کیجئے میں کچھ بتانا چاہ رہا ہوں۔ اِن کا نام بھی موسیٰ اُن کا نام بھی موسیٰ لیکن وہ صرف موسیٰ یہ موسیٰ کاظمؑ اس لیئے کہ لاکھ موقعے آئے جہاں موسیٰ بن جائیں اور کاظم کے معنی ہیں ضبط کرنے والا اللہ نے کہا وہ موسیٰ جلال میں آجاتا تھا مگر یہ موسیٰ کبھی کبھی جلال میں آتا ہے جب اشارے سے تصویر شیر بن جائے تو یہ خود کتنا بڑا شیر ہوگا کسی نے آ کے امام موسیٰ کاظمؑ سے کہا ہمارا پڑوسی علیؑ کو گالیاں دیتا ہے کیا ماردیں امام نے کہا نہیں سزا ہم دیں گے اس کی زمین تھی اور ابھی اُس نے فصل بوئی تھی اور ابھی پودے نکلے تھے لاکھوں کی فصل ایک بار گھوڑے پر بیٹھے اور اُس کی فصل میں گھوڑا دوڑانا شروع کیا وہ چلاّ رہا ہے مولا یہ کیا کر رہے ہیں میری فصل تباہ ہوجائے گی کہا نہیں پہلے یہ بتا میرے جد علیؑ کو گالیاں دے گا کہا میری توبہ میں اب گالیاں نہیں دوں گا میری فصل تباہ ہورہی ہے گھوڑوں کے سموں سے پورا کھیت روند کے رکھ دیا سوا شیر کے یہ کام کون کرسکتا ہے علیؑ کو برا کہنے والے کو سزا وہاں سے مل جاتی ہے دشمنِ علیؑ نے کہا میں ایمان لایا اب میں زندگی میں کبھی مولا علیؑ کو برا نہیں کہوں گا کہا اگر وعدہ کرتا ہے تو سن لے ایسی فصل ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی اور سن جہاں جہاں میرے گھوڑے کے سم پڑے ہیں اگر ایک دانہ نکلنے والا تھا تو ہاں ہزار دانے نکلیں گے اس لیئے کہ میرے جانور کے پیروں میں برکت ہی برکت ہے، یہ برکت ہی تو ہے کہ کربلا میں جہاں جہاں حسینؑ کا گھوڑا دوڑا شہر آباد ہوگیا صحرا تھا، یا علیؑ شیر یا عباسؑ شیر اور بڑا ناز تھا حسینؑ کو یہ میرا شیر ہے نام خود عباسؑ رکھا تھا

حسینؑ عباسؑ کو شیر کہتے تھے اور اس نام کا ہی اثر تھا کہ اُٹھتے بیٹھتے جناب زینبؑ کہتیں ارے کسی کے ایک دو بھائی ہوتے ہیں میں بہت خوش نصیب ہوں میرے اٹھارہ بھائی ہیں اور پھر عباسؑ جیسا بھائی اور جب عباسؑ شہادت کے لئے جانے لگے تو کہا فضہؑ عباسؑ سے کہہ دو کہ چند جملے زینبؑ کے سن لو تو پھر جانا آ کے شہزادیؑ کے سامنے بیٹھ گئے کہا عباسؑ سنو! بابا نے کئی بار مجھ سے یہ بات کہی زینبؑ تیرے بازوؤں میں رسی بندھے گی تو میں اکثر سوچتی تھی کہ جس بہن کے اٹھارہ بھائی ہوں کس کی مجال کہ بازو میں رسی باندھے خیر سے جب تم جوان ہوئے اور تم ہتھیار سجا کر باہر نکلتے تھے تو میں سوچتی تھی جس کا عباسؑ جیسا شیر بھائی ہو پھر کس کی مجال ہے عباسؑ تم جا رہے ہو اب زینبؑ کو یقین ہو گیا کہ اب ضرور رسی بندھے گی آٹھویں مجلس ہو گئی چہلم قریب آ گیا کل شبِ چہلم ہے دست بستہ میں کہوں گا بی بی زینبؑ آپ تو خاتونِ ہیں نبیؐ کی نواسی ہیں آپ عالمۂ غیر معلّمہ ہیں بی بی آپ کو کسی نے نہیں سکھایا لیکن اللہ کی طرف سے آپ کو علم عطا ہوا یہ آپ کہہ رہی ہیں نہ عباسؑ تم جا رہے ہو اب زینبؑ کو یقین ہے کہ اُس کے بازوؤں میں رسی بندھے گی لیکن بی بی وہ بچی تو چھوٹی ہے جس کا نام سکینہؑ ہے وہ ہر وقت یہی جانتی ہے کہ میرا چچا موجود ہے مجھے پانی ملے گا اس لیے کہ میرا چچا عباسؑ ہے اُس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ بچوں کے طمانچے پڑتے ہیں سکینہؑ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بچوں کا گلا بھی باندھا جاتا ہے ارے یہ سکینہؑ عباسؑ کی بھتیجی جس کا گلا بندھ جائے یہ جملہ کہنا چاہتا تھا کیا رونے کے لیئے یہ جملہ کافی نہیں ہے ارے یہ بچی عباسؑ سے بہت پیار کرتی تھی ارے کربلا میں یہی کہتی تھی چچا کیا ہم پیاسے مر جائیں گے میری جان سکینہؑ پیاسی ہو جب راستے میں یہی بچی چچا کو بلاتی تو تیز گھوڑا دوڑاتے عباسؑ سکینہؑ کے

پاسؑ آتے ارے وہی سکینہؑ کوفے کا بازار اونٹ پہ سوار تھی چچا چچا پکار رہی تھی آج گریہ کا دن ہے میں شہادت پڑھوں گا نویں مجلس میں قید خانے سے قیدیوں کا آزاد ہونا چہلم کو قبرِ حسینؑ پہ پہنچنا لیکن اٹھارہ سفر کو میں بی بی سکینہؑ کی شہادت پڑھتا ہوں میں خود رونا چاہتا ہوں آپ کا دل چاہے تو میرے ساتھ ایک بیوہ ماں اُمّ ربابؑ کو اُس کی چھوٹی سی بچی کا پرسہ دے دیں اور یاد رکھئے یہ پرسہ اس لیئے ضروری ہے کہ ایک بچہ مر چکا اب ربابؑ کا سہارا صرف سکینہؑ ہے وارث مارا گیا بیٹا مارا گیا ماں کی گود خالی ہے اب ربابؑ کا کوئی سہارا نہیں ہے کتنی مظلوم ماں ہے اللہ یہ اُمّ ربابؑ چار سال کی بچی سکینہؑ آپ کو معلوم ہے حسینؑ نے سکینہؑ نام کیوں رکھا تھا خود سکینہؑ کو حسینؑ نے بتایا کہ بی بی جب بھی ہم نمازِ شب پڑھتے تو پڑھنے کے بعد ایک دعا مانگتے کہ پروردگار ایک بیٹی ایسی دے دے کہ جس کو میں بے انتہا چاہوں وہ میرے لیئے وجہ سکون بن جائے سکینہؑ کے معنی سکون اے سکینہؑ یہ میری دعاؤں کا اثر تھا تم پیدا ہوئیں۔ میں نے تمہارا نام سکینہؑ رکھا میں نے تاریخ میں کوئی باپ نہیں دیکھا جس نے اپنی بیٹی کے لیئے شعر کہے ہوں دو شعر کہے جب تک سکینہؑ اور ربابؑ میرے پاس ہوتی ہیں مجھے سکون ملتا ہے لیکن جب ربابؑ سکینہؑ کو لے کر اپنے گھر یعنی بچی کے ننھیال چلی جاتی ہیں تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں مجھے گھر میں چین نہیں آتا لیکن سکینہؑ پوری دعا یہ مانگی تھی کہ اے پروردگار اگر اُسی بچی کے ذریعے تو میرا امتحان لینا چاہے تو اُس بچی کے ذریعے تیری بارگاہ میں صبر کا امتحان دوں گا سکینہؑ اگر آج تم نے روک لیا تو تمہارے بابا کا امتحان نامکمل رہ جائے گا سکینہؑ کیا چاہتی ہو کہ میں اللہ کے امتحان میں کامیاب ہو جاؤں بابا میں نہیں روکتی لیکن صبح سے دیکھ رہی ہوں جو بھی گیا وہ واپس نہیں آیا اور بابا جو بھی گیا

وہ یہ کہہ کے گیا ہم سکینہؑ تمہارے لیئے پانی لائیں گے نہ پانی آتا ہے نہ جانے والا آتا ہے بابا کیا آپ بھی نہیں آئیں گے؟ بابا اگر آپ بھی نہیں آئے تو آپ کو تو معلوم ہے جب رات ہوتی ہے اور مجھے نیند آتی ہے تو میں آپ کے سینے پر سو جاتی ہوں تو بابا اتنی تو اجازت دیجئے کہ اگر آپ نہ آئے تو رات کو جنگل میں مَیں آپ کو ڈھونڈتی ہوئی آجاؤں اور جب رات آئی چونکہ کہا تھا پکارتی چلی بابا سکینہؑ پکار رہی ہے اور جب نشیب کے قریب پہنچی ہاں جب جنابِ زینبؑ نے سوتی سکینہؑ کو اٹھایا ہے تو پوچھا تھا بیٹا تم نے بابا کی لاش کو کس طرح پہچانا بابا کے سر تو نہیں ہے کہا پھوپھی اماں جب خیموں میں آگ لگی میں بابا بابا پکار رہی تھی تو اس نشیب سے اس کٹی گردن سے آواز آئی سکینہؑ "الیّ الیّ یا بنیّ" ارے میری لعل تیرا بابا سر کٹائے یہاں پڑا ہے کیا کوئی ایسا سنگدل بھی ہے جواب بھی نہیں روئے گا، کوئی باپ صاحبِ اولاد جسے رونا نہیں آ رہا کوئی ایسا بیٹا بھی ہے جو اپنے باپ سے محبت نہیں کرتا، یہ تو روز کے مسئلے ہیں۔ سکینہؑ چلو جنگل میں نہیں سوتے پھوپھی اماں پھر بابا جنگل میں کیوں سو رہے ہیں جدائی تھی بابا سے جدائی تھی لیکن ہائے قیامت تھی کس طرح سکینہؑ کو لے گئے ارے اس ننھی سی بچی نے کیا کیا مصیبتیں اُٹھائیں پانی کہہ دیتیں تو شمر کی گھڑکیاں ارے کھانا تو کبھی مانگا ہی نہیں بڑوں نے راستہ کیسے کاٹا مگر اللہ رے بچے کوفے سے شام تک سکینہؑ نے راستہ کیسے کاٹا اور پھر دربار یزید اور سکینہؑ کا امتحان یزید کہتا ہے ہم نے یہ سنا ہے سکینہؑ تمہارا بابا تمہیں بہت چاہتا تھا کہا تو نے صحیح سنا ہے تو کہا ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہارا باپ تم سے کتنی محبت کرتا تھا طشت سے سرِ حسینؑ کو آواز دو بابا حسینؑ یہ یزید میری محبت کا امتحان لے رہا ہے ارے پھٹا ہوا دامن پھیلا کے کہا بابا آؤ سرِ حسینؑ طشت سے اٹھا ارے

میری بچی سکینہؑ آرہا ہے تیرا بابا رخسار پہ رخسار رکھ کے کہا بابا آپ نے میرا گلا زخمی دیکھا بابا پانی راستے میں نہیں ملا چچا عباسؑ کہہ کے گئے تھے واپس نہیں آئے بابا اور پھر اندھیرا قید خانہ میرا ایک جملہ ہے بڑا قیمتی ہے یہ اس کی قدر کرنا اس اسیری میں جن عورتوں کے سارے وارث مار ڈالے گئے ہوں اُن بیبیوں کا سہارا کیا تھا ایک جوان تھا وہ قیدی تھا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں کمر میں لنگر تمام قیدیوں کا اسیروں کا بس فقط ایک سہارا سکینہؑ کی معصوم باتیں ربابؑ کا سہارا سکینہؑ زینبؑ کا سہارا سکینہؑ اُمّ کلثومؑ کا سہارا سکینہؑ اُمّ لیلیٰؑ کا سہارا سکینہؑ سب کے بچے مارے گئے لیکن ہر بی بی کا سہارا سکینہؑ، ہر بی بی سکینہؑ کو دیکھے تو ڈھارس آجائے اگر یہ نعمت بھی چلی جائے تو قیامت ہے نا سہارا کیوں سہارا اس لیئے کہ بچی کو بہلانے میں دن گزر جاتا اور رات گزر جاتی سب اپنا غم بھلا کے سکینہؑ کو بہلانے میں لگ جاتے جب رات آتی تو اک اک بی بی سکینہؑ کو سلاتی کبھی ربابؑ تھپکتیں کبھی زینبؑ تھپکتیں سکینہؑ روتے روتے تھک کر سو جاتیں دن بھر سکینہؑ قید خانے کی سلاخوں کو پکڑے کھڑی رہتیں دن بھر کھڑے کھڑے تھک جاتیں اور قید خانے کے دروازے پہ کیوں کھڑی رہتیں اس لیئے کہ شام کی سب عورتیں صبح ہوتے ہی کام کاج چھوڑ دیتیں جب تک اسیر زنداں میں رہے شام کے کسی گھر میں روٹی نہیں پکی تمام عورتیں اپنے بچوں کو گودیوں میں لے کر قید خانے کے دروازے پر آجاتیں آواز دے کر کہتیں حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ ہم آگئے آؤ ہم سے باتیں کرو ہمیں سناؤ کربلا کا واقعہ کیسے ہوا سکینہؑ دروازے پر آتیں اپنی ننھی ننھی زبان سے مدینے سے کربلا تک کربلا سے شام تک پورا واقعہ سناتیں اور پھر کہتیں شام کی عورتو! کیا پوچھتی ہو جیسا چچا ہمارا تھا جیسا بھائی علی اکبرؑ ہمارا تھا اے شام کی عورتو! اب کوئی نہ

رہا شام ہو جاتی عورتیں واپس چلی جاتیں یہ کہہ کر ہم صبح پھر آئیں گے پھر بیبیاں بلاتیں آؤ سکینہؑ تھک گئی ہو نا میرے زانوؤں پر سو جاؤ بار بار کہنا پھوپھی اماں ہم نے ابھی دیکھا تھا یہ سارے پرندے جا رہے تھے اپنے اپنے گھروں کی طرف ہم کب مدینے جائیں گے پھوپھی اماں ہمارا گھر کب آئے گا جزاک اللہ خوب رو رہے ہیں آپ آنسوؤں کی برسات میں دیکھ رہا ہوں، صدائیں بلند ہیں، پرسہ دینے کو آپ تیار ہیں تقریر کے آخری جملے زینبؑ یہ سمجھیں کہ ہم نے سکینہؑ کو سلا دیا ہمیشہ یہ کرتیں ایک طرف ربابؑ لیٹ جاتیں اور ایک طرف زینبؑ بیچ میں بچی کو لٹالتیں زینبؑ یہ سمجھیں کہ بچی سو گئی اندھیرے زندان میں اک بار زینبؑ کی پیشانی پر اک ننھا سا ہاتھ آیا کہا سکینہؑ کیا تلاش کر رہی ہو کہا پھوپھی اماں ابھی ابھی بابا یہاں کھڑے تھے کہہ رہے تھے سکینہؑ ہم تمہیں لینے آئے ہیں اک بار بچی نے رونا شروع کیا بابا کہاں ہیں بابا کہاں ہیں بچی جب روئی تو قیدی بھی روئے اتنا گریہ ہوا کہ یزید سوتے سے اُٹھ گیا کہا اب کیا سانحہ ہوا ہے آج قیدی بہت رو رہے ہیں طاہر دمشقی روایت کرتا ہے کہ میں دوڑ کے گیا اور پھر واپس آیا میں نے کہا امیر بچی بہت رو رہی ہے اور اپنے باپ کا سر مانگ رہی ہے امیر اُس پر رحم کر سر بھجوا دے شاید بچی بہل جائے صندوق سے سر نکالا گیا زندان کا دروازہ کھلا روشنی پھیلی سر کو جو دیکھا کہا پھوپھی اماں بابا آ گئے اب سکینہؑ دو زانو بیٹھ گئی سر کو گود میں رکھا کہا بابا آ گئے بابا کے منھ پر اپنا منھ رکھا اب شکوہ شروع ہوا بابا بہت پیاسی ہوں چچا نہیں آتے بہت بلاتی ہوں، بھیا علی اکبرؑ نہیں آتے بہت بلاتی ہوں، بابا آپ نے بھی تو قید خانے میں خبر نہیں لی بابا اب آپ آ گئے اب سکینہؑ کو لے چلئے یہ کہہ کے حسینؑ کے منھ پر اپنا منھ رکھا خاموشی چھا گئی سناٹا ہو گیا ایک بار زینبؑ نے شانہ

ہلایا کہا سکینہؑ لاؤ سر واپس کرو، دربان مانگ رہا ہے، جواب نہ آیا، ایک چیخ نکلی کہا بھابھی ربابؑ "اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہِ راجعون" بہت روئے آپ بہت ماتم کیا آپ نے اِسی طرح مجلس میں روتے ہیں جزاک اللہ تم سلامت رہو بس دو جملے صرف دو جملے سن لو ہمت تو نہیں مگر پڑھ رہا ہوں صبح ہوئی تو شام کی عورتیں قید خانے کے دروازے پر آئیں کہا سکینہؑ آؤ سکینہؑ آؤ ارے کوئی جواب نہ ملا ایک قیدی زنجیریں سنبھالے آیا اور کہا جو کربلا کی کہانی سناتی تھی وہ بچی مرگئی ارے دیکھو اُس کا لاشہ میرے ہاتھوں پر ہے اس کی قبر بنانے والا کفن دینے والا کوئی نہیں...... ہائے سکینہؑ ہائے سکینہؑ، ہائے سکینہؑ.........

نویں مجلس

قرآن اور گھوڑا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی نویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ "انسان اور حیوان" کے موضوع پر آج شبِ چہلم ہے اور مجلس کے بعد علَم اور ذوالجناح کی زیارت برآمد ہوگی اور مجلس اور زیارت کے بعد یہاں نذر کا انتظام ہے آپ حضرات نذر میں شریک ہو کر جایئے کل بروزِ چہلم آخری مجلس اس عشرے کی ہوگی اپنے وقت کے ساتھ اور بعدِ مجلس امام مظلوم کا تابوت برآمد ہوگا کل ہی شام کو مجلس چہلم امامِ مظلوم آلِ عبا میں شام کو پانچ بجے منعقد ہوگی اُس میں بھی آپ حضرات شرکت فرمایئے۔ (صلوٰۃ)

انسان کہ جسے بنا کر اللہ پچھتایا نہیں اور اسے کوئی افسوس نہیں ہوا اس بات پر کہ ہماری مخلوق ہم سے ہی سرکش ہوگئی اور اکثریت نہ اللہ کو مانتی ہے نہ اللہ کی اطاعت کرتی ہے۔ تمام انسانوں نے اپنی اپنی قومیت اور حیثیت کے مطابق اپنے اللہ خود بنا لیئے اور اس کی وجہ تھی کہ انسان رحمتِ معبود کو سمجھ نہ سکا آسمان سے وہ دولت برسانا نہیں چاہتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ انسان کائنات کی ہر شے کو پہچانے اس پہ مشاہدہ کرے اور اللہ نے کہا کہ ہم نے ہر چیز تمہارے لیئے بنائی اور تسخیر

کردی یہ نہیں ہوگا کہ تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو اور تمہارے لیئے دولت آئے، کھانا آئے، پانی آئے اور تم آرام کی زندگی گزارو لیکن انسان چونکہ فطرتی طور پر جلد باز بھی تھا بزدل بھی تھا بخیل بھی تھا کاہل بھی تھا اس لیئے اس نے اپنی عقل کو اس لیئے استعمال نہ کیا کہ وہ بخیل تھا وہ دنیا کی باطل طاقتوں سے ٹکرا اس لیئے نہ سکا کہ بزدل تھا کارنامے اس لیئے نہ کر سکا کہ کاہل تھا کام اس لیئے اپنے بگاڑے کہ جلد باز تھا اور کام بگڑتے چلے گئے پھر اس کو اپنے معبود کی تلاش ہوئی تو اس نے کہا وہ تو ملتا نہیں اس لیئے خود ہی بنا لو جو دولت دے وہ ہمارا معبود جو ہمارے لیئے لڑے اور طاقت دِکھائے وہ ہمارا معبود جو خزانے لٹائے وہ ہمارا معبود تو انسانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہوشیار چالاک مکار انسانوں نے انسانوں کے دماغوں پر قبضہ کر لیا اور نمرود نے کہا یہ تو احمق ہیں آسان ہے ان کیلیئے خدا بننا شکار ہو گئے کم عقل لوگ عیّاروں کی عقل کے آگے انکا زور نہ چلا آخرا طاعت کی آخر غلام ہوئے لیکن پھر انسان کے ہی غلام رہے اپنے سے بڑی طاقت کو ماننے کیلیئے تیار نہ ہوئے پھر فرعون خدا بن بیٹھا، پھر شدّاد خدا بن بیٹھا دولت جس کے پاس تھی اس سے متاثر ہوئے قارون کے پاس سب سے زیادہ سونا تھا تو اسی سے متاثر ہو گئے ہامان سے متاثر ہو گئے جس نے بھی جادو کے شعبدے دِکھائے اس کے آگے اپنا سر جھکا دیا معبود کا سجدہ نہ کیا نمرود کا سجدہ کرنے لگے، فرعون کا سجدہ کرنے لگے شدّاد نے جنّت کی بات کی تو یہی سمجھے کہ جنّت شدّاد بانٹے گا یہ سب شیطان کا کھیل تھا اس نے دماغوں پر قبضہ کیا دماغوں میں گھونسلے لگائے اور اُس میں انڈے دیئے جب اس گھونسلے میں سے الّو کے بچے نکلے تو عقل کا نام و نشان نہ تھا الّو تو تھے ہی گدھے بھی نظر آنے لگے اور

حیوانوں نے کہا یہ ہے انسان جو ہم سے بدتر نظر آرہے ہیں جنگل کے جانوروں نے ایکا کرلیا انھوں نے کہا یہ تو ساتھ نہیں رہتا یہ سب ایک دوسرے کے دشمن ہیں انسان لیکن پرندوں نے مظاہرہ کیا کہ اگر دس چڑیاں اُڑ کے دوسرے درخت پہ جائیں گی تو پورا غول جائے گا اور کئی کئی ہزار چڑیاں ایک ساتھ رہتی ہیں ایک ساتھ بولتی ہیں ایک ساتھ اُڑتی ہیں ایک ساتھ رہتی ہیں ایک ساتھ چگتی ہیں جنگل کے تمام جانور ہرن حد یہ ہے کہ گدھے بھی جنگل کے گدھے بھی غول کے غول ساتھ رہتے ہیں شیر ساتھ رہتے ہیں ریچھ ساتھ رہتے ہیں، بندر کی قوم ساتھ رہتی ہے اپنے جھگڑے خود ہی نمٹا لیتے ہیں ایک دوسرے کو کھاتے نہیں دوسرے کو مارتے نہیں خوش رہتے ہیں جنگل میں اور صحراؤں میں جو غذا اللہ نے دی ہے اُس پر شکر کرتے ہیں اُس کے علاوہ کچھ مانگتے نہیں اور کی ہوس نہیں کرتے ڈاکا ڈالتے نہیں چوری کرتے نہیں انھیں معلوم ہے پوری زمین معبود نے ہمارے لیئے بنائی ہے جہاں گھاس ہے جہاں باغ ہیں زمین میں وسعت ہے جب ایک چراگاہ ختم ہوتی ہے تو زمین منتقل کرتے ہیں دوسرے ملک چلے جاتے ہیں اتنی حس ہے ان کے پاس کہ جس ملک میں رہتے ہیں اگر وہاں زیادہ سردی پڑنے لگے تو سردی کے زمانے میں جگہ بدل لیتے ہیں اور پاس کے ملکوں میں غول کے غول چلے جاتے ہیں روس کے پرندے جب سردی سے گھبراتے ہیں تو ایران میں آجاتے ہیں اور امامؑ رضا کے روضے کے صحن میں گویا یہ ان کی زیارت ہے اور شریف پرندے اگر کوئی ہاتھ سے پکڑنا چاہے تو پکڑ لے ڈرتے نہیں انسان سے اس لیئے نہیں ڈرتے کہ ضامن کے ہاں آئے ہیں کبوتروں نے گھر بنائے تو اب تک کعبے کو گھر بنایا ہوا ہے مدینے کو گھر بنایا ہوا ہے کربلا اور روضۂ عباسؑ پر طواف کرتے

ہیں لیکن اتنا ادب اتنا احترام، اتنی تعظیم کہ کیا مجال کہ روضۂ حسینؑ اور روضۂ عباسؑ کو کراس کر کے اڑ جائیں کیا مجال کہ ضریح پر سے اڑ جائیں بلکہ گنبد کا طواف کرتے ہیں کئی کئی سو پرندے مل کر کئی کئی بار طواف کرتے ہیں اور کوئی کھڑے ہو کر اگر گننا چاہے تو ہر بار سات طواف کرتے ہیں یہ پرندوں کی حس ہے ضریح کے پاس جاتے ہیں اوپر بیٹھے ہیں ایک دم سے آتے ہیں کدھر سے آتے ہیں کیسے آتے ہیں اُسی دروازے سے آتے ہیں جس سے ہم داخل ہوتے ہیں لیکن نہ دیوار سے ٹکراتے ہیں نہ انھیں رات روکتی ہے نہ انھیں دن روکتا ہے نہ خدام روکتا ہے نہ امام روکتے ہیں آ کے ضریح کا طواف کرتے ہیں میرے خیال میں آپ لوگوں نے زیارت نہیں کی ایسے بیٹھے ہیں آپ کی اکثریت نے زیارت نہیں کی یا یہ چیزیں نہیں دیکھیں مجلس کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہم زیارت کرا رہے ہیں آپ کو اس لیئے میں کہتا ہوں مشاہدہ کتنا ضروری ہے آپ غور کرتے ہیں یعنی میری مجلس سے کم از کم آپ یہ اندازہ کیا کریں کہ میرا ذہن آپ کو کہاں کہاں کے مناظر دِکھاتا ہے اور اس پہ بھی غور کیا کیجیئے کہ میں جہاں جاتا ہوں وہاں کی ہر شے کو کتنے غور سے دیکھتا ہوں کس کے لیئے اپنے لیئے یا آپ کیلیئے مجھے اپنے سامعین کا کتنا خیال ہے تو سامعین کو ذاکر کا کتنا خیال کرنا چاہئے کہ بھئی ایران گیا تو اس نے یہ تک دیکھا کہ چڑیاں کدھر سے آتی ہیں کیا کرتی ہیں کبوتر کدھر سے آتا ہے کب طواف کرتا ہے طواف کی تعداد یہ کتابوں میں نہیں لکھا ہے یہ تو مشاہدہ ہے اور سننے کے بعد یہ طے کریں کہ آپ بھی جائیں گے تو یہ منظر دیکھیں گے اور جب ہم یہ بتایا کریں تو دل میں دعا کیا کیجیئے مولا ہمیں بھی روضے پر بلایئے اور اگر ہم گئے تھے تو دوبارہ بلایئے اس لیئے کہ یہ منظر نہیں دیکھ سکے یہ کہہ کے دعا کیجیئے ہمیں آپ کے

ذاکر نے یہ بات بتائی اور ہم گئے تھے اور ہم یہ نہ دیکھ سکے تو دوبارہ بلایئے مولا دوبارہ بلایئے جب آپ دعا کریں گے تو میرے خیال میں ربیع الاوّل میں بلاوا آجائے گا صرف یہ منظر دِکھانے کیلئے مولا آپ کو بلائیں گے اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے اگر دعا مانگ لی تو پیسے تو ہیں ہی نہیں جائیں گے کیسے اگر یہ سوچنے لگے تو روحانیت گئی اسی کو اللہ نے کہا ہے کم عقل ہے انسان یہ عقل کو استعمال نہیں کرتا کہ دعا مانگتے ہوئے بھی ڈرتا ہے منت مانتے ہوئے بھی ڈرتا ہے زبان سے یہ کہتے ہوئے بھی ڈرتا ہے کہ سونے کا پنجہ چڑھائیں گے کہاں سے چڑھائیں گے ارے بھئی تجھے کیا مطلب منت تو نے مانی ہے جب منت پورے ہونے کا وقت آئے گا تو کئی من سونا امام بھجوادیں گے چونکہ یقین نہیں ہے اپنی عقل پر یقین نہیں ہے کیونکہ بخیل ہے عقل کے استعمال میں ذہانت کو استعمال نہیں کرتا کہ کتنی بڑی بارگاہ ہے وہاں تو ضد کرتے ہیں چونکہ شعور نہیں آتا دعا مانگنے کا لوگوں کو وہ نجف پہ بیٹھ جاتے ہیں کہتے ہیں ہم جائیں گے نہیں جو مانگا ہے وہ جب تک دیں گے نہیں مولا کو اپنے چاہنے والوں کی ضدیں پسند ہیں۔کسی نے پوچھا تھا حضورؐ سے کہ اتنی لمبی لمبی دعائیں لوگ مانگتے ہیں اللہ کیوں نہیں سنتا کہا جس بندے کو اللہ پسند کرتا ہے چاہتا ہے کہ یہ ہمیں پکارے جائے پکارے جائے اسے لطف آتا ہے یعنی آپ کو اپنے لطف کا اندازہ ہے یہ نہیں پتہ لطفِ الٰہی کیا ہے اس نے دنیا بنائی کیوں وہ یہ مناظر دیکھ کیوں رہا ہے کس کے لیئے بنائی ہے آپ کیلئے بھئی جن کیلئے بنائی ہے، نہ بناتا، اگر نہ ہوتے پنجتنؑ، ان کیلئے بنائی ہے جب ان کے لیئے بنائی ہے تو ان کے والے جب منظر کا منظر نامہ بن گئے تو اسے لطف آرہا ہے یہ تو خاص بندے ہیں آلِ محمدؐ کے پکارو ہمیں پکارو تم جتنا پکارو گے ہمیں لطف

آ رہا ہے پھر ہم دینا شروع کریں گے اور جب دیتے جائیں گے تو تمہارا دامن بھرتے جائیں گے اور ایسے ایسے راستوں سے دیں گے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے تمہارے تصور میں بھی نہیں آ سکتا عید قریب تھی اور غریب بدّو آ کے نجف پہ بیٹھ گیا عراق والوں کو زور سے علیؑ کو پکارنے میں شرم نہیں آتی، ہم لوگ تو شرماتے ہیں چپکے چپکے دعا مانگتے ہیں نا معلوم کس کس کے روضے پہ جاتے ہیں نجف کے دروازے پہ بیٹھ گئے اور اس نے کہا مولا عید آ رہی ہے بچوں کیلئے کپڑے چاہئیں پیسے نہیں ہیں میرے پاس پورا دن گزر گیا اسے چلاّتے ہوئے جب روضہ بند ہونے لگا تو خداموں نے کہا اب جاؤ مولا کو تمہاری سننا ہوتی تو سن لیتے ایسے ہی ہے تو پھر کل آنا تو اس نے کہا کہ ہم یہاں سے جائیں گے نہیں جب تک علیؑ ہمیں بچوں کے کپڑے نہیں دیں گے ہم جائیں گے ہم یہاں سے نہیں جائیں گے ہم کو روضے میں بند کر دو عاجز آ کے خداموں نے دروازے بند کر دیئے اسے وہیں چھوڑ دیا آدھی رات گزری مولا علیؑ آئے کہا بغداد چلا جا فلاں محلے میں جانا وہاں ایک یہودی سوداگر رہتا ہے اُس کے پاس جانا اُس سے کہنا تو مولا علیؑ کا قرض دار ہے انکا قرضہ واپس کر دے علیؑ کا قرضہ دے دے مولا علیؑ کا فرمان سنتے ہی وہ بدّو روانہ ہو گیا، بغداد کی گلی میں پہنچا یہودی کے دروازے پر پہنچا یہودی نے پوچھا کہاں سے آئے ہو کہا نجف سے آیا ہوں جہاں مولا علیؑ کا روضہ ہے۔ کیوں آئے ہو، مولا علیؑ نے بھیجا ہے، کیا بات ہے، تم قرض دار ہو مولا علیؑ کے مولا نے اپنا قرضہ مانگا ہے، کہا بیٹھو فنجان میں چائے پلائی کہا چائے پینے سے پہلے ایک بار پھر کہو کس نے بھیجا ہے، کہا علیؑ نے بھیجا ہے، کیا کہا علیؑ نے خود تم سے کیا کہا علیؑ نے، کہا کہ قرضہ دے دو، چائے پیو چائے پی، کہا پھر سناؤ کس نے بھیجا ہے تمہیں،

کہا علیؑ نے، کیا کہا ہے، کہا اس یہودی سے قرضہ لے لو، کہا اب سنائے جاؤ یہی کہے جاؤ دیکھا اس یہودی کا کیف کچھ اور ہے آپ نے اس کا کیف دیکھا بار بار علیؑ کا نام سننا چاہتا ہے یہ کہا انھوں نے کہ میں قرض دار ہوں علیؑ کا کہا سنائے جاؤ بتائے جاؤ مجھے سنائے جاؤ میں خود چلونگا چلو راستے بھر کہتا رہا بس سنائے جاؤ کیا کہا علیؑ نے کیسے آئے تم کس نے بھیجا تمہیں کیف آرہا ہے میں قرضدار ہوں علیؑ کا ہاں میں قرضدار ہوں علیؑ کا دریا کا کنارہ آگیا کہا سنو کشتی پہ بیٹھنے سے پہلے میں بہت بڑا جوہرات کا سوداگر ہوں میرے پاس دنیا کے قیمتی ترین ہیرے ہیں میں کشتیوں میں سفر کرتا ہوں ایک ملک سے دوسرے ملک جواہرات بیچنے کیلئے جاتا ہوں، میرے پاس ایک تھیلی یاقوت کی ایسی ہے کہ روئے زمین پر کسی کے پاس بھی ایسے یاقوت نہیں اور اتنی تعداد میں نہیں ہیں وہ تھیلی میں اپنی جیب میں رکھ کر لایا ہوں اس لیئے کہ میں علیؑ کا قرضدار ہوں سنو طوفان آیا کشتی ڈوبنے والی تھی میں نے اپنے سارے مذہبی رہنماؤں کو پکارا طوفان نہیں تھما میں نے کہا میں تو اب ڈوب جاؤں گا مارا جاؤں گا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے نبیؐ کے وصی علیؑ میری مدد کر دا گر تم نے میری مدد کر دی تو سب سے قیمتی یہ یاقوت کی تھیلی تمہاری نذر کروں گا طوفان تھما کشتی ٹھہری لیکن اب تک نجف نہیں جا سکا تھا ہاں میں علیؑ کا قرضدار ہوں سناؤ پھر سناؤ تم کو کس نے بھیجا ہے کہا یہ لو تمہیں بھیجا ہے نا یہ ہے علیؑ کا قرضہ یہ تمہارے لیئے بچوں کے عید کے کپڑے کچھ سن رہے ہیں آپ کہا ایک بار اور سنا دو کس نے بھیجا ہے کہا علیؑ نے کہا کیا کہہ کے بھیجا تھا کہنا کہ سوداگر میرا قرضدار ہے قرضہ اس غریب کو دے دو جیسے ہی آخری بار اس نے کہا گرا اور مر گیا بتاؤ جنّت میں گیا کہ نہیں اب بتاؤ اس کے جواہرات بے کار ہیں یا بخشش کا

سہارا ہیں، کوئی اور ہوتا تو زندگی کی دعا مانگتا پتہ چلا ساری دولتیں بیکار ہیں جب علیؑ یہ کہہ دیں میرا قرضہ تیرے اوپر جب نبی یہ کہہ دیں تم میرے قرضدار ہو کچھ نہیں چاہتا "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" تو دو قرضہ نبی کا، نبی کے قرضدار ہو کیا ہے تمہارے پاس کیا دو گے دولتیں آئی تھیں جواہرات تو ٹھکرا دیئے لے جاؤ کشتیاں کچھ نہیں چاہتا سوا اس کے کہ قربیٰ سے محبت کرو کیا ہے تمہارے پاس محبت میں کیا پیش کرو گے۔ محبت نام ہے کیفیت کا سرشاری کا احسان نہیں کرتے آ کے مجلس میں بیٹھ گئے قرضہ دینے آئے ہو گونگے بن کے نہیں بیٹھنا قرضہ دو زبان کا قرضہ کان کا قرضہ آنکھ کا قرضہ ہاتھ کا قرضہ پیر کا قرضہ ذہن کا قرضہ عقل کا قرضہ ورنہ قرض دار مرو گے اب موضوع شروع کریں وعدے کے مطابق اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر گھوڑے کا ذکر کیا کل شیر پہ مجلس تھی آج گھوڑے پر گفتگو ہوگی، اتفاق سے عادات واطوار میں شیر گھوڑے سے بہت ملتا جُلتا ہے جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ شیر میں شرافت متانت اور سنجیدگی ہوتی ہے گھوڑے میں بھی سب سے پہلے فراست، عقل تمام جانوروں میں سب سے زیادہ ہوتی ہے عقل مند ہوتا ہے اس لیئے اسے کہتے ہیں فرس، فرس کا لفظ فراست سے ہے پہلے گھوڑے کا نام فرس پڑا اب انسانوں میں جب گھوڑے جیسی فراست ایرانیوں میں آئی تو اس ملک کو کہنے لگے فارس، فارس کی وجہ سے گھوڑا فرس نہیں بنا فرس کی وجہ سے ایران والے فارس بنے سلمانؓ فارسی یعنی ان کی عقل سب سے زیادہ تیز ہے گھوڑے جیسی بردباری شرافت اور بزرگی شیر میں سنجیدگی ہے گھوڑے میں بزرگی ہے یعنی بچکانی حرکتیں نہیں کرتا جس طرح شیر میں چھچھورپن نہیں ہے اس طرح گھوڑے میں بھی چھچھورپن نہیں ہے بہت جلد انسان کی بات کو سمجھ جاتا

ہے تمام جانوروں میں سب سے زیادہ گھوڑے میں یہ حس ہے کہ میرے مالک نے کیا کہا ہے اور مجھے کس طرح عمل کرنا ہے میدانِ جنگ میں جتنی محنت انسان کی ہوتی ہے اس سے زیادہ محنت گھوڑے کی ہوتی ہے اس لیئے کہ لڑنے میں مصروف سوار کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ یہ بتائے کہ کدھر مڑنا ہے کدھر جانا ہے اس لیئے کہ وہ تلوار چلا رہا ہوتا ہے تو اس وقت تلوار کے سائے سے گھوڑے کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اب مجھے کدھر مڑنا ہے دشمن کدھر سے آرہا ہے کدھر سے بچانا ہے کدھر سوار کو لے کے جانا ہے یہ ہے فراست بزرگ ایسا کہ اپنی سنجیدگی کو بزرگوں کی طرح برقرار رکھتا ہے حد یہ ہے کہ اگر میدانِ جنگ میں یا راستے میں چلتے میں سوار کی کوئی چیز گر جائے تو دانت سے اُٹھا کر دے دیتا ہے یہ ہیں وہ صفات جو عربوں نے لکھی ہیں، عرب کی نظر میں گھوڑے کی بڑی اہمیت تھی اب نہ ہو لیکن دنیا سے گھوڑے کی نسل تو نہیں ختم ہوگئی نہ شیر ختم ہوئے نہ گھوڑے ختم ہوئے کوئی جانور ختم تو نہیں ہوگئے یہ دوسری بات ہے کہ اب ویسی ضرورت نہ رہی لیکن قوم کا باقی رہنا مخلوق کا باقی رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی ضروت پڑنے والی ہے بھئی ڈائناسور کی ضرورت نہیں تھی تو ختم ہوگئے کیا ضرورت تھی سمندر کی بڑی بڑی مچھلیوں کی اب ضرورت نہیں تھی تو وہ نسلیں ختم ہوگئیں ہوسکتا ہے کہ وہ نسلیں دوبارہ پیدا کردے اگر ضرورت پڑی انسان کو تو جس چیز کی ضرورت پڑنے والی ہے وہ رہے گی اب نسیم صاحب بیٹھے ہیں وہ آپ کو صحیح بتائیں گے کہ جدید مرثیہ جو آج کل چل رہا ہے جو جوش ملیح آبادی سے شروع ہوا سنہ ۱۹۲۲ء سے اور ۲۰۰۰ء تک آگیا تو بھئی اس میں یہ کہ گھوڑا تلوار یہ سب بیکار باتیں ہیں اب تو کردار کی باتیں کرو اخلاق کی باتیں کرو تو نسیم صاحب لوگ نثر میں سننے کو تیار نہیں ہیں تو یہ

بتائیں شعر میں کہاں سنیں گے اس لیئے کہ فطرتی طور پہ انسان ضدی بھی ہے جتنی نصیحت کریں گے اتنا ہی ضدی ہوتا چلا جائے گا ہم تو انسان ہیں اللہ نے اتنی نصیحتیں کیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے اگر سب پیغمبر کامیاب ہوجاتے تو آج سب مسلمان ہوتے سب انسان ہوتے انھیں انسانوں میں درندے بھی ہیں حیوان بھی ہیں جنات بھی ہیں شیطان بھی ہیں شیر جیسے بھی ہیں ہاتھی جیسے بھی ہیں بندر جیسے بھی ہیں بھیڑیئے جیسے بھی ہیں سانپ جیسے بھی ہیں ساری مخلوق انہی انسانوں میں ملتی ہے۔ اللہ کی سنتے ہی نہیں، تو جدید مرثیہ کتنا سمجھالے گا مجھے نہیں معلوم لیکن سمجھانے کے چکر میں ہم نے گھوڑا بھی چھوڑا اور تلوار بھی چھوڑ دی لیکن کیا یہ جھوٹ ہے کہ کربلا میں گھوڑا بھی تھا تلوار بھی تھی جب تھا تو جو جو کربلا میں تھا وہ سب مرثیے میں کہنا ہے چھوڑا کیوں یعنی اب زمینِ کربلا کی بات مت کیجئے زمین تو ہے اب گھوڑا رہا نہیں تو اب گھوڑے کی بات مت کیجئے تلوار رہی نہیں تو مرثیے میں تلوار کا ذکر نہیں کیجئے لیکن تلوار کی موجودگی اور گھوڑے کی موجودگی یہ بتا رہی ہے کہ پھر ضرورت پڑے گی اس لیئے موضوع بدلا نہیں ہے یہ دوسری بات ہے کہ قدیم انداز سے نہ کہیئے جدید انداز سے کہیئے اور اب میں بتائے دیتا ہوں آپ کو دونوں چیزیں موجود ہیں یہ دنیا جب تباہ ہوجائے گی خود انسان اپنے ہاتھ سے دنیا کو تباہ کردے گا تو امام زمانہؑ کے آتے ہی کلاشن کوف ہائیڈروجن بم، نائٹروجن بم، میزائل سب ناکارہ ہوجائیں گے دنیا کے بنائے ہتھیار بیکار ہوجائیں گے پھُسپھُسے ہوجائیں گے جیسے بہت سے زمین دوز بم نہیں پھٹے کچھ پھٹے کچھ نہیں پھٹے حالانکہ کروڑوں سے بنے تھے تو امام زمانہؑ کے آنے پہ ایک بھی نہیں پھٹے گا کوئی دھماکہ نہیں ہوپائے گا کائنات کا سب سے بڑا دھماکہ جبریل کی

آواز ہوگی کہ وہ آگئے اور وہ دھماکہ سب سنیں گے اور سارے دھماکے پھُسپھُسے ہوجائیں گے اب جولڑائی شروع ہوگی تو انگریزوں کی نہ بندوق چلے گی نہ میزائل چلیں گے نہ ٹینک چلیں گے سب بیکار اب کیسے لڑے گا انسان دوبارہ تلوار کا دور آئے گا تلوار سے لڑے گا جب تلوار سے لڑے گا تو امام کی ذوالفقار نکلے گی لڑائی پھر تلوار سے ہونی ہے وہی گھوڑوں پر بیٹھ کر جنگ ہونی ہے ٹینکوں پر تو بیٹھ کر جنگ ہونی نہیں ہے ان کو بھی گھوڑوں پر بیٹھنا پڑے گا مسلمانوں کو بھی گھوڑوں پر بیٹھنا پڑے گا پھر گھوڑوں پر بیٹھیں گے پھر تلوار چلائیں گے یعنی تلوار کا دور پھر آنے والا ہے گھوڑوں کا دور پھر آنے والا ہے جب دور آنے والا ہے تو موضوع کیوں نہ بنے امام مہدیؑ کے آنے سے پہلے ہی گھوڑا مقبول ہوجائے گا کیا آپ سمجھ رہے ہیں کہ گھوڑا مقبول نہیں ہے گھوڑوں کا کام جہاد کا میدان ہے اس لیئے قرآن میں اللہ نے یہ کہا کہ گھوڑے ہم نے خلق کیے جہاد کی راہ میں تاکہ ہمارے مجاہد استعمال کریں تو اللہ کی بات تو غلط نہیں ہوسکتی قرآن کو تو قیامت تک رہنا ہے اس کی ہر آیت کو ہر معنی کو قیامت تک رہنا ہے تو جتنے نام قرآن نے گھوڑوں کے دیئے کسی جانور کے نہیں دیئے لغت میں نام ہونا اور ہے اور اللہ کسی حیوان کو پیار میں کئی ناموں سے پکارے کم سے کم پچیس ناموں سے قرآن میں اللہ نے گھوڑے کو پکارا ہے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا، فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا" اب یہ سب گھوڑوں کہ نام ہیں عادیات بھی گھوڑے کا نام ہے موریات بھی گھوڑے کا نام ہے ضبحاً بھی گھوڑے کا نام ہے صبحاً بھی گھوڑے کا نام ہے یہ سب گھوڑوں کے نام ہیں اللہ نے گھوڑے کو جواد بھی کہا ہے مختلف ناموں سے قرآن میں گھوڑے کا ذکر ہے، عادیات کے معنی ہیں غازی مرد صرف

غازی ہی نہیں حیوانوں میں صرف واحد گھوڑا ہے جسے اللہ نے مرد کہا ہے، غازی
مرد ہے گھوڑا اس لیئے کہ میدانِ جنگ میں شیر کی طرح آتا ہے انسان تلواروں کی
چمک میں ڈر کے پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے لیکن نہیں سنا گیا کہ کسی میدان جنگ میں
گھوڑا اس لیئے بھاگا ہو کہ تلواریں بہت چل رہی ہیں ہم جارہے ہیں دیکھئے یہ
انسان ہے یہ حیوان ہے بزم میں بیٹھے نبی کی شجاعت کے معنی سمجھائے اور گھوڑا
اسے معلوم ہے کہ میدان جنگ سے منہ پھیرنا مردوں کا کام ہے اگر اللہ نے مجھے
مرد کہا ہے تو میں اپنی قوم پر حرف نہیں آنے دوں گا لیکن واہ رے انسان گھونگھٹ
کھا کھا کے واپس آئے، یہ انیسؔ کا محاورہ میں نے ابھی استعمال کیا میدان سے
بھاگنے والے کو کہتے ہیں گھونگھٹ کھا جانا عجیب عجیب اردو زبان میں بھی محاورے
ہیں فارسی سے کچھ عربی سے کچھ اس کے اپنے غازی مرد والعادیات قسم ہے مجھے
تیز دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی کافی تھا یہ کہہ دیتا تو گھوڑے کی عظمت بڑھ جاتی
نہیں قصیدہ پڑھا اللہ نے قسم ہے مجھ کو تیز دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ان کے سموں
سے نکلتی ہوئی چنگاریوں کی اور دوڑنے میں ان کے منہ سے گرتے ہوئے جھاگ
کی قسم مجھ کو صبح دم رات بھر دوڑتے ہوئے بغیر تھکے صبح کو دشمن پر ٹوٹ ٹوٹ کے
گرنے کی قسم "فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا" یہ صحیح ہے کہ راہوار کے ذریعے سوار کی
تعریف ہو رہی ہے کبھی کبھی اللہ کم تر کی مدح کر کے برتر کی مدح کرتا ہے بتانا یہ
چاہتا ہے ان کے گھوڑے جب ایسے ہیں تو یہ خود کیسے ہوں گے ان کے جانور ان
کے اطاعت گزار ہیں یہ ہمارے اطاعت گزار ہیں اور جو ہمارا اطاعت گزار ہو وہ
سوار اور ان کا راہوار، جنگ ہے، جنگِ وادیٔ رمل، رمل عربی میں کہتے ہیں بجری کو
ریت کو اس وادی میں ریت ہی ریت تھی اس جنگ کو کہتے ہیں جنگ ذات

سلاسل، سلاسل لوہے کی زنجیروں کو عربی میں کہتے ہیں، وادی کا نام وادئ رمل جنگ کا نام ذاتِ سلاسل اس جنگ کے موقع پہ یہ سورہ نازل ہوا اور پوری جنگ کی کیفیت اس سورے میں ہے جبرئیل امین نے یہ خبر دی اپنے نبی کو کہ بارہ ہزار کا لشکر وادئ رمل میں تیار ہوا ہے مدینے پہ حملہ کرنے کیلئے اور انھوں نے طے کیا ہے صرف دو سر کاٹنے ہیں ایک نبیؐ کا اور ایک علیؑ کا اس سے پہلے کہ وہ روانہ ہوں وہاں سے کسی کو بھیجئے کہ ان کی سرکوبی کرے اب چونکہ اللہ نے کسی کہہ دیا تو اگر نبیؐ چاہے بھی تو کسی میں تو نہیں آتے علیؑ جب تک تاکید نہ ہو جائے تو کسی میں جو جو آتے تھے دیکھئے یہ کساء میں آتے ہیں یہ کسی میں نہیں آتے ہیں تم لشکر لے کر جاؤ لیکن صرف نبیؐ کی ایک بات یاد رکھنا کہ بے لڑے نہ رہنا بے جنگ کیئے واپس نہ آنا اور انھیں مار کے آنا فتح پا کے آنا لشکر لے کے گئے جب وادی میں پہنچے سردار نے کہا کون ہو نام بتاؤ کہا فلاں ابن فلاں کہا تم کیوں آئے ہو ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں تم تو ہمارے دوست تھے وادیوں میں ٹہلا کرتے تھے تم سے کیا جھگڑا جاؤ واپس آ گئے ہم نے کہا تھا لڑ کے آنا انھوں نے کہا تم تو ہمارے دوست تھے وادی میں ٹہلا کرتے تھے تم سے کیا جھگڑا تو ہم کیسے لڑتے واپس آ گئے کفر سے لڑنا آسان نہیں ہے کفر پھیلاتا ہے چونکہ انسان فطرتی طور پر بخیل ہے شجاعت میں شیطان ذرا سی دیر میں بزدل بنا دیتا ہے کیسے کیسے حربے شیطان نے استعمال کیئے عَمرو ابنِ عبدود سے کہا کہ علیؑ کو گرا لو یہ کہہ کر جاؤ جاؤ تم بچے ہو تم میرے بھتیجے ہو تمہارا باپ ابو طالبؑ میرا دوست تھا کوئی اور ہوتا تو کہتا ہاں چچا جان بالکل آپ چچا ہیں علیؑ نے کہا تو جھوٹا ہے ایمان اور کفر میں دوستی نہیں ہوتی کبھی تو میرے باپ کا دوست نہیں تھا۔ آسان نہیں ہے کفر سے جیتنا صرف ہتھیار کا معاملہ تھوڑی ہے کفر زبان

کے بھی وار کرتا ہے اور زبان کے وار میں وہ جیتے جو صاحبِ نہج البلاغہ ہو جس نے کبھی زندگی میں خطبہ نہ دیا ہو جسے سورۂ بقرہ یاد نہ ہوئی ہو جو بار بار ہلاک ہو جاتا ہو وہ کافروں سے کیسے بات کرے گا اور پھر جب آنکھ کا بھی پردہ ہو چلمنیں بار بار گر رہی ہوں تو بات کیسے ہو اچھا تو تم جاؤ تین دن تو اسی میں گزر گئے اب تم جاؤ اب تم جاؤ اللہ کا حکم آیا علیؑ کو بھیجئے کسی اور ہے علیؑ اور ہے کسی میں نام نہیں آتا جب علیؑ کو بھیجنا ہو تو نام آتا ہے علیؑ کو بھیجئے یہ میدان کسی سے فتح نہیں ہو گا لشکر تو ہر بار جا رہا تھا لشکر اب کے بھی چلا علیؑ گھوڑے پر بیٹھے گھوڑے کا نام تھا مرتجز چالیس گھوڑے ہمارے نبیؐ کے استعمال میں رہے ہر گھوڑے کا اپنا نام تھا ہر گھوڑے کی اپنی خوبی تھی جہاں جس چیز کا موقع ہوتا اُس گھوڑے پر بیٹھتے ہر صفت کے مطابق نبیؐ نے ہر گھوڑے کا نام رکھا ہر گھوڑے کا رنگ الگ الگ گھوڑا خود پسند کرتے تھے اس لیئے کہ کم سے کم دو سو حدیثیں حضورؐ کی گھوڑے کے بارے میں ہیں اور اس سے بڑی حدیث میں آپ کو نہیں سنا سکتا صحیح بخاری مسلم، ترمذی، صحاحِ ستہ کی سب کتابوں میں اس طرح لکھی ہے نبیؐ نے تمہاری دنیا سے صرف تین چیزیں پسند کیں اور تین چیزوں کو لے لیا مادی چیزوں میں تین چیزوں میں عورت، خوشبو، اور گھوڑا، دنیا سے یا گھوڑے پسند تھے یا خوشبو پسند تھی پینتالس گھوڑے آئے لیکن نہیں ملتا تاریخ میں کہ کبھی یہ کہا ہو کہ علیؑ یہ گھوڑا پسند نہیں نکال دو جو آ گیا تو اطاعت گزار رہا اب حدیثوں پر حدیثیں کہیئے تو سنا دوں بخاری اور مسلم ہی سے مجھے یاد ہیں گھوڑے پر سب سناؤں گا تو مجلس اسی پر ختم ہو جائے گی وادیٔ رمل رہ جائے گی ذاتِ سلاسل رہ جائے گی ایک دو سنائے دیتا ہوں فرمایا یاد رکھو خوش نصیبی گھوڑے کی پیشانی میں ہے اب دوسری حدیث سنا رہا ہوں فرمایا تین

چیزوں میں یا بدنصیبی ہے یا خوش نصیبی یا منحوس ہوں گی یا سعید ہوں گی تین چیزیں عورت، مکان، گھوڑا، پھر عورت آگئی یعنی یا خوش نصیب ہے یا بدنصیب ہے خوش نصیبی کیا ہے برکت لے کر آئے

مکان خریدنے کے بعد مکان خود پکار کر کہے گا روشن ہے زمین اور اگر ویران ہے تو بھوتوں کا سایہ ہے چھوڑنا پڑے گا زمین سعید ہے یا منحوس گھوڑا لائے یا منحوس ہے ویرانی لائے گا یا برکت لائے گا حضورؐ کے گھر میں جتنے گھوڑے آئے سب مبارک قدم تھے۔

غالبؔ کے ایک دوست میرن صاحب تھے غالبؔ روز صبح ملاقات کے لئے ان کے پاس جاتے تھے، اکثر میرن صاحب ایک مصرع موزوں کر لیتے اور غالبؔ کو سنا دیتے تھے غالبؔ فوراً مصرعہ ثانی کہہ کر شعر پورا کر دیتے تھے، ایک دن جو پہنچے کہا مصرع ہوا کہا ہوا تو ہے لیکن اتنا عمدہ ہے سنائیں گے نہیں کہا کیوں کہا تم مصرع لگا کے شعر بنا لیتے ہو یہ مصرع اتنا اچھا ہے اس پہ میں ہی مصرع لگاؤں گا چاہے کتنے ہی دن میں لگے تمہیں نہیں سناؤں گا اب غالبؔ پریشان کچھ دیر چپ رہے اُس کے بعد کہا دیکھئے میرن صاحب میں وعدہ کرتا ہوں مصرع سنا دیجئے بے قراری بہت ہے میں مصرع نہیں لگاؤں گا کہا وعدہ کرتے ہو کہا ہاں وعدہ کرسی پر غالبؔ بیٹھے تھے کُرسی کے ہتھّے پہ دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھے مصرع سننے کیلئے تیار کہا سنو رات میں مصرع ہوا ہے۔

اسپ و زن و شمشیر وفا دار می دید

گھوڑا عورت اور تلوار دنیا میں کس ہستی کے پاس تھیں کہ تینوں چیزیں وفادار تھیں۔

اسپ و زن و شمشیر وفا دار می دید

کہاں دیکھا گیا کہ کسی مالک کے پاس تینوں چیزیں ہوں اور وفادار ہوں عورت بھی گھوڑا بھی تلوار بھی غالبؔ ایک بار کرسی کے ہتھے پہ ہاتھ رکھ کے اُٹھ پڑے اور کھڑے ہو کے با آوازِ بلند کہنے لگے۔

اسپ و زن و شمشیر وفا دار می دید

واللہ علیؑ دید علیؑ دید علیؑ دید

صرف علیؑ کو دنیا میں دیکھا گیا تینوں چیزیں علیؑ کی وفادار تھیں، میں نے جملہ کہا تھا، گھوڑا وفادار مل جائے گا قرآن نے اعلان کیا نوحؑ اور لوط کیلئے تمہاری بیویاں تمہاری اہل نہیں ہیں علیؑ کو فاطمہ زہراؑ جیسی زوجہ ملیں ذوالفقار جیسی تلوار ملی ذوالجناح جیسا گھوڑا ملا۔

اسپ و زن و شمشیر وفا دار می دید

ہر زبان کی شاعری دیکھئے فارسی، عربی، اردو کے شاعروں نے گھوڑے کی تعریفیں کی ہیں لیکن شاعر کا کہنا یہی ہے قصیدہ جب زوردار ہوتا ہے کہ ممدوح کی شجاعت ہو عالی نسبی ہو اُس کی تلوار مشہور ہو اُس کا گھوڑا مشہور ہو تبھی تو قصیدے میں کچھ لکھیں گے جن کے پاس نہ تلوار تھی نہ گھوڑا تھا ارے قرولی بھی نہیں تھی ایک چھری نہیں تھی کچھ مشہور ہی نہ ہوا گھوڑا بھی نہ تھا گھوڑے پہ تو وہ بیٹھے جس کی نیت ہو میدانِ جہاد میں جانے کی لیکن اہلِ بیتؑ کی شان میں جتنے قصیدے لکھے گئے ان کے گھر کے پلے ہوئے حیوانوں کا بھی ذکر آیا آلِ محمدؐ نے بتایا کہ جو ہمارا غلام بن جائے تو قنبرؑ کی طرح مشہور ہو جائے گا اور گھوڑا پل جائے تو ذوالجناح بن جائے تلوار ہاتھ میں آئے تو ذوالفقار بن جائے یہاں کوئی بے نام نہیں رہتا غلام بن کے تو دیکھو کہ کیا ملتا ہے گھرانا بڑا ہے اگر اللہ صرف علیؑ کی مدح قرآن میں کرتا

رہتا تو کافی تھا لیکن اس نے بتایا انسانوں کو کہ ان سے جو شے منسوب ہو جائے ہم اس سے بھی محبت کرنے لگتے ہیں یہ چادر اوڑھیں تو چادر پسند آجائے یہ جس چاردیواری میں رہیں تو زمین پسند آجائے جس مکان میں رہیں وہ مکان پسند آجائے جسے غلام بنائیں وہ غلام پسند آجائے جسے کنیز بنائیں وہ کنیز پسند جو تلوار چلائیں وہ تلوار پسند جس گھوڑے پہ بیٹھیں وہ گھوڑا پسند وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا (۱) فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا قسم ہے مجھے ان کے سموں کی قسم ان کے منھ سے گرتے جھاگ کی قسم یعنی گھوڑے کی ہر ادا کی قسم، علیؑ وادیٔ رمل کی طرف چلے تو پیچھے لشکر چلا کہا آیا کرو ہم تو چلے ہمیں یہ پروا نہیں کہ لشکر آرہا ہے کہ نہیں لیکن ابھی تک جو لوگ گئے تھے وہ وادی سے گئے تھے راستہ دیر میں طے ہو رہا تھا آسان راستے سے جا رہے تھے علیؑ مشکل راستے سے چلے اصل راستہ چھوڑ کر پہاڑیوں سے چلے کیوں اس لیئے کہ راستے پر جانے والا اطلاعیں نہ دے کہ آرہے ہیں آرہے ہیں اللہ کہہ رہا ہے ایک دم سے سر پہ پہنچ جانا راستہ لمبا تھا علیؑ نے ایک رات میں طے کیا قرآن نے بتایا شام کو چلے اور تیسری آیت میں کہا ''فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا'' صبح ہو رہی تھی کہ یہ گھوڑے پہنچ رہے تھے بھئی منظر نگاہ میں رہے ایک تصویر ہے صبح ہو رہی تھی رات بھر دوڑے توجہ کیجئے گا اگر مٹی پہ دوڑتے تو سموں سے چنگاری نہ نکلتی نعل چونکہ لوہے کی ہوتی ہے لوہا جب پتھر سے ٹکراتا ہے تو چنگاریاں نکلتی ہیں اللہ نے بتایا کہ پہاڑیوں پہ جا رہے تھے سموں سے چنگاری نکل رہی تھی اور چونکہ محنت کر رہے تھے پہاڑیوں پر دوڑنے میں تو منھ سے جھاگ گر رہا تھا اور ہمت نہیں توڑ رہے تھے کہ منزل تک سوار کو پہنچانا ہے تو پہنچا کے دم لیا اور دشمن کے لشکر میں گھس گئے، اللہ نے کہا میں آج قسم کھاتا ہوں کہ یہ گھوڑے وفادار ہیں

گھوڑا ایک علیؑ کا تھا لیکن ایک کی وجہ سے قسم میں سارے گھوڑے آگئے جن جن پہ نبیؐ بیٹھے اس لیئے کہ ان سب کو کربلا جانا تھا آخری منزل کربلا تھی قسم وادیٔ رمل سے شروع ہوئی کربلا پہ ختم ہوئی کیوں کربلا پہ ختم ہوئی اس لیئے کہ یہ حیوان اپنی نصرت یہاں دِکھائے گا یہ آغاز ہے وہ شباب ہے وہ حیوان کا شباب ہے کہ حیوان جب انسان کا دوست بنتا ہے تو سرکشی نہیں کرتا منھ نہیں پھیرتا نصرت کرتا ہے مدد کرتا ہے مالکِ کو سردار کو میدان میں چھوڑ کر نہیں جاتا اور پھر اسی سورے میں اعلان کیا مگر یہ انسان بڑا سرکش ہے

اِنَّ الانسانَ لربّہٖ لکنودٌ ٥ وانّہٗ علیٰ ذٰلکَ لشھید ٥ وانّہ لحبِّ الخیر لشدیدٌ ٥ گھوڑوں کی تعریف کر کے اللہ نے کہا انسان بڑا سرکش ہے اللہ کا ناشکرا ہے، وَکانَ الِانسانُ کفُوراً (بنی اسرائیل آیت ٦٧) یہ غداری بھی کرتا ہے یہ مالک سے منھ بھی موڑتا ہے لیکن واہ رے حیوان میدانِ جنگ میں علیؑ پہنچے آٹھ پہلوانوں سے مقابلہ ہوا لڑائی پڑھوں تو رات گزر جائے کبھی اگر موقع ملا کس طرح مقابلہ ہوا کیسے مارا علیؑ نے جنگ کیسے ہوئی یہ ایک موضوع ہے بس اس حد تک کہ آٹھ پہلوانوں کو قتل کیا جوان کے چنے ہوئے پہلوان تھے اب وہ بے بس ہوگئے وہ بھاگنے لگے علیؑ نے بارہ ہزار کو چاروں طرف سے گھیر کر زنجیروں میں باندھ لیا اس لیئے لڑائی کا نام پڑا ذاتِ سلاسل جس میں تمام لوگ زنجیروں میں باندھ لیئے گئے اور کھینچتے ہوئے علیؑ مدینے لائے بارہ ہزار قیدی آگے آگے علیؑ، اِدھر علیؑ نے میدان فتح کیا صبح کا وقت تھا نبی مسجد میں آئے صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اُدھر علیؑ سب کو باندھ رہے تھے جبرئیل آئے کہا آج سورے الحمد کے بعد صبح کی نماز میں یہ سورہ پڑھئے

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،
وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا(۱) فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا(۲) فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا(۳) فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا(۴) فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا(۵) اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ(۶) وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ(۷) وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ(۸) اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ(۹) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ(۱۰) اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ" (سورۂ والعادیات آیت ۱۔۱۱)

نماز ختم ہوئی نماز نام ہے مدحِ علیؑ کا نماز ختم ہوئی کسی نے کہا یارسولؐ اللہ کیا کوئی نیا سورہ آ گیا رسولؐ اللہ نے کہا ابھی نازل ہوا ہے کہا کیوں کہا اس لیئے کہ میدان علیؑ نے فتح کر لیا نبیؐ نے بتایا کہ نماز میں علیؑ کی مدح اُترتی ہے صرف علیؑ کی مدح نہیں بلکہ گھوڑے کی مدح اب کہو نماز میں شرک ہو گیا گھوڑے کا ذکر نماز میں آ گیا گھوڑے کا ذکر جانور کا حیوان کا ذکر نماز میں آ گیا اب سمجھئے انسان کیا ہے حیوان کیا ہے

انسانوں کی طرف سے بدتمیزی اور بدتہذیبی اہلِ بیتؑ کی شان میں بڑھتی جا رہی ہے، تین برس سے ایک بدمعاش اپنے آپ کو میجر کہتا ہے مجلس میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے حسینؑ راہب کو سات بیٹے دے ہی نہیں سکتے بیچ مجلس میں کھڑا ہو جاتا ہے ذاکر کو ٹوکتا ہے کہتا ہے بیٹے تو اللہ دیتا ہے کراچی میں مشہور ہے شیطان کی طرح یعنی میں ایک ہفتے پہلے اسے نہیں جانتا تھا لیکن جب قوم کے افراد سے انٹرویو ہوا تو پتہ چلا کہ پوری قوم اسے جانتی ہے لیکن کس طرح جانتی ہے کسی نے مجھے اس کا نام خورشید بتایا کسی نے ارشد کسی نے رشید، شیطان کئی ناموں سے مشہور ہے، ابلیس، شیطان، مردود کم از کم تین ناموں سے تو بدمعاش مشہور ہوتا

ہے وہ آتا ہے نہ اسے کوئی روکتا ہے نہ اسے کوئی ڈانٹتا ہے مگر ہماری مجلس میں جب اُس نے یہ کہا کہ حسینؑ نے بیٹے کسی کو نہیں دیئے تو چار پانچ آدمیوں نے اسے خوب تنبیہ کی یوں بھی وہ لنگڑا ہے ایک پیر سے کسی نے ایکشن نہیں لیا اس کے خلاف تین برس سے وہ مجلسیں خراب کر رہا ہے ہم نے ایکشن لیا پاک آرمی سے ہم نے پوچھا آپ کا کوئی میجر مجلس میں آتا ہے مجلس خراب کرنے کیلئے تو اس کے معنی آرمی بدنام ہو رہی ہے وہ اپنے آپ کو میجر کہلوا رہا ہے اور اگر وہ آپ کا آدمی نہیں ہے تو آپ اُس کی علیحدگی کا اعلان کیجئے اس لیئے کہ کیس ہم نے ڈائریکٹ آئی ایس آئی کو دے دیا ہے اسلام آباد میں چھپا ہوا ہے اس کی تلاش جاری ہے جس وقت بھی اب مجلس میں نظر آیا گرفتار ہو جائے گا اس لیئے کہ اس نے جرم کیا ہے ایک جرم حکومتِ پاکستان کا دوسرا جرم حسینیؑ تہذیب اور مجلس کا جرم کہ یہاں مجلس میں آ کر حسینؑ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔

ہر عالم اعلان کرے کہ اس کا آدمی نہیں ہے اور اس کو روکے آج کے بعد کسی مجلس میں نہ سنا جائے کہ امام حسینؑ کی شان میں گستاخی کی گئی مظلوموں کی محبتوں سے کچھ لوگ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔

اگر عباسؑ کو جلال آ جائے تو عباسؑ کو پھر کوئی روکتا نہیں ہے اس لیئے مظلوں کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرے، انھوں نے انسان کی بھلائی کے لیئے زندگیاں گزاری ہیں رسولؐ نے جب بھی مدح کی اس لیے نہیں کی کہ عزیز ہیں رشتہ دار ہیں اس لیئے مدح کی یہ دیکھو دین کے لئے کارنامہ کیا کیا اللہ کے لئے کام کیا کیا، جیسے ہی نبیؐ کو پتہ چلا علیؑ وادیٔ رَمل سے واپس آ رہے ہیں فاتحِ وادیٔ رَمل کی آمد ہے نبیؐ مسجد سے اُٹھے کہا علیؑ کا استقبال ہم کریں گے سب چلے امت ساتھ چلی کہا

یارسولؐ اللہ گھوڑے پہ بیٹھئے کہا نہیں پیدل چلیں گے آج علیؑ کا استقبال پیدل کریں گے اُدھر علیؑ کو اطلاع ہوئی کہ نبیؐ آپ کے استقبال کو آرہے ہیں، علیؑ نے سامنے دیکھا کہ نبیؐ پیدل آرہے ہیں علیؑ نے چاہا کہ حدِ ادب ہے گھوڑے سے اُتر جائیں نبیؐ تیز قدم سے آگے بڑھے اور قریب آکر لجام پر ہاتھ رکھا کہا ابھی اُترنا نہیں حکمِ الٰہی یہ ہے کہ مدینے میں یوں ہی داخل ہو اور حکم یہ ہے کہ لجام پکڑ کر گھوڑے کی میں لے کر چلوں اور تم گھوڑے پر بیٹھے رہو اسے کہتے ہیں ذوالجناح کا جلوس ایک آدمی ذوالجناح لے کر چلتا ہے جلوس کا مجمع ذوالجناح کے ساتھ چلتا ہے، رسولؐ اللہ نے پوری زندگی میں چالیس گھوڑے خریدے اور سب کے نام رکھے ایک گھوڑے کا نام لحیف ہے اس کے گردن کے بال ایسے چھائے ہوئے تھے جیسے لحاف اوڑھے ہوئے ہے۔ ایک گھوڑے کا نام لیزاز ہے یہ زمینوں کو جلدی طے کرتا تھا، ایک گھوڑے کا نام الورد ہے اس کا رنگ گلاب کے پھولوں جیسا تھا جب عبدالمطلبؑ شاہِ یمن سے مل کے چلنے لگے تو اس نے کہا کچھ راز کی بات بتانا چاہتا ہوں جو میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا کہ مکے میں ایک نبیؐ پیدا ہوگا میں چاہتا ہوں کچھ تحفے لے جایئے جب ظہور کرے تو اُسے دیجئے گا ہوسکتا ہے میں اس وقت زندہ نہ ہوں یہ کچھ یمنی چادریں ہیں کچھ نیزے ہیں کچھ تلواریں ہیں اور یہ کچھ گھوڑے ہیں عبدالمطلبؑ نے گھوڑوں کو ملاحظہ کیا، ان گھوڑوں میں چار گھوڑے ایک سو بیس برس زندہ رہے اور جس گھوڑے پر حضورؐ بیٹھ جاتے تھے نہ کبھی وہ اندھا ہوتا تھا نہ کبھی اس کے دانت گرتے تھے نہ کبھی وہ بوڑھا ہوتا تھا پانچ برس کا گھوڑا جوان ہوتا ہے ایک سو بیس برس کی عمر تک پانچ برس والی عمر رہی ان گھوڑوں کی جس میں چار گھوڑے مشہور ہیں جب عبدالمطلبؑ وہ

گھوڑے لائے اور چلنے لگے تو شاہِ یمن سے کہا کہ سنو وہ نبیؐ پیدا ہو چکے ہیں جس کا تجھے انتظار ہے وہ میرا پوتا ہے اور اب وہ پانچ برس کا ہے شاہِ یمن نے خوش ہو کے کہا میرا اسلام ان سے کہیئے گا اور یہ گھوڑے انھیں پیش کیجئے گا، گھوڑے آئے دادا نے پوتے سے کہا محمدؐ یہ گھوڑے تمہارے لیئے ہیں، ایک ایک گھوڑے کے سامنے گئے پیشانی پہ ہاتھ پھیرا یال پہ گردن پہ ہاتھ پھیرا اور کہا دادا اس کا نام میں نے مرتجز رکھا ہے اس کا نام میں نے میمون رکھا ہے اس کا نام میں نے ذوالجناح رکھا اور دادا اس کا نام میں نے عقاب رکھا کہا بیٹے یہ نام کیوں رکھے کہا ہر ایک میں الگ الگ صفت دیکھ رہا ہوں کہ مرتجز کی آواز بادل کی گرج کی طرح ہے بادلوں کی گرج کو عربی میں کہتے ہیں مرتجز دوسرے کا نام میں نے میمون اس لیئے رکھا کہ یہ سبزہ رنگ ہے اور سبزی میں برکت ہے اور میمون کے معنی برکت ہے تیسرے کا نام ذوالجناح اس لیئے رکھا یہ چلنے میں ایسا لگتا ہے جیسے پرندہ اُڑ رہا ہو جناح کے معنی ہیں دو پروں والا یہ پرواز کرتا ہوا لگتا ہے اس لیئے اسے ذوالجناح کہوں گا چوتھے کا نام عقاب رکھا اس کا چہرہ شیر کی طرح ہے پرواز اس کی عقاب کی طرح ہے سرخ رنگ گھوڑا اسے ہم عقاب کہیں گے کہا بیٹھو گے کس پر کہا باری باری سب پر بیٹھیں گے دادا لیکن اس وقت ہم عقاب پر بیٹھیں گے عقاب کیلیئے لکھا ہے کہ عقاب متعدد پشتوں کے بعد حضرتِ ابراہیمؑ کے گھوڑوں کی نسل میں تھا اور پورا شجرہ اس کا لکھا ہے جیسے ہی اس کے قریب گئے اس نے اپنے ہاتھ پیر جھکائے اور سواری دی جب نبیؐ سوار ہوئے تو اس نے ایک سجدہ کیا اور یہ کہا کہ یا نبیؐ اللہ آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی پشت پر کسی کو بیٹھنے نہیں دیا چونکہ عقاب نے نبیؐ سے یہ کہا تھا کہ سوا آپ کے اس پر کوئی بیٹھے گا نہیں تو نبیؐ نے ہمیشہ عقاب پہ

سواری کی کوئی اور عقاب پر نہیں بیٹھا۔ لیکن اگر کوئی دوبارہ بیٹھا تو پھر وہ شبیہ نبیؐ تھا عقاب نے یہ شکوہ نہیں کیا علی اکبرؑ کیوں بیٹھے اس لیئے کہ اس نے تو وعدہ ہی یہ کیا تھا وہ بیٹھے جو نبی جیسا ہو کربلا میں جب صبح ہوئی اور لشکر کو حسینؑ نے ترتیب دیا یہ میسرہ ہے یہ میمنہ ہے یہ قلبِ لشکر ہے جب علم اور نیزے بانٹے سواریاں بٹنے لگیں لشکر کی ترتیب ہونے لگی تو غلام سے اشارہ کرتے جاتے ہیں گھوڑے لاؤ جب مرتجز آیا کہا عباسؑ یہ تمہارے لیئے والعادیات ضبحاً تم ہمشکلِ علیؑ ہو تم ثانی علیؑ ہو تو اس پر بیٹھو جب میمون آیا کہا قاسمؑ یہ تمہارے لیئے اور جب ذوالجناح آیا کہا اس پر ہم بیٹھیں گے لیکن جب عقاب آیا کہا علی اکبرؑ یہ تمہارے لیئے اتنا وقت نہیں کہ میں بتاؤں کہ کربلا میں مرتجز نے کیا کیا آپ کو معلوم ہے کہ عباسؑ کیسے لڑے تیروں کی ایک چادر تھی جو عباسؑ کی طرف آ رہی تھی اور برستے تیروں میں گھوڑا بڑھتا جاتا تھا لیکن ایک حیوان نے وہاں اپنی نصرت کا ثبوت دیا کہ جب فرات کی لہروں میں گھوڑے کو ڈال دیا کہا تین دن کا پیاسا ہے تو پانی پی لے تو گردن کو بلند کر کے کہا میری شہزادی سکینہؑ پیاسی ہے میں پانی کیسے پی لوں یہ عباسؑ کا گھوڑا ہے اور یہ قاسمؑ کا گھوڑا میمون کہ ازرق کے چار بیٹوں سے قاسمؑ نے جنگ کی اور جس طرح قاسمؑ لڑے ہیں اور سب کو قتل کیا میمون برابر قاسمؑ کا ساتھ دیتا جاتا تھا اور بڑی شجاعت سے میمون قاسمؑ کے اشاروں پہ چل رہا تھا اور حضرت علیؑ اکبر کا راہوار عقاب ہے کہ جب حسینؑ پکارتے ہوئے چلے علی اکبرؑ کہاں ہو اور جب عقاب نے دیکھا کہ حسینؑ ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں علی اکبرؑ آنکھ سے سجھائی نہیں دیتا تو عقاب کے حالات میں لکھا ہے کہ دوڑتا ہوا آیا اور آگے چلا آوازِ بے زبانی سے کہتا تھا، آقا میں آپ کے بیٹے کی لاش پہ پہنچاؤں گا آگے عقاب

چل رہا تھا پیچھے حسینؑ چل رہے تھے اور یہ سن کے آپ کو حیرت ہوگی کہ ان گھوڑوں نے گریہ کیا آنکھ سے آنسو بھی بہائے اور رونے کی صدا بھی دی اور اب ذوالجناح کا حال بھی سن لیجئے یہ زیادہ تر مسجد نبوی کے سامنے والے دروازے پہ بندھا رہتا اور جب بھی نماز پڑھا کے نبیؐ نکلتے تو یہ منظر دیکھتے کہ اس کے پاس چھوٹے سے حسینؑ کھڑے ہوئے ہیں کبھی اس کی گردن پہ ہاتھ پھیر رہے ہیں کبھی اس کی پیشانی پہ ہاتھ پھیر رہے ہیں اور نبیؐ بہت پیار سے یہ منظر دیکھتے ایک دن دیکھا حسینؑ اس کی گردن سے لپٹے ہوئے ہیں قریب آئے کہا حسینؑ یہ گھوڑا تمہیں بہت پسند ہے کہا نانا ہمیں بہت اچھا لگتا ہے کاہم نے تمہیں یہ دے دیا حسینؑ اب اس پہ کوئی بیٹھے گا نہیں بس تم سواری کرنا کہتے ہیں جب صبح ہوتی تو حسینؑ کے دروازے پہ آ کے آواز دیا کرتا جیسے ہی ذوالجناح آواز دیتا حسینؑ باہر آجاتے اور مڑ کے کہتے اماں میرا گھوڑا آ گیا کچھ کھانے کو دے دیجئے تو جناب فاطمہؑ اٹھتیں اور اپنی چادر میں اناج رکھ کر دروازے پر آتیں کہتیں اے حسینؑ کے گھوڑے زہراؑ کے ہاتھ سے یہ کھالے آج شب چہلم ہے میں تفصیل سے مصائب کل شام کو امام بارگاہِ آلِ عبا میں پڑھوں گا قیدیوں کا قید خانے سے آزاد ہونا تفصیل کل پانچ بجے آج تھوڑا سا پڑھوں گا اور ابھی ذوالجناح برآمد ہوگا آپ کے تصور میں حسینؑ کا یہ گھوڑا رہے جس کی شبیہ بنائی جاتی ہے آج بھی مجلس میں عاشور کے دن جب گھر گھر زیارت کیلئے ذوالجناح لایا جاتا ہے تو گھر کی بیبیاں اس کو کچھ کِھلاتی ہیں زہرؑا بی بی کی تاسّی میں رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد عباس بن عبدالمطلبؑ نے دربارِ خلافت میں رسولؐ اللہ کی وراثت کا دعویٰ کیا اور کہا یا علیؑ یہ گھوڑے ہمیں دے دو ہم ہیں نبیؐ کے وارث یہ تلواریں یہ مسند یہ سب ہمیں دے دو علیؑ نے کہا لے

جایئے اگر آپ لے جاسکتے ہیں لے جایئے ''اسپ وزن و شمشیر وفاداری دید'' علیؑ نے کہا یہ زرہ ہے یہ پہن لیجئے پہنا تو اُٹھ نہ سکے وزن اتنا تھا کہا اب ذوالفقار اُٹھا لیجئے دستے پہ ہاتھ رکھا اٹھانا چاہا لیکن تلوار نہ اٹھی کہا اس کا وزن صرف امامت یا رسالت اُٹھا سکتی ہے آپ نہیں اٹھا سکتے کہا یہ سامنے گھوڑا ہے بیٹھیے اور چلے جایئے لیکن جب ذوالجناح کے قریب پہنچے تو اس نے سواری دینے سے انکار کردیا اس نے بے ادبی کی عباس بن عبدالمطلبؑ واپس آگئے اب علیؑ اُٹھے رسولؐ اللہ کی زرہ پہنی نبیؐ کی وہی قبا وہی عبا وہی عمامہ وہی خود پہنا وہی تلوار ہاتھ میں لے کر کمر میں لگائی اس وقت ساڑھے چھ برس کے حسنؑ ساتھ تھے علیؑ نے کہا حسنؑ اب تم یہ لباس پہنو کہاں علیؑ جیسے جوان اور کہاں حسنؑ جیسے بچے کے جسم پہ نبیؐ کا لباس حسنؑ کے جسم پر ایسا لگتا تھا نبیؐ آگئے حسنؑ نے تلوار اٹھائی ذوالفقار کو لہرایا اب علیؑ نے کہا حسینؑ تم یہ لباس پہنو یہ زرہ پہنو یہ خود سر پہ رکھو یہ ذوالفقار کمر سے لگاؤ اور گھوڑے پہ بیٹھ جاؤ چھ برس کا بچہ نبیؐ کا لباس پہن کر کمر میں ذوالفقار لگائے آگے بڑھے، کہتے ہیں جب علیؑ ذوالجناح کے پاس آئے تھے تو رکاب میں پیر ڈال کر سوار ہوئے حسنؑ بھی رکاب میں پیر ڈال کر سوار ہوے لیکن جیسے جیسے حسینؑ ذوالجناح سے قریب ہونے لگے مورخ نے لکھا کہ ویسے ویسے گردن کو ڈالتا گیا گردن کو جُھکاتا گیا جب حسینؑ بالکل قریب آگئے تو گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا حسینؑ سوار ہوئے یہ بچپن کی سواری ہے سوار ہوئے کہتے ہیں جب حسینؑ بیٹھ گئے اور لجام کو سنبھال لیا رکاب میں پیر ڈال دیئے حالانکہ گھوڑے کی عادت ہوتی ہے کہ سوار کو لے کر تیز اُٹھتا ہے لیکن جب حسینؑ بیٹھ گئے تو آہستہ آہستہ اٹھا اور جب چلا تو گھوڑے کی ایک عادت ہوتی ہے کہ ایک سم کو اٹھائے رہتا ہے

تین سموں سے چلتا ہے یہ اصل گھوڑے کی پہچان ہے جب چلا تو ایک پیر کو ڈال کر تین سموں سے آہستہ آہستہ چلا اور جب کادوے میں آیا تو بہت آہستہ آہستہ کہ جیسے سوار کو سنبھالے ہوئے اُسے ڈر یہ ہے سوار گر نہ جائے یہ سب جملے مصائب کے ہیں مجھے نہ دیکھئے کہانی سن چکے آپ ہو چکی کہانی اب اس لیئے نہ سنیئے کہ معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے اب اس لیئے سنیئے کہ رونا ہے سب معلومات ہے سب علم ہے صحیح ہے آپ محفوظ کر رہے ہیں محفوظ کیجئے لیکن چہلم کی رات ہے ہمیں ایک منزل تک پہنچنا ہے جب ارادہ کیا حسینؑ نے کہ گھوڑے سے اُتریں تو ذوالجناح مسجدِ نبوی کے چبوترے کے پاس آیا اور چبوترے کے قریب آ کر آہستہ سے جھکا تا کہ پشتِ فرس سے حسینؑ جب اتریں تو زمین پہ قدم نہ رکھنا پڑے بلکہ مسجدِ نبوی کے چبوترے پہ اتر جائیں تا کہ حسینؑ کو زحمت نہ ہو ایسا ہے یہ حسینؑ کا ناصر بچپن سے عادی تھا وقتِ عصر ہے کربلا میں حسینؑ بہت زخمی ہیں یہ آہستہ آہستہ کیوں اُٹھ رہا تھا یہ آہستہ آہستہ کیوں چل رہا تھا اس لیئے کہ حسینؑ نے جھک کر کان میں کہا مجھے نشیب میں پہنچا دو پھر رخسار یال پہ رکھا دوسرے کان میں کہا اگر نہیں نشیب پہچان رہا ہے تو وہاں چل جہاں سے میری ماں کی صدا آ رہی ہے چونکہ نشیب تھا تو ذوالجناح کو حسینؑ کا بچپن یاد آیا آہستہ چلا کیوں اس لیئے کہ بار بار کبھی گھوڑا اِدھر جھکتا تھا کبھی اِدھر جھکتا تھا اس لیئے کہ حسینؑ ڈگمگا رہے تھے اور چاہتا یہ تھا میرا سوار گر نہ جائے اور یہ فکر اس لیئے تھی کہ گرے نہ اس لیئے کہ اتنے تیر تھے کہ اگر گر گئے تو ہر تیر جسم میں پیوست ہو جائے گا چہلم ہے جیسے عاشور ہے عباسی خلیفہ کے وزیر اس کی بیگم سلطان خدیجہ کہتی ہے بہت دن ہو گئے ہم نے حسینؑ کا چہلم نہیں کیا کنیزوں کو بھی لے چلو سب کو لے چلو اس سال چہلم میں

کربلا میں کروں گی پورا قافلہ آیا اور چار دن پہلے آ کے قبرِ حسینؑ کے قریب خیمے لگا کے قیام کیا کہا ہم چہلم کے دن کربلا میں داخل ہوں گے رات آئی شبِ چہلم انیس صفر خدیجہ سو گئی لیکن جب اٹھی تو روتی چیختی اٹھی کہا کیا ہوا لوگوں نے پوچھا کیا ہوا کہا ابھی میں سو رہی تھی میں نے عجیب خواب دیکھا کہا کیا دیکھا کہا میں نے دیکھا ایک بار میدانِ کربلا میں قبرِ حسینؑ پر ماتم ہوتے دیکھا ہے، اس وقت روضہ نہیں بنا تھا جب کا یہ واقعہ ہے صرف قبر تھی خدیجہ کہتی ہے میدان میں مَیں نے دیکھا کہ ایک بار آسمان سے کچھ سواریاں اتریں میں آگے بڑھی میں نے دیکھا کئی ہزار حوریں آ رہی ہیں سب کے بال کھلے ہیں سیاہ لباس پہنے ہیں اور روتی ہوئی آ رہی ہیں اور آگے آگے ایک بی بی ہے جس کو دو حوروں نے بازو پکڑ کے سنبھالا ہوا ہے وہ روتی ہوئی قبرِ حسینؑ سے قریب ہو رہی ہے میں بھی دیکھنے کو چلی لیکن جب قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ اُس بی بی کے ایک ہاتھ میں علم ہے جس کو حوریں سنبھالے ہیں جب قبرِ حسینؑ قریب آ گئی تو اس علم کو لئے ہوئے وہ بی بی قبرِ حسینؑ پر آئی اور جو حور بازو پکڑے تھی اسے مخاطب کر کے کہا طیبہؑ جلدی جا جنّت میں جا کے بابا سے یہ کہہ دے فاطمہؑ اپنے بیٹے کی قبر پر آ گئی بابا کل میرے بچے کا چہلم ہے۔ خدیجہ کہتی ہے آسمان سے نور اُترنے لگا سوار آئے تو فرشتے ان کے پہلو میں کہتے تھے یہ علیؑ آ رہے ہیں یہ حسنؑ آ رہے ہیں اور ایک بار جیسے ہی ایک بزرگ آئے انہوں نے آ کر اپنے آپ کو قبرِ حسینؑ پر گرا دیا کہا میرے لعل حسینؑ نانا آ گیا بھائی یہ خواب نہیں ہے بیگم خدیجہ کہتی ہے میں نے خواب دیکھا مجھے ابھی لے چلو قبرِ حسینؑ پر اب جو سب آئے تو کربلا میں یہی منظر دیکھا کہ مجمع تھا اور ایک بی بی پکار رہی تھی کل میرے حسینؑ کا چہلم ہے، پھر رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے

فرمایا کہ اے علیؑ تم فاطمہؑ کو تسلی و دلاسہ دو اور انہوں نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ اپنی ماں کو دلاسہ دو۔ امام حسنؑ نزدیکِ مادر آئے اور کہا السلام علیک یا اُمّاہ میں آپ کا دلبند حسنؑ آپ کا بیٹا ہوں کہ ہمارا جگر بھی غم سے پارہ پارہ ہو چکا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اب آپ اس قدر گریہ نہ کریں اور اپنے سر مبارک کو قبر حسینؑ سے اٹھا لیجئے کیونکہ آپ کے رونے سے تمام عالم میں بے چینی ہے۔ (یہ روایت میں نے اپنی کتاب ''غم امام حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت'' صفحہ نمبر ۶۷ پر تحریر کی ہے، یہ روایت ''بحر المصائب'' صفحہ ۳۴۳ پر موجود ہے)

میں تو زیارت کرا رہا ہوں اربعین کی زیارت کا ثواب ہے یہاں بیٹھے بیٹھے قبرِ حسینؑ کی چہلم کی زیارت پڑھو کل کربلا میں بڑا مجمع ہوگا لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے چہلم کے دن قبرِ حسینؑ پر بڑا ماتم ہوتا ہے ملکوں ملکوں کے لوگ آتے ہیں گاؤں کے لوگ دستے بنا کر آتے ہیں اور بنی اسد یہ کہتے آتے ہیں ارے میرا پیاسا آقا ہاتھ میں پانی کے کوزے لیئے بیلچے ہاتھ میں لیئے ہوئے۔ ارے یہ اتنا ماتم چہلم پر کیوں ہے اس لیئے ماتم ہے کہ حسینؑ کی بہن زینبؑ آنے والی ہے۔

حاکم نے کہا جاؤ سیّد سجادؑ ہم نے آج تم کو قید سے آزاد کیا مدینے جاؤ گے ٹھہر جا یزید میں کچھ کہہ نہیں سکتا میں اپنی پھوپھی اماں سے پوچھ لوں پھوپھی اماں ہم آزاد ہو گئے وطن چلیں گی کہا نہیں بیٹا ابھی وطن جا کے زینبؑ کیا کرے گی ابھی تو صفِ عزا نہیں بچھائی ارے ابھی تو بھائی کا ماتم نہیں کیا جاؤ سیّد سجادؑ یزید سے کہہ دو کہ ایک مکان خالی کرے جہاں ہم جی بھر کے بھائی کا ماتم کریں ظالم کے شہر میں مجلس کی بنیاد رکھ دی قید سے نکلیں تو اُس مکان میں آئیں اب روؤ گے نا ہاں رونا چاہیئے اب زینبؑ کے بازوؤں میں رسی نہیں تھی نشان رہ گئے تھے اب گلے میں زین العابدینؑ کے طوق نہیں تھا لیکن گردن کا گوشت گل گیا تھا ہڈیاں نظر

آ رہی تھیں اب ہتھکڑیاں نہیں تھیں لیکن کلائیاں زخمی تھیں اب بیڑیاں نہیں تھیں مگر پاؤں زخمی تھے اب یہ بھی جملہ سُن لو جب قید میں آئی تھیں سکینہؑ ساتھ تھیں مگر جب درِ زنداں کھلا تو زینبؑ نے کہا سکینہؑ سب آزاد ہو گئے ہائے سکینہؑ ربابؑ سے پوچھو ماں قید سے نکلی مگر بیٹی اب تک زنداں میں ہے قبر بن گئی شاید ماں نے پکارا ہو سکینہؑ ہم سب کربلا جائیں گے بابا کے پاس چلو گی سکینہؑ خالی زندان میں رہ گئیں، اس خالی مکان میں اہلِ حرم آئے کہا بیٹا قید سے تو آزاد کر دیا جا کے اُس سے کہو کربلا میں جو ہمارا سامان اور اسباب لوٹا تھا واپس بھجوا دے اور ہاں بیٹا اتنا ضرور کہنا کہ ہمارے وارثوں کے سر بھی بھجوا دے لوٹا ہوا سامان آیا سامان کو کھولا عباسؑ کا پرچم ہٹا دیا بیٹوں کا لباس ہٹا دیا ایک ایک چیز ہٹاتی جاتی ہیں اور کچھ تلاش کر رہی ہیں اور آخر میں حسینؑ کی جلی ہوئی مسند اٹھائی اور سینے سے لگا لیا اور ایک بلندی پر آئیں گویا شہ نشین بنائی اور وہاں حسینؑ کی مسند کو بچھا دیا جب مسند بچھ گئی تو ہاتھ باندھ کر آئیں کہا سیّد سجادؑ بیٹا اس مسند پر بیٹھ جاؤ میرے لعل یہ تمہارے باپ کی مسند ہے اب تم امام وقت ہو آؤ مسندِ امام پہ بیٹھو سجادؑ پھوپھی کے حکم پر آئے مسند پہ بیٹھے اور بے اختیار رو کر کہا اے پھوپھی اماں مجھے مسند پہ کیوں بٹھایا ہے اک بار زینبؑ کھڑی ہوئی ہاتھ باندھے کہا بیٹا زمانے کا یہ دستور ہے جب کسی کا باپ مر جاتا ہے تو عزیز و رشتے دار اُس کو اُس کی یتیمی کا پرسے دیتے ہیں بیٹا عصرِ عاشور کو تیرا باپ مارا گیا ارے زینبؑ تجھے یتیمی کا پرسہ نہ دے سکی اے بیٹا ہاتھ بندھے تھے اب ہاتھ کھلے ہیں پرسہ قبول کرو تیرا باپ مارا گیا۔ بی بی یہ نہیں کہہ رہی ہیں میرے بھائی کا پرسہ نہیں بلکہ کہہ رہی ہیں اے سیّد سجادؑ تیرے باپ کا پرسہ تیری یتیمی کا پرسہ بہن بھائی کے لئے جی رہی ہے اک مرتبہ زین العابدینؑ

نے کہا پھوپھی اماں سر آگئے اُمّ لیلیٰؑ آگے بڑھیں علی اکبرؑ کا سر سینے سے لگالیا اُمّ فروہؑ آگے بڑھیں قاسمؑ کا سر اُٹھالیا رقیہؑ آگے بڑھیں مسلمؑ کے بچوں کے سر اٹھالیئے اب جو عونؑ و محمدؑ کے سر آئے زینبؑ نے دوڑ کر بھائی کا سر اٹھایا ارے میرا اماں جایا حسینؑ حسینؑ۔ دو جملے۔

راوی کہتا ہے ایسا ماتم ہوا سات دن زینبؑ نے ماتم کیا حسینؑ کا، یزید کا دارالحکومت دمشق اُس ماتم سے ہل گیا وہ ماتم زینبؑ نے کیا شام کی کئی ہزار عورتوں نے مل کر اتنی سینہ زنی کی کہ دمشق گونجنے لگا ماتم کی آوازوں سے، زینبؑ نے بنیاد رکھ دی اب قیامت تک ماتم ہوگا، سیّد سجاد چلو لیکن مدینے نہیں ہم پہلے کربلا جائیں گے کربلا ہو کر مدینے جائیں گے اے سیّد سجادؑ میں دیکھنا چاہتی ہوں ارے کہیں میرے بھائی کا لاشہ تو دھوپ میں نہیں پڑا جب تک مجھے اطمینان نہیں ہو جائے گا کہ قبریں بن گئیں زینبؑ وطن نہیں جائے گی کہا چلیئے پھوپھی اماں، تقریر کے آخری جملے سواری آئے گی حسینؑ یاد آئیں گے ماتم آپ ساری زندگی کریں گے گریہ آپ کریں گے، اللہ سلامت رکھے آپ سب کو اللہ اپنے تحفظ میں رکھے صدقے حسینؑ کے کہا پھوپھی اماں سواریاں تیار ہیں چلیئے زینبؑ مکان سے باہر آئیں دیکھا ناقے کھڑے تھے اونٹ کھڑے تھے وہی اونٹ جن پر کبھی بیٹھ کر زینبؑ مدینے سے آئی تھیں عماریاں تھیں لیکن جب ۱۱ر محرّم کو کربلا سے اسیر ہو کر چلیں تو صرف لکڑی کے کجاوے تھے اور جب ان حیوانوں پر اسیر سفر کر رہے تھے تو یہ حیوان رو رہے تھے زینبؑ بھی رو رہی تھیں اور ناقے بھی رو رہے تھے یہ وہی ناقے ہیں جن پر ۲۸ر رجب کو عباسؑ نے سوار کیا اور یہ وہی ناقے ہیں جن پر رسولؐ زادیاں شہر بہ شہر پھرائی گئیں یہ آج وہی ناقے ہیں جو سواری کے لیئے تیار

ہیں لیکن ہر عماری پر مخمل زربفت و دیبا کے رنگین پردے پڑے ہوئے تھے زینبؑ واپس آ گئیں کہا سیّد سجاد یہ رنگین پردے پڑے ہیں ارے بہن بھائی کی سوگوار ہے اس سواری پر زینبؑ نہیں بیٹھے گی پردے بدل دیئے گئے سیاہ پردے ڈالے گئے گیارہ محرّم کو بھی زینبؑ نے ایک ایک بی بی کو سوار کیا تھا آج بھی آواز دی آؤ اُمّ لیلیٰؑ چلیں کربلا آؤ ربابؑ چلیں کربلا آؤ اُمّ کلثومؑ چلیں کربلا سب بیبیاں بیٹھ گئی فضّہ تو بھی تو بیٹھ جا کہا شہزادی کیسے بیٹھوں ابھی ربابؑ بی بی کہاں بیٹھی ہیں بس یہ سننا تھا زینبؑ نے کہا کہاں ہیں بھابھی دائیں دیکھا بائیں دیکھا ربابؑ نظر نہ آئیں وہ شام کی عورتیں جو پہنچانے آئی تھیں وہ عورتیں آگے بڑھیں کہا شہزادی جب ہم درِ زندان کی طرف سے آ رہے تھے تو ہم نے وہاں دیکھا تھا اک بی بی درِ زنداں سے لپٹی تھی اور کسی بچی کو یاد کر کے رو رہی تھی زینبؑ سمجھ گئیں آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی درِ زنداں پہ پہنچیں دیکھا ربابؑ درِ زنداں سے لپٹی ہوئی اک ننھی سی قبر کو دیکھ کر رو رہی تھیں ارے سکینہؑ اے میری نادان سکینہؑ میری جان سکینہؑ ماں جا رہی ہے آہستہ سے اُمِّ ربابؑ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر جنابِ زینبؑ نے کہا بھابھی سواریاں تیار ہیں چلیے ربابؑ نے کہا کہاں جائیں شہزادی جب مدینے سے آئے تھے میرا والی حسینؑ ساتھ تھا میری گود میں میرا علی اصغرؑ تھا زانوؤں پر سکینہؑ تھی اے بی بی اب ربابؑ کے پاس کیا رہ گیا علی اصغرؑ کربلا میں سو گئے اور میرے والی کی قبر کربلا میں بنی ایک بچی سکینہؑ تھی وہ قید خانے میں سو گئی اب میں یہاں سے جا کے کیا کروں زینبؑ نے گی، کہا ربابؑ چلو کربلا علی اصغرؑ اور اپنے والی کی قبر پہ جا کر ماتم کرنا سمجھا کر اُٹھایا آخری جملہ تقریر کا ربابؑ کو کیسے صبر دلاتیں کیسے سمجھاتیں جب عماری پر بیٹھ گئیں اپنے ساتھ ربابؑ کو بٹھایا اور شانوں کو

تھامے ہیں جب سواریاں چلنے لگیں تو شام کی کئی ہزار عورتیں سواریوں کے پیچھے روتی ہوئی چلیں ہائے ماتم کرتی ہوئی حسینا ہائے حسینا، ہائے حسینا، ہائے حسینا......اک بار عماری کے پردے کو الٹا اور اُلٹ کر کہا اے شام کی رہنے والیو! تمہاری گودیوں میں بچے ہیں نہ بچوں کو لیئے کھڑی ہوا رے تمہارے بچوں کو اللہ سلامت رکھے ایک بچی ہم بھی رکھتے تھے اے شام کی رہنے والیو! جب زندگی کے کاروبار سے رخصت پانا اتنا یاد رکھنا جب شام ہو جائے یہ خیال رہے کہ اندھیرے زندان میں اک بچی اکیلی ہے ارے وہ بچی اندھیرے سے بہت گھبراتی ہے ایک چراغ سکینہؑ کی قبر پہ جلا دینا ارے قافلہ چلا گیا شام کے زندان میں سکینہؑ اکیلی رہ گئی ماتم حسینؑ

دسویں مجلس

حیواناتِ جنّت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے اور درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے

عشرۂ چہلم کی دسویں تقریر آپ حضرات سماعت فرمارہے ہیں۔ ''انسان اور حیوان'' کے موضوع پر یکم محرّم سے آج چالیس روز پورے ہوگئے ہیں ایک عزا خانے سے دوسرے عزاخانے ماتم داروں کو جاتے ہوئے صدقہ ہے غمِ حسینؑ کا نا معلوم ہم کتنے موضوعات کتنا علم اس دربار سے لے کر اُٹھتے ہیں سال بہ سال ہمارا حافظہ ہماری توانائیاں ہماری عقل سب غمِ حسینؑ سے وابستہ ہیں اور انشاء اللہ اِس طرح عزاداری سے وابستہ رہیں گے جس موضوع کا انتخاب کیا گیا تھا بظاہر وہ موضوع ایسا تھا کہ جس میں ذہن کی سرشاری کی کیفیتوں کی گنجائش کم تھی لیکن آپ نے دیکھا جو موضوع اہلِ بیتؑ سے وابستہ ہوجائے وہ موضوع خود پکارتا ہے کہ ہم بھی اہلِ بیتؑ سے وابستہ ہیں ''انسان اور حیوان'' کے موضوع کو مکمل کرتے ہوئے کم از کم ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ انسان کم تر ہے، اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ نے کئی مقام پر حیوان کی تعریف کر کے یہ ضرور کہا کہ انسان بہت سرکش ہے یہ اپنے رب کا نافرمان ہے ظاہر ہے اُس نے تمام انسانوں کی تعریف نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ سب گھاٹے میں ہیں اعلان کردیا اللہ نے کہ تمام انسان نقصان میں ہیں جب اللہ ہی کہہ دے کہ گھاٹے میں ہیں تو ان کو

فائدہ کون پہنچائے گا۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورۂ عصر آیت ا تا ۳)

ہاں وہ انسان جو ایمان رکھتے ہیں عملِ صالح کرتے ہیں اور حق اور صبر کی راہ پر چلتے ہیں وہ نقصان میں نہیں ہیں خدا کا شکر ہے کہ ہم انہیں انسانوں میں ہیں جو کہ نقصان میں نہیں ہیں اس لیئے کہ عملِ صالح ہم غم حسینؑ کی شکل میں کرتے ہیں، ایمان ہمارا کُلِ ایمان سے وابستہ ہے حق ہمارا علیؑ ہے اور صبر ہمارا حسینؑ ہے اس لیئے نہ ہم گھاٹے میں نہ نقصان میں ہیں اور عصر کے ساتھ ساتھ ہیں اس لیئے کہ ہم امام عصرؑ کو مانتے ہیں اب جس کے پاس صاحب العصرؑ نہ ہو تو اُس کا عصر کیا اُس کے یہاں تو قصر ہے اور جو مقصر ہے وہ گھاٹے میں ہے اور ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم استدلال منطق، دلیلوں کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انسان سے حیوان افضل تو نہیں لیکن کچھ باتوں میں وہ انسانوں سے بلند نظر آتا ہے خصوصاً اس بات میں کہ انسان کو روزِ محشر اُس کے گناہوں کی سزا اور نیک کاموں کی جزا ملے گی اچھے لوگ جنّت میں جائیں گے اور برے لوگ جہنم میں جائیں گے لیکن حیوانوں کے لیئے نہ حساب ہے نہ کتاب ہے نہ جنّت ہے نہ دوزخ ہے کیسے سستے میں چھوٹ گیا یہ حیوان یہ تو انسانوں کے لیئے ہے

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (سورۂ صافات...آیت ۲۴)

انھیں ٹھہراؤ ہمیں اُن سے سوال کرنا ہے پوچھو ولایت علیؑ لے کر آئے ہیں یا نہیں ارے فیصلہ تو بعد میں ہوگا کون جنّت میں جائے گا کون جہنم میں جائے گا اور یہی نہیں ان کو ان کی تصاویر دکھا دو یہی لکھا ہے قرآن میں جو مطالعہ نہیں کرتے

وہ یہ سمجھتے ہیں میں نے کیا پڑھ دیا یہ بھی قرآن میں ہے کہ صرف نامۂ اعمال ہی نہیں پیش کیا جائے گا تصویر پیش کی جائے گی تا کہ بھاگ نا سکو یا ہم نے نہیں کیا ہم نے یہ نہیں کہا دیکھو یہ تم ہو کہ یا نہیں تصویریں دکھائی جائیں گی دیکھو لو یہ تمہاری زندگی ہے کیا کہا تھا علیؑ کے بارے میں کیا کفر بکا تھا حسینؑ کے بارے میں یہ کیا کہہ رہے ہو سنو خود سنو ایک ایک لحہ محفوظ کیا جارہا ہے انسان اپنے دماغ سے تصویر ایجاد کرسکتا ہے اور وہ جو دماغ انسان کا خالق ہے تو کیا وہ سب کی زندگیاں محفوظ نہیں کررہا ہے بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ اُسے بیکار پتھر نہ سمجھو حجر اسود کیمرہ ہے ہاتھ رکھا اور عیب کُھلے جب تک حجر اسود کو نہیں چھوتا عیب ڈھکے رہتے ہیں جو نیک ہے اُس کی نیکیاں ظاہر کردیتا ہے وہ پتھر جس انسان کے پاس عیب ہیں وہ عیب ظاہر کردیتا ہے، وہ پوری زندگی کو محفوظ کرلیتا ہے آگئے پتھر نہیں پتھر وہ تھے جنہیں تم کبھی ماضی میں پوج رہے تھے یہ چمک دار روشن جنّت کا پتھر ہے آسمان سے آیا آدمؑ کے لیئے حضرت ابراہیمؑ تک آیا اور اب تک موجود ہے۔ حملے بھی ہوئے، یمن والے اُٹھا کر لے گئے ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیا، اب تو ٹکڑے جُڑے ہیں پورا پتھر نہیں ہے ٹوٹ چکا ہے لیکن اس کا اثر ختم نہیں ہوا یہ حساب کتاب انسانوں کے لیئے ہے حیوان کے لیئے نہیں ہے اور نہ ہی محشر میں حیوانوں کو زندہ اُٹھایا جائے گا نہ اُن سے کوئی سوال کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی روحوں کو جنّت میں جانا ہے لیکن فرمایا حدیث میں کہ اصحابِ کہف کا کتا جنّت میں جائے گا یعقوبؑ نبی نے جس بھیڑیئے کو بلایا تھا جس نے کہا تھا ہم درندے اولادِ انبیاء پر حملہ نہیں کرتے، قدرت نے ہم پر وحی کردی کہ سادات اولادِ انبیاء پر حملہ نہیں کرنا ہے۔ اس نے پوری قوم کی نمائندگی کرکے بتادیا وہ جنّت میں جائے گا۔

کہ ہم درندے انبیاء کا گوشت نہیں کھاسکتے ہم پر انبیاء کا گوشت منع ہے اور وہ انسان درندے ہیں جو انبیاء کا قتل کرتے ہیں وہ بھیڑیا جنّت میں جائے گا اس لیئے کہ اُس نے اپنی پوری قوم کی طرف سے نمائندگی کر کے بتادیا کہ قیامت تک ہم درندے اولادِ رسولؐ پر حملہ نہیں کریں گے بڑا کارنامہ کیا اُس نے اس لیئے وہ جنّت میں جائے گا وہ دنبہ جو اسماعیلؑ کے لیئے آیا وہ جنّت میں جائے گا، بلعم بن باعور کا گدھا جنّت میں جائے گا،

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِیْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (سورۂ اعراف آیت ۱۷۵)

ترجمہ: ''لوگ اپنی غلطی سے باز آئیں اور اے رسولؐ تم ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنادو جسے ہم نے اپنی آیتیں عطا کی تھیں پھر وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا پکڑا اور آخر کار وہ گمراہ ہو گیا''

حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک شخص بلعم باعور تھا اس کو اسم اعظم یاد تھا اور جب وہ اس اسم کے ذریعہ سے دعا کرتا تھا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی تھی فرعون نے حضرت موسیٰؑ کا پیچھا کیا تو بلعم سے فرمائش کی تم دعا کرو کہ موسیٰؑ اور اس کے ساتھی ہمارے قبضہ میں آجائیں یہ سنتے ہی بلعم اپنے گدھے پر سوار ہوا مگر خدا کی شان اس نے ہر چند کوشش کی گدھے نے ایک قدم بھی نہ اُٹھایا جب اس نے مارنا شروع کیا تو خدا کی قدرت سے گدھا فصیح زبان سے کہنے لگا تجھ پر وائے ہو تو مجھے کیوں مارتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ چلوں کہ تو خدا کے رسولؐ اور مومنین پر بددعا کرے۔ آخر اس نے نہ مانا یہاں تک مارا کہ وہ گدھا مر گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسم اعظم اس کی زبان سے نکل گیا اور اس کا اثر جاتا رہا۔ آخر کافر بن بیٹھا

اور جہنم کا کندہ بنا۔

کربلا کے سارے گھوڑے جنّت میں جائیں گے، رسولؐ کا ناقہ جنّت میں جائے گا، سیّد ساجدینؑ کی اونٹنی جنّت میں جائے گی، وہ سارے اونٹ جو اسیروں کو شام تک سے لے گئے جنّت میں جائیں گے، وہ چار پرندے جنہیں ابراہیمؑ نے مار کر زندہ کیا جنّت میں جائیں گے، وہ کوّا جو قابیل کو بتانے آیا کہ قبر کیسے بناتے ہیں جنّت میں جائے گا، تو کچھ پرندے کچھ جانور حیوانوں میں جنّت میں جائیں گے اور وہ سب کشتی نوحؑ میں بھی تھے جنّت میں جائیں گے تب ہی پتہ چل گیا تھا کہ یہ پرندے یہ جانور کشتی نجات میں ہیں اور ان کی نسل انسانوں کی وفادار ہے قرآن نے پورے پورے سورے وقف کیئے ہیں جانوروں کے بارے میں کیا حلال ہے کیا حرام ہے سورہ مائدہ میں سورہ بقرہ میں سورہ انعام میں یہ بھی بتایا کہ تمہارے کھانے کے لئے ہم نے حلال جانور پیدا کئے اور یہ بھی بتایا کہ یہ جانور تمہارے کام آتے ہیں تم ان پر اپنا سامان لادتے ہو تم ان پر سفر کرتے ہو تمہارے فائدے کے لیئے ہیں تم ان کا اون اُتار کر اپنے لباس تیار کرتے ہو ان کی چربی ان کی ہڈی یہ سب تمہارے کام آتی ہے سوچو تو سہی تمہارا رب تم پر کتنا مہربان ہے کہ اُس نے تمہیں آرام پہنچانے کے لیئے کیا کیا ذرائع استعمال کیئے ایک گفتگو تو یہ ہے قرآن میں اور دوسرا طریقہ یہ ہے قرآن کا اس طرح ذکر کیا کہ بعض جانور ہدایت کے لیئے آئے اور انسان کی ہدایت سب سے پہلے جس نے کی وہ کوّا ہے سورہ مائدہ میں کوّے کا ذکر ہوا:-

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ

اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ (سورہ مائدہ آیت ۳۱)

ترجمہ:- "تب اُسے فکر ہوئی کہ لاش کو کیا کرے تو خدا نے ایک کوے کو بھیجا کہ وہ زمین کو کریدنے لگا تا کہ اُسے (قابیل کو) دکھادے کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کیونکر چھپانی چاہیئے (یہ دیکھ کر) وہ کہنے لگا ہائے افسوس کیا میں اس سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوے کی برابری کرسکوں"۔

قابیل نے ہابیل کو قتل کیا قابیل لاش اُٹھائے اُٹھائے پھرا کہ اب اس کا کیا کرے تو کوّے آئے لڑے ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو مارا کوّے نے زمین کھودی اور مرے ہوئے کوّے کو دفن کیا تو اُس نے دیکھا اور کہا ہائے میری کمبختی کہ ایک پرندہ مجھے بتائے کہ کیا کرنا ہے اور مجھے نہیں معلوم اگر کوّا نہ بتا تا تو انسان کو یہ پتہ بھی نہ چلتا مردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے مچھر کا ذکر کیا مکھی کا ذکر کیا مچھر کا ذکر کیا تم عاجز ہو تم ایک مچھر تو بنا نہیں سکتے تو تم خدا سے کیا مقابلہ کر رہے ہو مکھی کا ذکر کیا اس مخلوق کو دیکھو پسّو کا ذکر کیا مینڈک کا ذکر کیا ٹڈیوں کا ذکر کیا جوؤں کا ذکر کیا یہ چار وہ چیزیں ہیں جو قوم بنی اسرائیل پر عذاب بن کر آئیں پانی میں مینڈک منھ سے مینڈک گھروں میں مینڈک چاروں طرف سے نکلے یہ عذاب تھا قومِ موسیٰؑ پر، جناب صالحؑ کے ذکر میں اونٹنی کا ذکر کیا جنابِ یعقوبؑ اور سورہ یوسفؑ میں گائے اور پرندوں کا ذکر کیا اور بھیڑیئے کا ذکر کیا اور سورہ کہف میں کتے کا ذکر کیا جس کا نام قطمیر ہے انسانوں کے ساتھ حیوان کا ذکر بھی ہے اسی کے ساتھ ساتھ اُس نے گھوڑوں کا ذکر کیا اونٹوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا اللہ نے چھ مقامات پر بندر کا ذکر کیا ہم نے اصحاب سبت سے کہا تھا کہ مچھلی کا شکار ہفتے کو نہیں کرنا لیکن وہ نہیں مانے ہم نے پوری قوم کو مسخ کر کے بندر بنا دیا فَلَمَّا عَتَوْا

عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (سورۂ اعراف آیت ۱۶۶)

جو لوگ باہر گئے ہوئے تھے جب واپس اپنے شہر میں آئے تو تمام لوگ بندر نظر آرہے تھے اور سب رو رہے تھے انہوں نے انہیں پہچانا کہ یہ وہ ہیں تمہارے بزرگ جو اسی شہر میں رہتے تھے اور وہ اب تک بندر ہیں اللہ یہ کہے کہ ہم نے انسان سے بندر بنایا اور ڈارون یہ کہے کہ بندر سے انسان بنا ہے، وہ اللہ کی حکمت کو نہیں سمجھا وہ حیران یہ ہوا کہ بندر انسان سے ملتا جلتا ہے اس کے معنی پہلے بندر بنا پھر بندر سے انسان بنا کاش کہ وہ بنی اُمیّہ کو جانتا ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ انسان سے بندر بنتا ہے، بندر سے انسان نہیں بنتا، ہم نے بنی اُمیّہ کو بندر اور چھپکلیوں میں مسخ کر دیا۔

چھ مقامات پر مسخ شدہ قوموں کے بارے میں اللہ نے کہا ہم نے اُن پر عذاب نازل کیا انہیں ہم نے جانور بنا دیا پانچ مقامات وہ ہیں جہاں قرآن میں اللہ نے کہا کہ ہم نے سرکش قوم کو بندر بنا دیا سُور بنا دیا اور ایک مقام قرآن میں ایسا ہے جہاں ہمارے نبیؐ نے خواب دیکھا کہ میرے منبر پہ بندر اُچھل رہے ہیں اتنے رنجیدہ تھے نبیؐ کہ اس خواب کے بعد نبیؐ کو کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا تو نبیؐ کی تسلی کے لیئے اللہ نے نازل کیا "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۶۰)

"رسولؐ وہ وقت یاد کرو جب تم سے ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارے پروردگار نے لوگوں کو (ہر طرف سے) روک رکھا ہے (کہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے) اور ہم نے جو خواب تم کو دکھلایا تھا تو بس اسے لوگوں (کے ایمان) کی آزمائش (کا ذریعہ

ٹھہرایا) تھا اور اسی طرح وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی اور ہم باوجودیکہ ان لوگوں کی طرح سے ڈراتے ہیں مگر ہمارا ڈرانا ان کی سخت سرکشی کو بڑھاتا ہی گیا''۔

ہم نے تو آپ کو شب قدر دے دی خواب کی تعبیر یہ تھی کہ تراسی برس تک بنی اُمیہ کا قبضہ خلافت پر رہے گا الف شہر ایک ہزار مہینے ایک ہزار مہینے کے تراسی برس بنتے ہیں اور تراسی برس بنی اُمیہ رہے اللہ نے کہا جانے دیجئے یہ تراسی برس آپ کا دشمن رسوا ہوگا، ہم نے آپ کو شبِ قدر دے دی آپ کی اولاد کو اگر حق نہیں ملے گا تو نہ ملے اُن کے پاس شبِ قدر ہے اور جس کے پاس شبِ قدر ہے اُس کے پاس اسم اعظم ہے اور جس کے پاس اسم اعظم ہے اُس کے پاس دو عالم کی حکومت ہوتی ہے جب امام حسنؑ لکھ چکے اور دستخط کر چکے لوگوں نے کہا حکومت آپ نے اسے دے دی کہا دشمن سے جا کے یہ پوچھو کہ اس کے پاس شبِ قدر ہے شبِ قدر ہمارے پاس ہے کچھ سمجھے کہ ہے کیا شبِ قدر۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (سورۂ قدر آیت ۱ تا ۳)

ترجمہ: ''ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تم کو کیا معلوم شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس (رات) میں اپنے پروردگار کی طرف سے (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور روح (امری) آتی ہے۔ یہ رات صبح کے طلوع ہونے تک (از سرتاپا) سلامتی ہے''۔

کیا ہے شبِ قدر اللہ کا امر لے کر روح اور فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں جو

حاکم ہے کائنات کا امرِ رب کیا ہے اللہ کا ارادہ اور جو اللہ کے امر کا مالک ہو اُسے
صاحب الامرؑ کہتے ہیں اب صاحب امر کے سامنے کیا ہے حکومت کیا ہے یہ دنیا کا
تخت اس لیے کہ ان کی حکومت جاری وساری ہے حکومتوں کے تختے الٹتے رہتے
ہیں تو گویا بندروں نے تخت پہ قبضہ کیا اب اگر میں بندر کے عادات واطوار بتاؤں
تو آپ خود سمجھ جائیں گے کہ نبیؐ کو صدمہ کیوں ہے اس لیئے کہ بندر چوری کا بھی
ماہر ہوتا ہے نقلچی بھی ہوتا ہے انسان کو پریشان بھی کرتا ہے شر انگیزی بھی کرتا ہے
بھبکیاں بھی دیتا ہے لیکن اگر ایک پتھر اُٹھاؤ تو بھاگ جاتا ہے دور سے ڈراتا رہتا
ہے اس لیئے کہ بزدل ہوتا ہے حیوان کبھی کبھی انسانوں کا نقشہ بنا دیتا ہے ابراہیمؑ
سے کہا بیٹے کو قربان کرو حیران ہے دنیا یہ کیسا امر تھا یہ کیوں حکم دیا پروردگار کے ہر
حکم میں کئی کئی راز ہوتے ہیں کیونکہ ابراہیمؑ کے عہد تک انسان اتنا حیوان بن چکا
تھا کہ اپنی دیویوں اور اپنے دیوتاؤں کے سامنے انسانوں کی قربانی دینے لگا تھا
وحشی قبیلے انسانوں کو زبردستی پکڑ کے لاتے اور بتوں کے قدموں میں کاٹ دیتے
اللہ اس بری رسم کو بند کرانا چاہتا تھا اس لیئے ابراہیمؑ سے کہا اپنے بیٹے کو قربان کرو
تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اللہ نے ایک حکم دیا کہ بیٹے کو ذبح کردو جب تک اللہ یہ نہ
کہتا تب تک انسان ادھر متوجہ نہ ہوتے حیرانی بڑھی انسان کی کہ کیا ایسا بھی ہوسکتا
ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرسکتا ہے یہ کیسا حکم اللہ نے دیا جہاں حیرانی ہے
وہاں علم ہے حیرانی کہیں نہیں ہوتی صرف علم کی منزل پہ ہوتی ہے، صرفِ علم انسان
کو حیران کرتا ہے موسیٰؑ نے کہا یہ کیا کیا کشتی میں سوراخ کردیا حیرانی، یہ کیا کیا
معصوم بچے کو قتل کردیا حیرانی یہ کیا کیا گرتی ہوئی دیوار اُٹھا دی حیرانی کہا اب تمہارا
اور ہمارا ساتھ نہیں ہوسکتا حیرانی اگر تھی تو دل میں رکھتے اظہار کیوں کیا تو ساتھ

چھوٹا ہمارا تمہارا تم اپنے راستے ہم اپنے راستے موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے ساتھ تو چھوٹا لیکن بتاؤ یہ سب کیا تھا حیرانی تھی جبھی تو پوچھا یہ تھا کیا تو خضر نے کہا کشتی میں سوراخ اس لیئے کیا کہ کشتی والا غریب تھا مالک اُجرت زیادہ مانگتا تھا یہ تھا مومن سوراخ اس لیئے کیا کہ مالک کو زیادہ اُجرت نہ دینی پڑے ہم کشتی میں بیٹھ رہے تھے اُسے اُجرت سے بچایا، اور دیوار اس لیئے اٹھادی کہ اُس دیوار میں ایک یتیم کا خزانہ چھپا ہوا تھا اگر دیوار گر جاتی لوگ لوٹ لیتے جب وہ بڑا ہوگا تو خزانہ حاصل کرلے گا اس لیئے ہم نے دیوار بنا کر محفوظ کردیا کہ یتیم کا مال تھا اور بچّے کو اس لیئے مارا کہ بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کا نافرمان بننے والا تھا یہ ہے علم کہ جہاں حیرانی ہوا اللہ نے قرآن میں بار بار انسان کو حیران کیا ہے کہ تم یہ کیا کر رہے ہو انسانوں کی قربانیاں بتوں کے آگے چڑھا رہے ہو جنہیں تم اپنا دشمن سمجھتے ہو اُنھیں پکڑ لاتے ہو اور بتوں کے سامنے ذبح کر دیتے ہو حیرت سے مجھے نہ دیکھیئے، علم میں حیرانی تو ہوتی ہے آج بھی ہندوستان بھی کالی دیوی کے مندر میں انسان ہی کاٹا جاتا ہے، نہیں معلوم آپ کو، بعض جگہ فتوے ہیں کہ شیعوں کو مارو ثواب ہے اپنے پرانے دیوتاؤں کو بَلی چڑھا رہے ہیں سیکھا کس سے ہندوستان کے اُس قبیلے سے جو یہ کہتا ہے مسلم کو مارنا اور دیوی دیوتاؤں کے قدموں پر بَلی چڑھانا ثواب ہے۔

ایک ہندو قبیلہ بھی انسان کا لہو پی رہا ہے پاکستان کے دہشت گرد بھی انسان کا لہو پی رہے ہیں تو حیوان اور انسان میں فرق تو بتاؤ اُس فرق کو ختم کرنے کے لیئے ابراہیمؑ سے اللہ نے کہا بچّے کو قربان کر دتا کہ حیرانی ہو اور پوچھیں کہ یہ کیا ہے میں سمجھاؤں گا حالانکہ آخری تقریر ہے لیکن سارا میٹر بچ گیا میں خوش ہوں کہ ایک

عشرہ کہیں اور پڑھ سکتا ہوں مطلب یہ کہ نہ رکھوں انسان اور حیوان تو یہ موضوع تو رکھ سکتا ہوں حیوانِ قرآنی اور جو بقیہ چیزیں ہیں وہ کہیں پڑھ دیں اب تھوڑا سا کام ہے سمجھادوں، یہ ضروری نہیں کہ جو حکم ملے اُس پر عمل بھی ہو جائے ہو گیا قیمتی جملہ اسی کی تشریح کر رہا ہوں ضروری نہیں کہ اللہ یہ کہے کہ یہ کرو اور وہ ہو بھی جائے اب سنیں معصوم سے پوچھا گیا کہ کیوں نہیں اللہ نے چاہا کہ شیطان سجدہ کرے اللہ نے کیوں نہیں چاہا کیا اللہ کے لیئے ناممکن تھا کہ شیطان سے سجدہ کروائے کہا ہاں کرواسکتا تھا جب دیکھ رہا ہے کہ فرشتے سجدہ کر رہے ہیں اور شیطان سجدہ نہیں کر رہا ہے تو وہ چاہتا تو شیطان کی پیشانی جھکا کر زبردستی سجدہ کرا سکتا تھا لو یہ ہو گیا سجدہ کیسے تو نے سر کو اُٹھایا میرے سامنے دیکھ میں قادر ہوں اور یوں سجدہ کراتا ہوں امام کا جملہ سنیئے معصوم کے علاوہ یہ جملہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہا سن حکم دیا کہ سجدہ ہو لیکن نہ چاہا کہ سجدہ ہو حکم دیا کہ بیٹا ذبح ہو لیکن نہ چاہا کہ بیٹا ذبح ہو دیکھا معصوم نے کیسی آسانی سے سمجھا دیا اب تشریح کر لیجئے امام نے فرمایا کہا ہاں اُسے چھوڑ دیا کہ جا اگر خدا چاہتا تو تیری پیشانی کو پکڑ کے جھکا دیتا سجدہ ہو تو جاتا مگر وہ اکڑ کے کہتا نہیں بس چلا نہ تیرا تو نے جبر سے سجدہ کروایا زبردستی کراویا ظلم سے کروایا اور علیؑ سے کسی نے پوچھا تھا اللہ کے پاس کیا نہیں ہے یہی سوال پہلے کسی اور سے ہوا اللہ کیا نہیں جانتا اللہ کیا نہیں دیکھتا اللہ کیا نہیں رکھتا اللہ کے پاس کیا نہیں ہے کہا یہ کفر بک رہا ہے اسے دربار سے نکالو سلمانؑ فارسی نے کہا علیؑ کے پاس چلو یہی سوال علیؑ کے پاس دہرائے گئے اللہ کیا نہیں رکھتا، کہا بیٹا نہیں رکھتا کہا کیا نہیں ہے پاس کہا ظلم نہیں ہے پاس جیسے ہی پیشانی کو جھکاتا، حیوانوں میں رہ گیا تھا نا شیطان، حیوانوں میں شمار ہے شیطان کا جتنی بھی حیوانوں پر کتابیں لکھی

گئیں ہیں اُن میں پہلا باب انسان کا ہے اور آخری باب شیطان کا ہے جب
سب جانوروں کا حال ختم ہو جاتا ہے تو علماء شیطان کا حال لکھتے ہیں آخری تقریر
ہے آخری چیپٹر پڑھ رہا ہوں تو وہ اکڑ کے کہتا کہ اللہ نے ظلم سے سجدہ کروایا اللہ ظلم
کرتا نہیں اس لیئے کہ وہ عادل ہے چھوڑا اس لیئے تا کہ اُس کا عدل برقرار رہے
اُس نے زندگی مانگی اللہ نے زندگی دے دی، عدل ہے، جبر نہیں ہے، ظلم نہیں
ہے، نہیں کیا سجدہ جا ہمیں کیا پروا کہ ہم زبردستی تجھ سے سجدہ کروائیں، ہم کیا تجھ
سے ڈر گئے ہم کسی سے ڈرتے نہیں، تو انسانوں کو بہکائے گا ہم انسانوں کو جہنم
سے بھر دیں گے اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے اس کی بنائی ہوئی مخلوق
ہے جہنم میں ڈالے یا جنّت میں، بھر دے جہنم کو ہم خوش ہیں اس بات پر کہ تو نے تو
اعلان کر دیا اپنے رسولؐ کی زبانی کہ اگر تمام دنیا علیؑ کی محبت پر یکجا ہو جاتی ہم جہنم
نہ بناتے ہم خوش ہیں تو نے جہنم بنائی اس لیئے کہ دنیا علیؑ سے محبت نہیں کر رہی ہے
اس لئے جہنم بہت ضروری ہے۔ کوئی مغفرت کی دعا مانگنے کی ضرورت نہیں رضی
اللہ رضی اللہ کیسے یہ اللہ کیسے راضی ہو کرم اللہ وجہہ چہرہ تو علیؑ ہے اگر علیؑ کو راضی کیا!
علیؑ راضی تو خدا بھی راضی تمہیں اللہ کے راضی ہونے یا ناراض ہونے کا پتہ کیسے
چلے چہرہ تو یہ علیؑ ہے دیکھنا ہے کہ میں ناراض ہوں تو علیؑ کا چہرہ دیکھ لینا اب بھی
نہیں سمجھے آپ کیا فرمایا نبی نے جس نے فاطمہؑ کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت
دی جس نے مجھے اذیت دی اُس نے خدا کو اذیت دی جو خدا کو اذیت دے وہ
جہنمی ہے ہو گیا نا فیصلہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے یہ عبادت کیوں قرار
دے دیا دیکھتے رہنا ناراض تو نہیں ہیں بار بار دیکھتے رہو اور اگر علیؑ ناراض ہیں تو
سو فیصد یقین کر لو کہ جہنم تمہارے لیئے بنائی ہے اب شکوہ نہ کرنا یہ آگ کیوں جلائی

ہے ہر چیز کا کوئی مقصد ہے تو اس کا بھی مقصد ہے کہ یہ تمہارے لیئے، ابراہیمؑ بیٹا کیوں قربان کریں اس لئے کہ ہم انسانیت کا لہو بچانا چاہتے ہیں یہ انسان انسان کا قتل جو کرر ہا ہے ہم انسان کو بچانا چاہتے ہیں بیٹے کو لٹا دیا گلے پر چھری رکھ دی آنکھ کھولی پٹی ہٹائی ایک حیوان ذبح سامنے پڑا ہے دنبہ آ گیا کتنا خوش قسمت ہے وہ دنبہ کہ اسماعیلؑ کی جگہ ابراہیمؑ کی چھری کے نیچے آ کر نسل ابراہیمؑ کو بچا گیا آپ نے حیوان کا مرتبہ دیکھا اُس نے کہا ہوگا بارگاہِ الٰہی میں کہ مجھے پیش کر دے تو اُس حیوان کی عظمت اتنی بڑھ گئی غور کرنا میرے جملوں پر کہ اب اُس کی عظمت اتنی بڑھ گئی کہ اب اُس کی شبیہیں بنیں لاکھوں کروڑوں جو قربان ہوں اُس کی شبیہیں بنیں جانور سہی حیوان سہی اب گلے میں ہار پہناوٗ لیئے لیئے گھومو دکھاتے ہیں لوگ ایک لاکھ کا جانور دو لاکھ کا جانور پانچ لاکھ کا جانور اخبار میں تصویریں آتی ہیں اب ذرا سوچو اسماعیلؑ ذبح ہوتے تو کیا شبیہ بنتی بیٹوں کو قربان کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نسل انسانی کو بچایا قربانی کا راز کیا ہے انسان، انسان کو قتل کر رہا تھا اللہ نے کہا اچھا اے انسانو! خونریزی کے بہت شوقین ہو کروڑوں بکرے کاٹو تا کہ خونریزی کا جذبہ تو کم ہو اللہ جانے کتنی بقرعیدیں آ گئیں کتنی گائیں، بکرے، اور اونٹ کٹ چکے مگر اب تک سادات کا پیچھا نہیں چھوڑا قربانی اِس لئے رکھی گئی تھی کہ نسلِ ابراہیمؑ نسلِ سادات کو بچایا جائے، نہیں سمجھے آپ، بنی ہاشم کس کی نسل میں یہ اولادِ ابراہیمؑ ہی تو ہیں جب تمہارے بیٹے بچا دیئے تو محمدؐ کے بیٹوں کو نہ ذبح کرو کیوں قتل کر رہے ہو اور جب بھی خونریزی کا دل چاہے بکرے ذبح کرو وہ قبیح رسم انسانوں کے کاٹنے کی ابراہیمؑ کے بعد ختم ہوگئی اُس کے بعد جانور کٹنے لگے سب کی سمجھ میں بات آ گئی کہ ہاں جانور کی قربانی قدرت کا راز

ہے دیکھیے پانچ ہزار برس ہو گئے قربانی کرتے کرتے انسان کو آپ چودہ سو برس سے کر رہے ہیں قربانی تو ابراہیمؑ سے چلی اُس کے بعد ابراہیمؑ کو ماننے والی جتنی قومیں آئیں سب کے یہاں قربانی ہے، پانچ ہزار برس سے بکرے اور دُنبے کٹ رہے ہیں پھر ہر سال مل جاتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں پھر مل جاتے ہیں اور ذبح ہو جاتے ہیں کروڑوں کی تعداد میں یہ کیوں؟ اس لیئے کہ اُس نے قربانی دی ہم نے نسل کو بڑھا دیا اب سمجھ میں آیا سادات کٹتے ہیں اور بڑھتے ہیں جہاں قربانی ہے وہاں نسل میں اضافہ ہے ارے کسی کے ختم کرنے سے نسل ختم نہیں ہوگی جاہل ہے جو یہ سوچے شہادت نام ہے توحید پر گواہی دینے کا جس کو دل چاہا اخبار نے شہید کہہ دیا جس کو دل چاہا قتل کہہ دیا آپ کے کہنے سے کیا شہید ہو گیا اگر توحید کی گواہی دیتا ہوا قتل ہوا تو شہید ہے پتہ نہیں کن کن حالتوں میں مر رہا ہے ایک جانور نے تمام حیوانوں کی لاج رکھ لی تمہاری چھری چلی تو حلال ہوا عظمتِ انسانی بڑھائی جانور کیا سبق دے رہا ہے حیوان کیا بتا رہا ہے، کیا سمجھا رہا ہے اب سنیں ابراہیمؑ کے بیٹے اسحاقؑ، اسحاقؑ کے بیٹے یعقوبؑ ابراہیمؑ کے پوتے شام میں کنعان میں رہتے ہیں حیران ہے دنیا بارہ بیٹے تھے ایک بیٹا بچھڑ گیا اتنا روئے کہ آنکھ بہہ گئی سمجھ میں نہ آیا بچھڑا ہی کیوں جسے سب سے زیادہ چاہتے تھے آخر وہ باپ سے جدا کیوں ہوا اس واقعے میں بھی حیوان ہے اس لیئے کہ حضرت یعقوبؑ نے ایک دن ایک دنبہ حلال کیا گوشت پکا سب گھر والوں نے بیٹھ کر کھا لیا پڑوس میں پڑوسی بھوکا تھا وہ اُس رات بھوکا سو گیا جب مل گئے یوسفؑ یعقوبؑ کو تو یعقوبؑ نے پوچھا اللہ یہ میرا پیارا بیٹا بچھڑا کیوں تھا کہا جس رات تم نے دنبہ حلال کیا تھا پڑوسی بھوکا تھا نبی کا پڑوسی بھوکا رہ جائے تو پیارا بیٹا جدا کر دیا جاتا ہے تو سمجھ

میں آیا انسانوں کے حقوق العباد کیا ہیں یہ ہے انسان کی قیمت تم نے ایسا کیا اس لیئے یوسفؑ تم سے جدا ہوا پھر بھائیوں نے کہا جنگل لے کے جائیں گے سیر کرانے کے لیئے کہامت لے کے جاؤ بھیڑیا کھا جائے گا پھر مسئلہ آیا علماء نے لکھا کہ اگر نہ کہتے زبان سے تو کبھی ایسا نہ ہوتا کہ بیٹوں نے آ کر یہی کہا بھیڑیا کھا گیا اس لیئے کہا گیا کہ اچھی بات زبان سے نکالو انبیاء کی حیات انسانوں کے لیئے سبق ہے اسی لیئے یہ واقعات پڑھے جاتے ہیں کہ انسان سمجھے سیکھے، یوسفؑ کے بھائی جب یوسفؑ کو کنویں میں ڈال کر واپس آئے تو کُرتے میں بکری کا خون لگایا کہا کیا ہوا کہا بھیڑیا آیا اور یوسفؑ کو کھا گیا کُرتا اٹھایا یوسفؑ کا کہا کیسا بھیڑیا تھا کُرتا سلامت رہا اور یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا جنگل میں یعقوبؑ گئے اور نام لے کر بھیڑیئے کو آواز دی اے مخلوقِ خدا اللہ کا نبی بلاتا ہے بھیڑیئے دوڑتے ہوئے آئے بھیڑیوں کا جو سردار تھا اُس نے یعقوبؑ کو سلام کیا کہا یا نبی اللہ کیا ہمیں بلایا کہا میرے بیٹے یوسفؑ کو تو نے کھایا کہا یا نبی اللہ خدا نے ہم پر انبیاء اولادِ انبیاء کا گوشت ممنوع قرار دیا ہے نہ ہم زخمی کر سکتے ہیں نہ حملہ کر سکتے ہیں اُن کا خون ہم جانوروں پر ممنوع ہے کون بولا حیوان کون سا حیوان بھیڑیا تو کہتے ہیں نا آپ جب انسان انسانیت سے گرتا ہے تو بھیڑیا ہو جاتا ہے وہ حیوان جسے آپ اپنے محاورے میں استعمال کرتے ہیں اُس نے اپنے آپ کو مُستثنیٰ کیا، نہیں ہم ایسا نہیں کرتے اب جب جانوروں میں یہ اعلان ہو گیا تو تمام درندے ایک ہو گئے ایک نے اعلان کر دیا اب سب کے لیئے حکم یہی ہے متوکل کے دور میں ایک عورت نے کہا میں زینبؑ ہوں کربلا والی مسئلہ امام علی نقیؑ کے سامنے آیا کہا اگر یہ وہ زینبؑ ہے تو فیصلہ ابھی ہو جائے گا اسے درندوں کے کٹہرے میں ڈال دو جہاں شیر ہیں

جہاں بھیڑیئے اور ریچھ ہیں اگر سیدانی ہے تو درندے قدموں پر گر جائیں گے اگر یہ جھوٹ بول رہی ہے تو درندے پھاڑ کھائیں گے بادشاہ سے وہ عورت کہنے لگی یہ ہمیں قتل کروانا چاہتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو خود جا کر دکھائیں متوکل نے کہا آپ جاسکتے ہیں کہا دروازے کھلوادو کہا ٹھہریئے پہلے ہم چھتوں پر تو چلے جائیں ہم وہاں بیٹھ کر دیکھیں گے درندوں کے کٹھہرے کھل گئے اوپر سے بیٹھ کر حاکم دیکھ رہا ہے امام داخل ہو رہے ہیں درندے دوڑتے ہوئے آئے شیر بھیڑیئے دوڑے اور امامؑ کی عبا کے دامن کو بوسے دینے لگے قدموں پر سر رکھنے لگے امام کے قدموں کا بوسہ دیتے اور متوکل کی طرف دیکھ کر کہتے ارے کسے بھیج دیا کٹھہرے میں ہم تو برسوں سے انتظار کر رہے تھے کہ ہمیں مولا کی زیارت ہو۔ نہیں گھبراتے علیؑ والے پیغمبر کی حدیث ہے صرف علیؑ کا نام لے دینا شیر راستہ چھوڑ دے گا، جسے یقین نہ ہو جنگل میں جائے شیر سے مقابلہ کرے اور شیرِ خدا کا نام لے صرف یہ نہیں کہ نام لیا اور شیر بھاگ گیا جاپان میں ہر عبادت گاہ کی بلندی پر لکھا ہے ''حیدرؒ'' جاپانی زبان میں لکھا ہے آپ اسے عربی میں پڑھ لیں یا اُردو میں صاف زبان میں ''حیدرؒ'' لکھا ہوا ہے۔ تمام عبادت گاہوں میں جاپان کے جس شہر میں جائیے اس پہ پردہ پڑا رہتا ہے پردے کا سبب کیا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ اگر اژدھا آجائے اور نام کے سامنے کا پردہ ہٹ جائے تو اژدھا پگھل کر پانی بن جاتا ہے تو وہاں کے رہنے والوں نے بتایا کہ ایسا ہوا ہمارے سامنے کہ سانپ آیا نام حیدر کا پردہ ہٹا سایہ پڑا اور وہ سانپ پگھل کر پانی ہو گیا ارے پانی کیوں نہ ہو جائے وہ تو پہلے دن ابوجہل کے سامنے پانی پانی ہو گیا تھا کلّہ اژدر چیرنے والا اگر اپنے نام کا سایہ ڈالے تو اژدر نہیں رہتا وہ موسیٰؑ تھے اللہ نے کہا عصا کو اٹھالو پھر بھی ڈرتے

ڈرتے عبا کا دامن استعمال کیا اور اپنا ڈنڈا اٹھایا اللہ نے کہا ڈر گئے یہ اژدھا نہیں ہے یہ تو عصا ہے کہا پھر بھی اژدر بنا تھا امام صادقؑ سے پوچھا گیا یہ موسیٰؑ ڈر کیوں گئے کہا موسیٰؑ کی پیشانی میں ہمارا نور نہیں تھا اور یہاں تو نور اور خون ایک ساتھ ہیں جب نور اور خون ایک ساتھ ہوتا ہے وہ درندوں سے نہیں ڈرا کرتے اور جو شریف النسل ہوگا اُس کو تو شیر دیکھ کر سر جھکا کر چلا جائے گا شریف النسل اور نجیب کو درندے کچھ نہیں کہتے شرافت کی پہچان کے لیئے یاد رکھیئے نجف اشرف ہے جہاں انسان تو انسان درندے بھی مدد مانگنے کو آتے ہیں ایک شیرنی کے ہاتھ میں کانٹا چبھ گیا تڑپ رہی تھی لنگڑاتی ہوئی قبرِ علیؑ پہ آئی اور آکر اپنا ہاتھ قبرِ علیؑ پر رکھ دیا کانٹا دور ہو گیا خوشی خوشی قبر سے چلی گئی حیوانوں کو بھی معلوم ہے کہ ان قبروں میں شفا ہے اور کچھ لوگ قبروں کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں دیکھا آپ نے انسان اور حیوان کا فرق، ایک ناصبی کہتا ہے مجھے دشمنی تھی امام رضاؑ کی قبر سے اسی میدان میں میں شکار کھیلتا تھا لیکن مجھے اِمام کی قبر سے نفرت تھی ایک دن میں نے اپنے شکاری کتے کو ہرن پہ چھوڑا تو ہرن امام کے روضے میں داخل ہوا کتا میرا رک گیا میں حیران ہوا تو میں ہرن کے تعاقب میں روضے میں داخل ہوا لیکن ہرن غائب تھا مجھ پہ ہیبت طاری ہوگئی حیوان بھی ان کی پناہ میں آتا ہے تو غیب میں چلا جاتا ہے کہتا ہے جب مجھ پر ہیبت طاری ہوئی اُس دن سے مجھے امام رضاؑ سے محبت ہوگئی تو تو دشمن علیؑ کو کس نے راغب کیا کس نے محبت کرائی حیوان نے تو معلوم ہوا یہ ظالم انسان انسانوں کو علیؑ سے دور کرتے ہیں اور معصوم حیوان علیؑ کی ولایت پر بلا لیتے ہیں ایسے انسانوں سے وہ حیوان بھلے جو ولایتِ علیؑ کی معرفت رکھتے ہیں اور ایسے انسانوں پر ہزار بار لعنت جو معصومینؑ کی معرفت نہ حاصل

کر کے حیوانوں سے بدتر ہو جائیں تو جانور تو صلہ لے گا محبتِ علیؑ کا پرندے بھی جانتے ہیں علیؑ کیا ہیں جانور بھی جانتے ہیں لیکن وہ انسان نما درندے ہائے امام حسینؑ نے خواب دیکھا کہ میں گھوڑے پر ہوں اور چاروں طرف سے درندوں نے مجھ پر حملہ کر دیا خواب کی تعبیر بہن زینبؑ سے بیان کی کہا بہن یہ لشکرِ یزید کے درندے ہیں دیکھئے بہت غور سے سنیئے گا۔ میں اپنے موضوع کا اہم ترین نکتہ بتا رہا ہوں کہ عنوان کیوں رکھا لشکرِ یزید کو دیکھیے بہت غور سے سنیئے گا۔ یزید کو امام حسینؑ نے کافر نہیں کہا کافر کہنا کوئی بڑی بات نہیں ہے درندہ کہنا بڑی بات ہے کفر اتنا بڑا عیب نہیں ہے لیکن درندگی بہت بڑا عیب ہے شیعہ کافر سہی مگر گلے نہیں کاٹتے وہ درندے ہیں جو انسان کا لہو پی رہے ہیں بے خطا انسانوں کو قتل کر رہے ہیں، وہ انسان نہیں ہیں ہم کافر سہی مگر انسان تو ہیں موضوع ختم ہو گیا سمجھ دار سمجھ گئے کیا کہا پھر سنیئے امام زمانہؑ نے زیارت میں یہ نہیں کہا کہ کربلا کے قاتل کافر تھے بلکہ امام زمانہؑ نے یہ کہا اُس امام مظلوم حسینؑ پر سلام جب چاروں طرف سے درندوں نے حملہ کر دیا ارے یہ شام اور کوفے سے چلے ہوئے درندے اب تک آ رہے ہیں جب تک یہ درندے رہیں گے تب تک حسینؑ کی نسل بھی رہے گی اور یہ موضوع بھی رہے گا یہ انسان ہیں اور وہ حیوان ہیں درندوں نے حملہ کیا درندے دوڑ، دوڑ کر حسینؑ کو زخمی کر رہے تھے ابھی دو چار دن ہوئے ایک مقتل کی کتاب میں دیکھ رہا تھا ایک روایت پڑھ کے بہت حیرانی ہوئی پہلی بار پڑھی تبرّکاً سنا رہا ہوں چھ آدمیوں نے مل کر حسینؑ پر حملہ کیا جب گھوڑے سے گر گئے چھ آدمیوں نے ایک ساتھ درندوں کی تشریح کر رہا ہوں درندہ کسے کہتے ہیں عالم نے سوچا کہ کبھی اگر خواب میں حسینؑ آ جائیں میں یہ پوچھوں گا مولا ان چھ میں اصل قاتل آپ کا

کون ہے عالم کہتے ہیں امام حسینؑ خواب میں آئے کہا تم بڑی تشویش میں ہو اور عجیب جملہ کہا اس جملے کے لیئے زحمت دی کہا جب میں بیٹھا تھا ریت پر تو پہلا وار سنان ابن اِنس نے اپنے نیزے کا کیا میں کچھ کہہ نہیں سکتا جب اُس وار سے خون کا فوارا چلا تو میں منھ کے بل گرا کہا پھر شمر آیا قاتل شمر ہے لیکن اے میرے محبّ حسینؑ تو اُسی وقت مر چکا تھا اے میرے محبّ جتنے لوگ شہید کیئے گئے وہ قتل کیئے گئے وہ ذبح کیئے گئے عرب میں ذبح کے دو طریقے ہیں بھیڑ بکری کو ذبح کرتے ہیں اور اونٹ کو نحر کرتے ہیں امام بتا رہے ہیں نحر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑے کر کے نیزہ اٹھا کے اس کے گلے پر مارتے ہیں خون کا فوارا چلتا ہے تب اونٹ گرتا ہے حسینؑ نے فرمایا ارے اے میرے محبّ میں واحد ہوں جو قتل بھی ہوا اور نحر بھی ہوا جب یہ سب کچھ ہوا عباسؑ تو نہیں تھے، علی اکبرؑ تو نہیں تھے، قاسمؑ تو نہیں تھے، عونؑ و محمدؑ تو نہیں تھے، ہاں ایک بچہ عبداللہ ابنِ حسن مثنیٰؑ امام حسنؑ کا پوتا چھ سات برس کا بچہ ہے امام حسینؑ پر تلوار چلنے والی ہے بچہ گھبرا کے خیمے کا پردہ ہٹا کے نکلا ماں نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا کہا عبداللہ کہاں جا رہے ہو زینبؑ نے پکارا بیٹا باہر نہ جاؤ دشمن ہیں تو جواب دیا اماں میرا آقا تلوار کے سائے میں بیٹھا ہے اور میں خیمے میں موجود رہوں کہتے ہیں بچہ دوڑتا ہوا چلا لمحہ وہ تھا کہ قاتل نے تلوار اٹھائی تھی کہ حسینؑ کے ہاتھوں کو قطع کر دے دیکھیں اس بچے نے کس وار کو بچایا جیسے ہی اُس نے تلوار اٹھائی ایک بار وہ بچہ وہاں پہنچا اور پہنچ کر کہا او ولد الزّنا کیا میرے چچا کو قتل کرے گا وہ وار رُکا نہیں بچّے کے ہاتھ کٹے بچے کے ہاتھ حسینؑ کی گود میں گرے اور ادھر ہاتھ گرے بعد میں بچہ گود میں گرا بس اتنا کہا اے میرے لال خیمے سے کیوں نکل آئے ارے ماں انتظار میں کھڑی ہوگی،

کیسی کیسی مائیں تھیں جنہوں نے کیسی کیسی امانتیں کربلا کو سونپ دیں اور گیارہ محرّم کو چلیں کربلا سے کوفے، کوفے سے شام، شام سے دربار، دربار سے زندان، ایک دن میں بھرا گھر اُجڑ گیا، راوی کہتا ہے جب حسینؑ کربلا آئے تھے عزیز وانصار رشتہ داروں کے سب ملا کے ایک سو اٹھاون بچے چھوٹے چھوٹے تھے، راوی سے پوچھا ان بچوں کو کب دیکھا جب عباسؑ علم لے کر چلے تھے تو بچوں کا پورا مجمع خیمے کے باہر تھا ہم نے شمار کیا، وہ سارے بچے خاموش تھے عباسؑ کا انتظار کر رہے تھے اور ایک بچی کہتی جاتی تھی بچوں گھبراتا نہیں ابھی چچا پانی لے کر آئیں گے جب ہم نے گنا بچوں کو تو کچھ علیؑ کے نواسے اور کچھ علیؑ کے پوتے تھے عباسؑ کے بھائیوں کے بیٹے اور حسنؑ کے گھرانے کے بچے جنابِ عقیلؑ کے پوتے اور نواسے ایک سو اٹھاون بچے لیکن جب گیارہ کو قافلہ چلا تو دو بچے نظر آئے ایک امام محمد باقرؑ اور ایک جنابِ سکینہؑ ہاں دو چار بچے گودیوں میں تھے وہ تھے لیکن پیروں سے چلنے والے بچے پانچ پانچ سال کے ایک بھی نظر نہ آیا آخر ہوا کیا ارے جب خیموں میں آگ لگی تو بچے دوڑے اور سید الساجدینؑ کے پاس آئے کہا مولا اب کہاں جائیں تو امام نے کہا اسی کربلا کے صحرا میں چھپ جاؤ پہاڑیوں کے دامن میں چھپ جاؤ نکلو اور جان بچاؤ کہیں جھاڑیوں میں چھپ کے بیٹھ جاؤ اُدھر سے گھوڑے سوار مشعلیں لیئے ہوئے آ رہے تھے ادھر سے بچے چلے ارے چھوٹے چھوٹے بچے گھوڑوں کی سموں میں آ گئے۔

ہاں یہی وجہ ہے شام غریباں میں جو ماں روتی وہ یہ کہتی میرا بچہ نہیں ملتا زینبؑ بچے ڈھونڈنے جاتی ہیں کہتی ہیں اُمِّ کلثومؑ آؤ بچوں کو تلاش کریں، رات میں زینبؑ اور اُمِّ کلثومؑ نکلیں ایک جھاڑی کے قریب گئیں دیکھا دو بچوں کی لاشیں پڑی

ہیں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہم سمجھے سو رہے ہیں ماں خوش ہو جائے گی اٹھا لیا لیکن جب گود میں لیا تو بہن نے بہن سے کہا "انا للّٰه وانا الیه راجعون" اور جب گریبان کو کھولا تو گھوڑوں کے سموں کے نشان سینوں پہ تھے اب زینبؑ ماں سے کیا بتائیں کہ تیرا بچہ کیسے مر گیا نہ تلوار سے مارا گیا نہ تیر سے مارا گیا جملہ سنو گے ایسی مائیں قید خانہ میں کیا کیا یاد کر کے روتی تھیں اور جب قید سے چھوٹی ہوں گی کیا تڑپ ہو گی کہ کربلا چلیں دیکھیں بچوں کی قبریں بنی ہوں گی سیّد سجادؑ نے یہی کہا تھا اسیروں سے ہم کربلا چل رہے ہیں پھوپھی اماں کا حکم ہے کہ قبر حسینؑ پہ چلو قافلہ آیا تو قیامت کا عالم تھا راوی کہتا ہے کہ ناقہ پہلے بٹھایا جاتا ہے پھر عماری سے بیبیوں کو اتارا جاتا ہے لیکن ناقہ زینبؑ کا جب قبر حسینؑ پر آیا تو زینبؑ نے انتظار نہیں کیا کہ ناقہ کب بیٹھے گا عماری سے زینبؑ نے اپنے کو قبرِ حسینؑ پر گرا دیا بڑا عجیب جملہ زینبؑ نے حسینؑ کی قبر پر کہا بھیا بہن تو آئی ہے لیکن عاشور کو تم نے سکینہؑ کو میرے حوالے کیا تھا بھیا سکینہ نہیں آئی قید خانے میں قبر بن گئی ہر بی بی قبرِ حسینؑ سے لپٹی لیکن جب ساری بیبیاں قبرِ حسینؑ سے لپٹ گئیں تو ایک بی بی جہاں چھوٹا سا مٹی کا ڈھیر نظر آیا وہاں اپنے آپ کو گرا دیتی تھیں پھر اُٹھتیں اور دوسرے مٹی کے ڈھیر پہ گرتیں زینبؑ نے دیکھا قریب آئیں کہا بھابھی اُمّ رباب کیا بے قراری ہے کہا شہزادی ڈھونڈ رہی ہوں میرے علی اصغرؑ کی قبر کہاں ہے کسی غم میں تمہیں اللہ نہ رُلائے سوائے غم حسینؑ کے چہلم کی مجلس ابھی امام بارگاہِ آلِ عبا میں مصائب پڑھ کر آ رہا ہوں بڑی نورانی مجلس تھی، اُس کے بعد مجلس پڑھنا ناممکن ہے لیکن چہلم کا دن ختم ہو رہا ہے بس چند جملوں کی اور زحمت بی بی اُمّ ربابؑ کا بازو پکڑ کے قبرِ حسینؑ پہ لائیں حسینؑ کی قبر پہ اُمّ ربابؑ نے اپنے آپ کو گرا دیا اور

گرتے ہی پہلا سوال کیا والی آپ نے تو علی اصغرؑ کی قبر بنائی تھی میرے بچے کی قبر کہاں ہے آقا آپ آواز دے کے بتایئے علی اصغرؑ کہاں ہیں آواز آئی قبرِ حسینؑ سے اُمّ ربابؑ علی اصغرؑ قیامت تک میرے سینے پر سوئیں گے ربابؑ علی اصغرؑ اکیلے نہیں ہیں۔

علماء نے لکھا دونوں بیٹے حسینؑ کے پاس ہیں علی اصغرؑ سینے پر اور علی اکبرؑ بھی پاس ہیں آپ کو معلوم ہے تہہ خانے میں کوئی جا نہیں سکتا تالا پڑا رہتا ہے پابندی ہے لیکن جب کبھی ایسا واقعہ ہو گیا تو خدام کو تالا کھولنا پڑا اگر کسی نے جانے کی کوشش کی تو وہ زندہ واپس نہیں آیا قبرِ حسینؑ کو اندر سے اب تک کوئی دیکھ نہیں سکا کوئی جا نہیں سکا جن لوگوں نے حالات لکھے ہیں خصوصاً سخن فتح پوری نے خود لکھا کتنے علماء گئے تھے اور کتنے زینے اُترے خود انہوں نے واقعہ سنایا کہ ایک مشہور عالم آگے تھے اور ہم پیچھے تھے تیسرے زینے سے بے ہوش ہو گئے اور سب کو اٹھا کے واپس لایا گیا اندر تہہ خانے تک کوئی جا نہ سکا پتہ ہے کیوں اس لیئے کہ جن علماء نے دیکھا انہوں نے بتایا کہ جیسے ہی آخری زینہ آتا ہے سامنے حسینؑ کا لاشہ نظر آیا ہے اور سینے پر علی اصغرؑ اور گلے میں تیر پڑھ دیا اب قسم دے کے پوچھتا ہوں ربابؑ کا دل ماں کا دل کوئی سنبھال سکتا ہے ربابؑ مدینے آئیں بعدِ کربلا ایک سال زندہ رہیں لیکن پورا سال یوں گزرا دن بھر کی دھوپ اور رات کی اُوس کسی سے بات نہیں کرتی تھیں دھوپ میں دن بھر رہیں اور ایک گٹھری اپنے بازوؤں سے لگائے رکھتیں کبھی کسی نے پوچھا نہیں بی بی یہ کیا ہے اور کسی نے بولتے نہیں دیکھا کبھی دن بھر میں چند دنوں میں اگر کوئی جملہ بولا تو بس اتنا کہا کہ یہ کس کا بچہ رو رہا ہے کہیں میرا علی اصغرؑ بھوکا تو نہیں ہے اور یہ کہہ کے چپ ہو جاتیں بیبیاں

گئیں اے سیّد سجادؑ ہم سے اُمِّ ربابؑ کی حالت نہیں دیکھی جاتی امام خود اٹھے آئے کہا مادر گرامی کون کہتا ہے نہ روئیں کون کہتا ہے ماتم نہ کریں لیکن اماں سائے میں تو آجائیں یہاں سائے میں آجایئے بس اتنا کہا بیٹا سجادؑ کیا میرے وارث کی قبر پہ سایہ ہوگیا کیا میرے علی اصغرؑ کی قبر پر سایہ ہوگیا تو اب امام روتے ہوئے واپس آئے بی بی زینبؑ نے کہا بی بی ربابؑ امام کا حکم ہے کہا شہزادی آپ کا حکم امام کا حکم ہے مغربین کی نماز پڑھ کر سائے میں آجاؤں گی آخری جملے نماز تمام ہوئی سجدہ آخر میں گئیں دیر گزرتی گئیں سجدے سے سر نہ اُٹھایا شاید اپنے وارث کا سجدہ آخر یاد آ گیا بیبیاں کہنے لگیں شہزادی زینبؑ ربابؑ تو سجدے سے سر نہیں اٹھاتیں آپ جایئے جنابِ زینبؑ آگے بڑھیں شانے پہ ہاتھ رکھا کہا بھابھی تم نے وعدہ کیا تھا کہ شام کو سایہ میں آ کر بیٹھو گی چلو ربابؑ ہم تمہیں لینے آئے ہیں لیکن چاہا کہ بازو پکڑ کے اٹھائیں کہ اچانک چلا کے کہا اے سیّد سجادؑ "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" ہائے وعدہ کیا تھا بی بی نے وہ پورا کر دیا خود تو سائے میں نہ آئیں لاشہ سائے میں لا کر رکھا گیا لیکن جب تیاری ہونے لگی کہ اب ربابؑ کا جنازہ اُٹھے گا اور جنّت البقیع میں دفن کیا جائے گا اب جو کفن پہنایا جانے لگا تو زینبؑ نے بڑھ کر دونوں بازوؤں کے درمیان سے وہ گٹھری نکالی علی اصغرؑ کے چھوٹے چھوٹے کُرتے اور جھولے کی جلی ہوئی لکڑیاں ہائے حسینا، ہائے حسینا......

❀ ❀ ❀

عشرۂ مجالس ''انسان اور حیوان'' میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ کی فہرست

A		
Aid	Action	Army
Atom Bomb	Airport	
B		
Biology	BankBalance	Bureaucrat
C		
Cassette	Cancer	College
Clan	Chemmel	Chapter
chemistry	Control	cheque
CIA	Cyass	Commissioner
Command	Camp	
D		
Duty	DSP	Deportment
Drer		
F		
Fee	File	Film

Fridge		
G		
Great Dergn	Geology	Governor House
H		
History	Hydrogen Bomb	
I		
ISI	Interview	
J		
Jockey		
L		
Land	Late	
M		
Missile	Made Girl	Meeting
M.A		
N-O		
Nitrogen Bomb	News	Order
out		
P		
Physics	Period	Ph.D

Police	Platoon	Primary
Plan		
R		
Race	Research	Request
S		
Supply	Superpower	Subject
School	Symbol	SHO
Scholars		
T-U		
Tank	Trusty	Telephone
T.V	Trained	University
V-W		
VCR	Video	Work
watch		

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

نمبر	کتاب کا نام	صفحات	قیمت
	۔۔۔۔۔۔﴿سوانح حیات﴾۔۔۔۔۔۔		
۱۔	سوانح حضرت فاطمہؑ (انڈونیشیا پیپر)	1040	700/=
۲۔	ایران کی شہزادی جنابِ شہر بانوؑ	472	400/=
۳۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد اوّل)	640	500/=
۴۔	شہزادہ قاسمؑ ابنِ حسنؑ (جلد دوم)	400	500/=
۵۔	سوانح حیات شہزادہ علی اصغرؑ	960	800/=
۶۔	اُمّ البنینؑ	400	300/=
۷۔	سوانح حیات حضرت اُمِّ کلثومؑ	544	600/=
	۔۔۔۔۔۔﴿تاریخ﴾۔۔۔۔۔۔		
۸۔	شہزادہؑ قاسمؑ کی مہندی	400	500/=
۹۔	شہزادی زینبؑ اور تاریخ ملکِ شام	224	200/=
۱۰۔	امام حسنؑ کی فتح اور دشمنِ خدا کی شکست	144	200/=

۱۱۔	غم حسینؑ اور عزاداروں کی شفاعت	224	200/=
۱۲۔	ذوالجناح	720	600/=
۱۳۔	شہید علمائے حق	144	200/=
	......﴿ادبیات﴾......		
۱۴۔	معصوموں کا ستارہ شہزادہ علی اصغر (فرنچ سے ترجمہ)	288	300/=
۱۵۔	اردو غزل اور کربلا	240	200/=
۱۶۔	احساس (علمی، ادبی مضامین)	384	300/=
۱۷۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد اوّل)	338	300/=
۱۸۔	نوادراتِ مرثیہ نگاری (جلد دوم)	368	300/=
۱۹۔	کلامِ ضمیر (مرثیے، نوحے، سلام)	304	200/=
۲۰۔	شعرائے اُردو اور عشقِ علیؑ	912	500/=
۲۱۔	شاعرِ اعظم (میر انیسؔ)	720	500/=
۲۲۔	میر انیسؔ کی شاعری میں رنگوں کا استعمال	416	300/=
۲۳۔	میر انیس بحیثیت ماہرِ حیوانات	408	400/=
۲۴۔	میر انیسؔ (انگلش)	366	500/=
۲۵۔	اُردو مرثیہ پاکستان میں	544	500/=
۲۶۔	خاندانِ میر انیسؔ کے نامور شعرا	992	500/=
۲۷۔	ضمیرِ حیات	1232	1000/=

۲۸۔	دبستانِ تاریخ	968	700/=
	......﴿عشرۂ مجالس﴾......		
۲۹۔	عظمتِ حضرت زینبؑ (۱۵مجالس)	368	300/=
۳۰۔	حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں	224	200/=
۳۱۔	معراجِ خطابت (۵جلدیں)	(مکمل سیٹ)	1400/=
۳۲۔	حضرت علیؑ کی آسمانی تلوار ذوالفقار	368	300/=
۳۳۔	امام اور امت (اُردو)	272	200/=
۳۴۔	امام اور اُمت (انگریزی ترجمہ)	307	200/=
۳۵۔	احسان اور ایمان	336	200/=
۳۶۔	ولایتِ علیؑ	336	200/=
۳۷۔	مجالس محسنہ (جلد اوّل)	400	200/=
۳۸۔	مجالس محسنہ (جلد دوم)	368	200/=
۳۹۔	معجزہ اور قرآن	320	200/=
۴۰۔	ظہورِ امام مہدیؑ	272	200/=
۴۱۔	عظمتِ صحابہ	288	200/=
۴۲۔	تاریخِ شیعیت	304	200/=
۴۳۔	قاتلانِ حسینؑ کا انجام	352	250/=
۴۴۔	علم زندگی ہے	352	300/=

۴۵۔	عظمت حضرت ابو طالبؑ	296	250/=
۴۶۔	اسلام پر حضرت علیؑ کے احسانات	257	250/=
۴۷۔	قرآن کی قسمیں	344	250/=
۴۸۔	معرفتِ الٰہی اور سیرتِ معصومینؑ	256	300/=
۴۹۔	بُت شکن اور بُت تراش	304	300/=
۵۰۔	انسان اور حیوان	272	300/=
۵۱۔	اقوامِ عالم اور عزاداریٔ حسینؑ	304	300/=
۵۲۔	علیؑ وارثِ انبیاءؑ	328	300/=
۵۳۔	محسنینِ اسلام	304	300/=

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

کی مندرجہ ذیل کتابوں کے دوسرے ایڈیشن شائع ہوگئے ہیں

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

کی مندرجہ ذیل کتابوں کے دوسرے ایڈیشن شائع ہوگئے ہیں

علاّمہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

کے مندرجہ ذیل عشرۂ مجالس شائع ہو گئے ہیں